مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری

مدنی دار التالیف بجنور یوپی

نام کتاب ---------- تاریخ الجن والسحر

تالیف وحواشی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری

ترجمہ ---- مولانا عبید الرحمٰن صاحب

تحریری معاون بدالرحمان بی۔ اے، مظاہری

سن طباعت ---------- ۱۹۹۹ء

ناشر -------- مدنی دار التالیف بجنور

قیمت ---------- /-56 روپیہ صرف

ملنے کے پتے

۱۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو۔ جامع مسجد دہلی

۲۔ کتب خانہ عزیزیہ " " "

۳۔ کتب خانہ نعمانیہ دیوبند ضلع سہارنپور

۴۔ کتب خانہ نعیمیہ " " "

۵۔ مدنی دار التالیف۔ محلہ مردہگان بجنور یوپی پن 246701

نیو لکھیٹ آفسیٹ پریس دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس پہلی کوشش کو اپنے والد محترم مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مدت فیوضہم و مدظلہ خلیفہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ کی طرف منسوب کرنیکی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ انکی دعاؤں اور توجہات کی برکت سے اس قابل ہوا۔

سعی پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

عبید الرحمٰن غفرلہ
مدنی دار التالیف: بجوڑ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مصنف آکام المرجان	۶
۲	تقریظ	۷
۳	گذارش از مترجم	۸
۴	مقدمہ	۱۴
۵	حضرت ادریس علیہ السلام	۱۴
	باب اول	۱۶
۶	جنات کے وجود کا اثبات اور اس میں اختلاف	"
۷	ابن تیمیہ	۱۷
۸	اطباء	۱۸
۹	اہل لغت	۱۹
۱۰	شیطان اور ابلیس	۲۲
۱۱	ابتداء جنات	۲۳
۱۲	تعداد جنات	۲۷
۱۳	اقسام اور قبائل	۲۸
۱۴	جنات اور جنت	"
	دوسرا باب	۳۲
۱۵	اصل جنات	"
۱۶	جنات کے اجسام	۳۷
۱۷	متشکل ہونا	۳۹
۱۸	بعض کتے جنات	۴۳
۱۹	اقسام جنات	۴۴
	تیسرا باب	۴۶
۲۰	بود و باش اور معیشت	"
۲۱	جنات کے مسکن	"
۲۲	گھروں میں جنات	۴۹
۲۳	شیاطین کے ساتھی	"
۲۴	شیاطین کھاتے ہیں	۵۱
۲۵	شیطان کھاتا ہے	۵۳
۲۶	نکاح اور توالد	۵۴
۲۷	مناکحت جن	۵۵
۲۸	چند واقعات	۵۸
۲۹	عورتوں پر اثر	۶۰
۳۰	حضرت عمرؓ کا واقعہ	۶۱
۳۱	شیخ عبدالقادرؒ	۶۲
۳۲	جنات کے نام پر ذبح	"
	چوتھا باب (جنات کے خصائل متفرقہ)	۶۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۳	روایت الحدیث	۶۵
۳۲	حدیث مسبعات عشر	۷۱
۳۴	علم سیکھنا سکھانا	۷۴
۳۵	حضرت شاہ عبدالعزیز	۷۵
۳۶	حضرت سلیمان علیہ السلام	۷۹
۳۷	تسخیر جنات	۸۲
۳۸	ہاروت ماروت	۸۳
۳۹	جنات سے حفاظت	۸۶
۴۰	معالجات	"
۴۱	عملیات پر اجرت	۸۷
	پانچواں باب	۹۰
۴۲	عاملین جنات اور سحر	"
۴۳	عاملین کی خرافات	۹۲
۴۴	حروف ابجد کا تاریخی پس منظر	۹۴
	چھٹا باب	۹۸
۴۵	بعثت النبیؐ اور جنات	"
۴۶	جنات کی خبریں	۱۰۰
۴۷	خیمۂ ام معبد کی خبر	۱۰۲
۴۸	قریش کا دارالندوہ	۱۰۴
۴۹	بیعت عقبہ کے موقع پر	۱۰۵
۵۰	غزدہ بدر کے موقع پر	۱۰۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۱	غزوہ احد کا واقعہ	۱۰۸
۵۲	اسلام سعیدین کی خبر	"
۵۳	سعد بن عبادہ کی شہادت	"
۵۴	امام ابو حنیفہ کی وفات پر	۱۰۹
۵۵	خبریں معلوم کرنا	"
	ساتواں باب	۱۱۲
۵۶	وساوس شیطان الرجیم	"
۵۷	پہلا وسوسہ شیطان	۱۱۴
۵۸	ایک تمثیلی واقعہ	۱۱۶
	آٹھواں باب	۱۱۹
۵۹	جنات اور سحر	"
"	حقیقت سحر	"
۶۰	تاریخ جادو	۱۲۴
۶۱	ساحر کی سزا	۱۲۸
	نواں باب	۱۳۲
۶۲	طب اور جھاڑ پھونک	"
۶۳	فن طب	"
۶۴	مسواک اور خلال	۱۳۴
۶۵	جھاڑ پھونک	۱۴۴
	دسواں باب	۱۴۴
۶۶	معوذات اور دعائیں	"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنف آکام المرجان

قاضی محمد بن عبداللہ شبلی دمشقی نام کنیت ابو البقاء اور لقب قاضی بدرالدین حنفی مسلک کے تھے ۷۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ عالم فاضل فقیہہ محدث تھے علم حدیث حافظ ذہبی اور مُنذِری سے حاصل کیا اور ایک کتاب آکام المرجان فی احکام الجان حالات جنات اور اخبار اور کیفیات میں تصنیف فرمائی اسلامی لٹریچر میں یہ پہلی کتاب ہے اور دوسری کتاب حافظ جلال الدین سیوطی نے اسی کتاب کی تلخیص مع اضافات لکھی اور تیسری ہماری یہ کتاب تاریخ جنات ہے جو انہیں کتابوں سے مع اضافوں کیساتھ ترتیب دی گئی ہے

اس کتاب کے علاوہ علامہ ممدوح نے محاسن الوسائل الی معرفۃ الاوائل قلادۃ النحر فی تفسیر سورۃ الکوثر لکھیں۔ آپکا حال حافظ ذہبی نے اپنی معجم میں لکھا ہے۔ آپ کو رئیس الطلباء، جوان الفضلاء کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ وفات ۷۶۹ھ ہے۔ سراج شہر آپکی تاریخ وفات ہے۔ (حدائق حنفیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از۔ مولوی عابد الرحمٰن۔ بی اے مظاہری

الحمد للہ علی احسانہٖ والصلوٰۃ والسلام علی نبی المکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امابعد!

میرے برادر کبیر مولانا عبید الرحمٰن سلمہٗ نے مجھ سے فرمایا کہ میں کچھ لکھ دوں، لیکن بڑوں کے لکھے پر لکھنا۔ سوء ادبی ہے۔ میں نے اپنا ایک مضمون جو والد صاحب نے ایک فتویٰ کے جواب میں لکھوایا تھا اس کتاب میں شامل کرنے کی اجازت دیدی۔ میرے لیے یہی عزت کافی ہے۔

فقط والسلام

عابد الرحمٰن۔ بی اے مظاہری

مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم بجنور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گذارش از مترجم

منظور ہے گذارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

میرا نام عبیدالرحمٰن اور والد صاحب مدظلہ کا مفتی عزیزالرحمٰن ہے۔ جو ہندستان کے اہل قلم علماء اور مشہور صاحب افتاء ہیں۔ میں نے ابتداء سے لے کر مشکوٰۃ شریف۔ جلالین شریف اور ہدایہ اولین تک سب کتابیں اپنے والد سے پڑھیں جن دنوں ہمیں مظاہر العلوم سہارنپور یا دارالعلوم دیوبند داخل ہونا چاہئے تھا اس زمانہ میں ان پاکیزہ درسگاہوں میں ناپاکیزہ عزائم پرورش پا رہے تھے اور انقلابات اور بگاڑ پھیل رہا تھا مجبوراً مجھے اور میرے چھوٹے بھائی کو ہائی اسکول کا امتحان دینا پڑا۔ میرا چھوٹا بھائی مولوی عابدالرحمٰن سلمہٗ اس بارے میں مجھ سے سبقت لے گیا اور انٹر۔ بی۔ اے۔ کرنے کے بعد مظاہر علوم سے فارغ ہوا۔

اس زمانے میں والد صاحب کو طویل علالت نے پکڑ لیا اور کچھ اندرونی طور پر شریروں نے پریشان کیا اسی مجبوری میں ہماری شادیاں کر دی گئیں اور ہم دونوں بھائی کاروبار میں لگ گئے۔ میرا چھوٹا بھائی علمی لائن سے وابستہ رہا جبکہ میں تجارتی ماحول اور منڈیوں اور سیاسی اکھاڑوں میں جا پھنسا جس میں مجھے برابر نقصان اٹھانا پڑا بار بار دل میں یہی خیال آتا کہ یہ پریشانیاں راستہ بدلنے کی وجہ سے ہیں۔ آخری طور پر ۱۹۹۶ء میں مجھے اتنا شدید نقصان اٹھانا پڑا کہ قریب تھا کہ میں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھوں لیکن میرے خالہ زاد بھائیوں محمد سلیم سراج اور میرے مخلص دوست سرفراز نے سمجھایا اور ڈھارس بندھائی اور اسی زمانہ میں

میری ملاقات مولانا محمد قاسم صاحب سے ہو گئی وہ میرے لیے خضر راہ ثابت ہوئے اور میں میخانے سے خانقاہ میں آگیا اور ان کے تعاون سے مدرسہ عالیہ فتح پوری میں دورۂ حدیث میں مجھے داخلہ مل گیا میں نے جناب مہتمم صاحب مولانا اخلاق حسین قاسمی اور دیگر اساتذہ کا بے حد شکور ہوں کہ انہوں نے میری مدد فرمائی۔ میں آدھے وقت پڑھتا ہوں اور دن کا آدھا حصہ اپنے بچوں کے لیے معاش حاصل کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

اسی زمانے میں والد صاحب نے میری استعداد بڑھانے اور میرا دل لگانے کیلئے آکام المرجان کا ترجمہ سپرد کر دیا میں نے اپنے چھوٹے بھائی کی مدد سے ترجمہ بھی کیا اور کچھ اضافہ بھی۔ باقی تحقیق اور ترتیب اور حواشی عبارت اور ترجموں کی اصلاح سب والد صاحب نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے سر پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

این دعا از من، از جملہ جہاں آمین باد

فقط والسلام

عبیدالرحمٰن پسر مفتی عزیزالرحمٰن

بجنور۔ ۲۲ رمئی ۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حامدًا و مصلیًا۔ اما بعد!

عزیز گرامی! مولوی عبید الرحمٰن سلمہ (فرزند اکبر راقم الحروف) نے دہلی میں پڑھتے ہوئے مجھ سے فرمائش کی کہ میں ان سے کوئی کتاب لکھوا دوں تو میں نے ان کے ' آکام المرجان فی احکام الجان' کا ترجمہ کرنا سپرد کر دیا۔

فرزند موصوف ایک انقلابی شخصیت ہیں جو اس شعر کا مصداق ہیں ؎

ہے عیاں فتنۂ تار تار کے افسانے سے ؛ پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

شروع میں مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف اور ہدایہ اولین کو مجھ سے پڑھ کر چھوڑ دیا تھا کہ ہائی اسکول پاس کیا۔ اپنے کاروبار میں لگ گئے۔ ماشاء اللہ پانچ بچوں کے والد ہوئے ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک عجیب اتفاق رہا کہ کسی کام میں کبھی کوئی فائدہ نہ ہوا آخر میں سخت نقصان ہوا اور دنیا سے دل برداشتہ ہو کر دلی چلا گیا اور وہاں مولانا اخلاق حسین قاسمی صاحب کے مدرسہ عالیہ فتحپوری میں داخلہ لے لیا اس بارے میں جناب مولانا محمد قاسم صاحب قاسمی امام جامع مسجد روہ گران نے بہت اعانت کی اور اپنا کمرہ رہنے کو دیدیا اس سے عزیز موصوف کو رہنے اور خوراک سے بے فکری ہوئی۔ ساتھ ہی عزیزم سرفراز احمد بجنوری اور سلیم احمد غازی آبادی نے اسکی بہت مدد کی اور اپنی دوکان کام کو دیدی اور اسطرح نصف دن پڑھنا اور نصف دن اپنے بچوں اور قرضہ کی ادائیگی کیلئے محنت کرنا اس کا طرز زندگی بن گیا۔ عزیز موصوف مجھ سے کہا کرتا تھا، ابا آپکو ۲۵ سال کی عمر میں تعلیم کیلئے ہدایت ملی اور مجھے ۲۵ سال کی عمر میں اللہ

قبول فرمائے ۔ ان ہی منتشر اوقات میں اور بجنور کی آمد و رفت کے موقعہ پر میں اس سے ترجمہ کرایا تاکہ عربیت سے واقفیت کے ساتھ علم میں بھی اضافہ ہو۔

یہ کتاب آکام المرجان ۔ جنات کے حالات کے بارے میں ایک قدیم اور مشہور کتاب ہے جسکے مندرجات ابواب اور فصول میں ہیں ۔ لیکن ہمارا یہ زمانہ جس تحقیق و طرز کا متلاشی ہے اس سے یہ کتاب بالکل دور ہے ۔ میں نے اس کتاب کے مترجم عنوانات کو اپنے اعتبار سے ابواب میں مرتب کیا اور جہاں کہیں قابل تحقیق یا اضافہ کوئی عنوان تھا اس میں خاطر خواہ اضافہ اور تحقیقی حواشی اور ضمنی تبصروں کو درج کر دیا ہے اس طرح یہ کتاب دو قلموں کی محنت کا نتیجہ ہے ۔

کتاب کے درمیان میں ایک باب مستقل حروف ابجد کے بارے میں میرے چھوٹے فرزند مولوی عابد الرحمٰن بی ۔ اے ۔ مظاہری کے قلم سے ہے ۔ ان جیسے سپوت قدیم زمانے میں ہوتے ہوں گے اب نہیں ۔ اپنی مثال آپ ہیں ۔ ولله الحمد

قلمی محنت کے لیے میں نے اس کتاب کو کیوں منتخب کیا اس کا تعلق بہت طویل تجربہ سے ہے ۔ میں نے جب یہ دیکھ لیا کہ تعویذوں اور عملیات کے سلسلہ میں لوگ کفر اور شرک کے قریب پہونچنے لگے اور بلا جھجک ایک کباڑ میں مبتلا ہونے لگے ہیں اور ان کی دلچسپیاں کسب حرام سے زیادہ وابستہ ہونے لگی ہیں تو میں نے ضروری جانا کہ حقیقت حال ظاہر کروں ۔ میری رائے میں موجودہ زمانہ میں عاملین حضرات مکمل طور پر اتباع یہودیت کا شکار ہو چکے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ اسلامیات کی آبیاری قرآن و حدیث سے ہوتی ہے اور ان اعمال کی آبیاری یہودی چشموں سے ہوتی ہے ۔ اتفاق سے ہمارے چند اکابر بھی اس میں پھنس گئے اور وہ امت کو اس گمراہیت سے نکالنے میں ناکام رہے ۔

شعر ہ

رکھیو غالب اس تلخ نوائی سے معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

کتاب کے شروع میں حضرت ادریس علیہ السلام کے حالات اسوجہ سے درج کر دیئے ہیں کہ لوگوں کا خیال باطل ہے کہ علم نجوم اور علم ہندسہ کے موجد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں اسیطرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے حالات درمیان کتاب میں اسوجہ سے آگئے ہیں کہ عاملین جنات وسحر انکی دہائی دیا کرتے ہیں یہ بھی یہودیوں کی کرشمہ سازی ہے کہ تسخیر جنات اور فن سحر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو موجد قرار دیا ہے جسکی کھل کر تردید قرآن شریف نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پیغمبروں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے مجھے بہرہ ور فرمائے۔

مصنف "آکام المرجان" کے حالات تلاش کے بعد شروع میں لکھدیئے گئے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں بھی کوئی خاص علمی قابلیت سامنے نہیں آئی۔ عبارتیں بے ربط۔ مضامین میں بہت انتشار۔ قوت استدلال بہت کمزور ہے۔ بیشتر ترجمہ اسی کتاب کا ہے۔ لیکن درمیانِ ترجمہ میں نے بھی بہت اضافہ کیا ہے اور مختلف کتابوں و دلائل سے کتاب کے مضامین کو قوت بہم پہونچائی ہے۔ اچھی خاصی مقدار اور کتاب کا معتدبہ حصہ میری تلاش اور تحقیق کا نتیجہ ہے۔ میں ازخود اگر اس مضمون پر کچھ لکھتا تو شاید زیادہ بہتر ہوتا۔ مگر عزیز موصوف کی محنت کی وجہ سے اس کو میں نے باقی رکھا۔

ہمارے اکابر میں سے حضرت مولانا اشرف صاحب تھانوی رح نے تعویذات اور جھاڑ پھونک کے بارے میں عوام اور خواص کی دلچسپیاں دیکھ کر اعمال قرآنی تالیف فرمائی۔ اور بے تکے وظیفوں کی جگہ مناجات مقبول تحریر فرمائی۔ جو حزب الاعظم سے مأخوذ ہے۔ ایسے ہی نواب صدیق خاں مرحوم کی کتاب

"الدّار والدّوا" سے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی "قولِ جمیل". اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی کتاب سے بعض قرآنی اور مقبول اعمال کو ذکر کردیا ہے اللہ تعالیٰ نفع پہونچائے۔

ہمارے سامنے جنات اور شیاطین کے حالات کے ساتھ ساتھ موجودہ زمانہ کی غلط ذہنیت کا رَدّ بھی ہے۔ اس لئے میرے قلم کا رخ دونوں طرف ہے۔ اتفاق سے اس کتاب کی تسوید کے وقت نیم بیداری کی حالت میں ایک جن نے میرے اوپر قاتلانہ حملہ بھی کردیا تھا اور ایک حد تک وہ کامیاب بھی ہوگیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی، اور وہ نامراد و ناکام رہا۔ درمیانِ کتاب مختصراً حضرت سلیمان علیہ السلام کے حالات ہیں اس طرح یہ کتاب صرف ایک ترجمہ ہی نہیں بلکہ ایک مستقل تالیف بھی ہے۔

فقط والسلام

(مفتی) عزیز الرحمٰن غفر لہٗ

مدنی دار التالیف، مدنی دار الافتاء

محلہ مردہگان بجنور

۲۲ر محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ادریسؑ علیہ السلام

قرآن شریف میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر صرف دو جگہ آیا ہے۔ سورہ مریم میں اور سورہ انبیاء میں۔

(۱) واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقاً نبیاء (مریم)	مذکور ہے کتاب میں ادریس کا جو صدیق و نبی تھے۔
(۲) واسماعیل وادریس و ذالکفل کان من الصابرین وادخلنٰھم فی رحمتنا انھم من الصالحین (انبیاء)	اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل ہر ایک صابرین میں سے تھے اور انکو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا وہ صالحین میں سے تھے۔

قرآن شریف کا منشاء تاریخ بیانی نہیں ہے وہ ذکر و موعظت وغیرہ کے لیے ہے تاریخی شخصیات کا ذکر اس میں کسی موعظت کے لیے کیا گیا ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں سخت اختلاف ہے کہ وہ کب ہوئے؟ حدیث معراج میں انکا ذکر آیا ہے کہ حضور نے ان سے چوتھے آسمان پر ملاقات کی۔ ادریس کو علامہ زمخشری اور مجد والدین فیروز آبادی نے عجمی زبان کا لفظ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ غیر منصرف ہے علامہ زمخشری نے کہا ہے کہ ادریس جس زبان کا لفظ ہے ممکن ہے اس میں دراست کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے جو حدیث مروی ہے اسکے پیش نظر حافظ ابوبکر ابن عربیؒ نے ان کو انبیاء بنی اسرائیل میں سے قرار دیا ہے اور بتلایا ہے کہ حضرت الیاسؑ ہی کا نام ادریس ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا زندگی میں اٹھایا جانا کسی مرفوع اور صحیح قوی روایت سے ثابت نہیں ہے علامہ طبری نے کعب احبار کی جو روایت ذکر کی ہے وہ اسرائیلیات میں سے ہے۔ حافظ ابن کثیر نے بغرض تردید لکھا ہے کہ علماء و مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم رمل کے متعلق لکھا ہے۔ اور ادریسؑ کو ہرمس الہرامسہ یعنی استاد علم نجوم کو کہا جاتا ہے اور حضرت ادریسؑ کے بارے میں بھی وہی غلط بیانیاں ہیں جو اسرائیلیات سے ماخوذ دوسرے انبیاء کے بارے میں ہیں۔ (لغات القرآن)

یہاں تک ہمارے علماء کی تحقیق ہے جس پر ہم کسی عمل کی تعمیر کھڑی کر سکتے ہیں اب لیجیے مستشرقین کی تحقیق جو ہمارے نزدیک قابل اعتبار نہیں اسرائیلیات سے ماخوذ ہے اس پر ہم کوئی تعمیر نہیں قائم کر سکتے وہ لکھتے ہیں۔

حنوک (ادریس) بن یارد بن فہلائیل بن قینان بن انواس بن شیث بن آدم۔ یہ حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا تھے۔ ان کی عمر ۳۶۵ سال ہوئی ان کو ہرمس الہرامسہ یعنی علم نجوم کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔ علم رمل۔ حکمت۔ طب کے آپ موجد تھے۔ (معجم القرآن)

ہم کسی پیغمبر کے بارے میں یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ وہ علم نجوم یا علم کہانت (جو ستاروں سے ماخوذ ہے) کا بانی ہے۔ ہر وہ عقیدہ جس کی مدین کفر اور شرک کو چھو رہی ہوں کوئی پیغمبر ایسے علم کا موجد نہیں ہو سکتا۔ قرآن شریف نے جو منقبت حضرت ادریس علیہ السلام کی فرمائی ہے وہ منقبت ان انتسابات کے بالکل منافی ہے۔ لہٰذا ہماری یہی دلیل کواہنی اور بُرد ہتی اور نجومی نکرات کی تردید کے لیے بہت کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث بعض انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہے کہ وہ خط کھینچا کرتے تھے۔ لیکن اولاً تو حدیث کمزور ہے۔ دوسرے ملا علی قاری نے کہا ہے کہ اس کا تعلق وحی سے ہے۔ اس سے استدلال ہی ختم ہو جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

جنات کے وجود کا اثبات اور اسمیں اختلاف

امام الحرمین نے اپنی کتاب الشامل میں لکھا ہے کہ اکثر فلاسفہ اور جمہور قدریہ اور تمام زندیق لوگ اور ہمارے زمانے میں قادیانی بالکلیہ شیاطین اور جنات کا انکار کرتے ہیں ان لوگوں پر تو تعجب نہیں کہ علم شریعت میں کچھ بھی دخل نہیں رکھتے (مثلاً فلسفی اور نیچری. تعجب تو قدریوں پر ہے کہ نصوص قرآنیہ اور احادیث متواترہ اور مشہورہ کے ہوتے ہوئے انکار کرتے ہیں. اس کے بعد امام الحرمین نے کتاب وسنت سے نصوص ذکر فرمائے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں.

ابو القاسم انصاری نے ارشاد کی شرح میں فرمایا ہے کہ معتزلہ کے بڑے علماء نے جنات کے وجود سے انکار کیا ہے. انکے انکار میں کوئی وزن نہیں ہے بلکہ ان کی دیانت کی رکاکت کو ظاہر کرتا ہے جن کے وجود کے اثبات میں کوئی عقلی خرابی نہیں ہے کتاب وسنت کے نصوص ان کے وجود کو ثابت کرتے ہیں. لہذا عقلمندی کی یہی علامت ہے کہ دین کی رسی کو پکڑے رہے. جو بات نصوص سے ثابت ہوتی ہو اور عقل بھی اسکو جائز کہتی ہو اسکو اختیار کرے.

قاضی ابو بکر الباقلانی نے کہا ہے کہ اکثر قدریہ نے زمانہ قدیم میں وجود جنات کو تسلیم کیا ہے لیکن موجودہ زمانہ میں ان کے وجود سے انکار کیا ہے اور بعض قدریہ نے ان کے وجود کو تسلیم کیا ہے اور کہا ہے کہ رقت جسامت کی وجہ

دکھلائی نہیں دیتے ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کا چونکہ کوئی رنگ نہیں ہے اسوجہ سے وہ دکھلائی نہیں دیتے ہیں۔

اس کے بعد امام الحرمین نے کہا ہے کہ جنات اور شیاطین کے وجود پر اجماع صحابہ رضہ اور تابعین ہو چکا ہے اس لیے ... ظواہر اور احادیث سے استدلال کرنا محض ایک تکلف ہے۔ جبکہ تعوذ بالشیاطین منصوص بھی ہے۔ ان دلائل کے ہوتے ہوئے کسی متدین کو شک کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد امام الحرمین نے چند احادیث بیان فرمائیں ہیں اور اس کے بعد فرمایا ہے۔ ان دلائل کے ہوتے ہوئے جسکو آگاہی نہ ہو وہ گویا دین پر تہمت لگا رہا ہے۔

قاضی عبد الجبار ہمدانی نے فرمایا کہ جنات کے وجود پر دلیل سماعی ہے عقلی نہیں ہے چونکہ وہ اجسام جو غائب ہیں عقل انکو کسطرح ثابت کر سکتی ہے عقل تو ایسی چیز کو ثابت کر سکتی ہے کہ جہاں کوئی علاقہ یا تعلق پایا جاتا ہو۔ جیسا کہ فعل کا فاعل کیسا تھ تعلق ہے اور جنات کے وجود کا اثبات اضطراری طور بھی ممکن نہیں ہے کیوں کہ دانشمندوں کا بھی اس باب میں اختلاف ہے بعض نے وجود جنات کی تصدیق کی ہے اور بعض نے انکار کیا ہے۔ چنانچہ فلاسفہ اور فرقہ باطنیہ بھی یہی کہتا ہے۔ کیا یہ بات ظاہر نہیں ہے کہ تمام دانشمند یہ کہتے ہیں کہ زمین نیچے ہے اور آسمان اوپر ہے۔ البتہ قرآن پاک میں ان کے اثبات پر متعدد آیات ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بہت احادیث مروی ہیں۔

ابن تیمیہ

شیخ ابو العباس ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے کسی نے بھی وجود جنات کا انکار نہیں کیا ہے اور کفار تمام کے تمام وجود جنات کے قائل ہیں۔ رہے اہل کتاب یہود نصاریٰ وہ بھی مسلمانوں کی طرح ہیں اور جنات کے وجود کے قائل ہیں اگرچہ ان میں کے بعض فرقے مسلمانوں کے بعض فرقوں کی طرح انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ جہمیہ اور معتزلہ۔ اور

اکثریت وجود کو تسلیم کرتی ہے۔ مختصر یہ کہ مسلمانوں کی اکثریت وجود جنات کو تسلیم کرتی ہے کیوں کہ اس باب میں احادیث مشہورہ اور متواترہ ہیں اس لئے انکار کی گنجائش نہیں ہے اسی طرح عام مشرکین اور عام اہل کتاب خواہ وہ کسی بھی ملک کے ہوں وجود جنات کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ مشرکین تو یہاں تک قائل ہیں کہ وہ نقوش اور تعویذات اور عملیات کے ذریعہ جنات کی معاونت کو تسلیم کرتے ہیں۔ خاص طور سے اعداد میں لکھے جانے والے تعویذات اسی قبیل سے ہیں ان کے بارے میں ایک مستقل باب ہم نے اس کتاب میں شامل کیا ہے۔ یہ بات دیگر ہے کہ اہل ایمان کے نزدیک یہ جائز ہے یا نہیں؟ وہ نقوش اور تعویذات جو عربی زبان میں نہیں ہیں یا انکا مفہوم واضح نہیں ہے۔ علماء مسلمین نے ان سے انکار کیا ہے اور انکو ناجائز قرار دیا ہے۔ کیوں کہ اسمیں شرک کی آمیزش ہے اگرچہ عامل کو یہ بات اکثر معلوم نہیں ہوتی ہے خاص طور سے اعداد میں لکھے جانے والے تعویذات اسی قبیل سے ہیں انکے بارے میں ایک مستقل باب ہم نے اس کتاب میں شامل کیا ہے۔ رہا قرآنی آیات اور احادیث ماثورہ کی منقول دعاؤں کے ذریعہ وہ جائز ہے چنانچہ حدیث صحیح میں مذکور ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عملیات کے بارے میں رخصت دی ہے جسمیں شرک نہ ہو چنانچہ ارشاد گرامی ہے۔

مَن استطاعَ أن ينفعَ لَخاهُ فَليَفعَل	جو اپنے بھائی کو فائدہ پہونچا سکتا ہے تو اسکو پہونچانا چاہیئے۔

اور اہل عرب اور دیگر علاقوں نے ان عملیات کے اوصاف کو بہت طول دیا ہے۔ لیکن علماء مسلمین ان کو جاہل اور زمانہ جاہلیت کی باتیں قرار دیتے ہیں۔ بلکہ بیشتر میں یہودیت کے تصرفات ہیں اور اس قسم کی چیزیں ان میں رائج تھیں۔

اَطبّاء فلاسفہ اور اطباء میں سے بہت تھوڑے لوگوں نے جنات کا انکار کیا ہے لیکن ان فنون کے جو امام ہیں انہوں نے بیا تو

اقرار کیا ہے کہ جنات کا وجود ہے یا پھر ان سے کوئی دوسرا قول روایت کر دیا گیا ہے۔
بقراط نے کہا ہے کہ "بعض پانی ایسے ہیں جن سے مرگی کو فائدہ ہوتا ہے۔ بقراط نے کہا ہے کہ مرگی سے مراد میری وہ نہیں ہے جسکا کہ علاج عامل (جھاڑ پھونک والے کیا کرتے ہیں) بلکہ مرگی سے مراد وہ مرض ہے جسکا اطباء علاج کیا کرتے ہیں۔
بقراط نے کہا کہ

"عاملین کی طب ہماری طب کے مقابلہ میں بڑھیا ہے"۔

بہر حال جو لوگ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں انکے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں ہے کہ جو نفی وجود پر دلالت کرے وہ لوگ جو کہتے ہیں عدم علم کی بنیاد پر کہتے ہیں اس لئے کہ ان کے فن میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو نفی وجود پر دلالت کرے۔ مثلاً طبیب کی نظر انسان کے بدن پر صحت اور مرض کے اعتبار سے ہوتی ہے اور اس کا تعلق انسانی مزاج سے ہے۔ اسکا تعلق نفس انسانی یا جنات کے اثر سے نہیں ہے۔ اگرچہ فن طب سے یہ بات ثابت ہے کہ بدن انسانی میں نفسیات کی بھی ایک تاثیر عظیم ہے اور یہ تاثیر اسباب طبیہ سے بڑھ کر ہے یہی حال اثر جنات کا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

ان الشیطان یجری من	شیطان جسم انسانی میں خون
ابن آدم مجری الدم	کے جاری رہنے کی طرح ہے

مجری الدم کیا ہے؟ یہ وہ بخارات ہیں جنکو اطباء روح حیوانی کہتے ہیں جو قلب سے پورے بدن میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے بدن کی حیات ہے۔

اہل لغت

ابن درید نے کہا ہے۔ جن۔ انسان کی ضد ہے۔ چنانچہ بولا جاتا ہے جنۃ اللیل واجنۃ۔ وجن علیہ۔ وغطاہ۔ سب کے معنی ایک ہی ہیں۔ جب کوئی چیز کسی کو ڈھانپ لے۔ جو چیز بھی تم سے چھپی ہے وہ جن ہے۔ جنات کو اسی وجہ سے

جنات کہتے ہیں۔ اہل جاہلیت فرشتوں کو بھی جنات کہتے تھے کیوں کہ وہ نظروں سے چھپے رہتے ہیں۔ جن اور الجنہ۔ ایک ہی لفظ ہے اور الجنہ۔ ڈھال کو کہتے ہیں۔ جو ہتھیاروں کو روک دے اور آدمی کو چھپا لے۔ لفظ جن۔ حاء کیساتھ یعنی الحِن بھی بولا جاتا ہے یہ بھی جنات کی ایک قسم ہے۔ راجز نے کہا ہے۔

يلعبن احوالى من حِنّ وجِنّ

ابو عمر زاہد نے کہا ہے کہ الجن۔ جنات کے کتے کا نام ہے۔ یا ان کے ذلیل ترین کو جن کہتے ہیں اور جوہری نے کہا ہے۔ الجان ابو الجن کا نام ہے اسکی جمع جینان آتی ہے جیسا کہ حائط کی جمع حیطان آتی ہے اور الجان سفید سانپ کو بھی کہتے ہیں۔ سہیلی کے کلام میں موجود ہے کہ جن کا اطلاق فرشتوں اور دوسروں پر بھی ہوتا ہے۔ جو آنکھوں سے اوجھل ہوں۔ سہیلی نے کہا ہے کہ تقدیم کے اعتبار سے جنات کو انسان پر فضیلت اور شرف حاصل ہے کیوں کہ جنات کا اطلاق فرشتوں پر بھی ہوتا ہے کیوں کہ وہ بھی نظروں سے چھپے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

وجعلوا بينه وبين الجنة نسبا — اور انھوں نے اللہ کے درمیان اور جن کے درمیان قرابت داری قرار دی ہے

اعشی نے کہا ہے۔

وسخر من جن الملائك سبعة — قياما لدیہ یعملون بلا اجر

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

۱. لم يطمثهن انس قبلهم ولا جان — نہیں قربت کی ان سے اس سے قبل کسی انسان نے اور نہ جنات نے

۲ ولا يسئل عن ذنبه انس ولا جان — اور نہیں پوچھا جائیگا اسکے گناہ کرنے میں نہ کسی انسان سے اور نہ کسی جنات سے

۲۔ واناظننا ان لن تقول الانس والجن علی اللہ کذبًا — اور ہم نے گمان کیا تھا کہ جنات اور انسان میں سے کوئی بھی اللہ پر جھوٹ نہ بولے گا۔

ان آیات میں لفظ جن سے مراد فرشتے نہیں کیوں کہ وہ عیوب سے پاک ہیں اور ان کے بارے میں جھوٹ کا وہم نہیں ہو سکتا اور نہ دیگر گناہوں کا خیال گذر سکتا ہے عموم لفظ کے اعتبار سے یہاں فرشتے مراد نہیں ہو سکتے۔ آیات میں انسان کا ذکر مقدم ان کے افضل و کمال کی وجہ سے ہے۔

ابن عقیل نے کہا ہے کہ جن کو ان کے استجنان یعنی پوشیدہ ہونیکی وجہ سے جن کہا جاتا ہے۔ اسی سے لفظ جنین (وہ بچہ جو شکم مادر میں ہو) اور جنۃ (ڈھال ان سب میں ستر (چھپنے، ڈھانپنے) کے معنیٰ موجود ہیں یہی معنیٰ اگر فرشتوں میں پائے جائیں تو کوئی تضاد نہیں ہے کیوں کہ اسمائے مشتقات میں کوئی تناقض نہیں ہوتا۔ مثلاً لفظ خَابِیہ۔ الخَبی سے مشتق ہے۔ جسمیں کوئی چیز چھپائی جائے اور صندوق میں بھی یہی معنیٰ ہیں ایسے ہی نافرمان شیاطین وہ بھی جن ہیں اور ابلیس سے پیدا ہیں۔ اور سرکش شیاطین ان میں سب سے زیادہ شریر اور گمراہ ہوتے ہیں یہ سب ابلیس کے ساتھی اور مددگار ہیں اور اغوا میں اس کے تابعدار ہیں۔ جوہری نے یہ بھی کہا ہے۔ نافرمان اور سرکش خواہ انسان ہوں یا جنات ہوں یا جانور ہر سب کو شیطان کہا جاتا ہے۔ اور عرب سانپ کو اور پاگل اونٹنی کو بھی شیطان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

طلعھا کانہٗ رؤس الشیاطین — اسکے گابھے شیاطین کے سر جیسے ہیں

فرا نحوی نے کہا اس میں تین وجہ ہیں ۱۔ قباحت اور برائی میں اس کے گابھوں کو رؤس الشیاطین کہا ہے۔

۲۔ یہ کہ اہل عرب بعض سانپ کو شیطان کہتے ہیں۔

۲۔ شیطان میں نون۔ اصلی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نون زائدہ ہے فیعال کے وزن پر ہے اور شیطن الرجل سے ماخوذ ہے۔

شیطان اور ابلیس

یہ اس صورت میں ہے کہ اگر اسکو منصرف پڑھا جائے اور اگر اسکو تشیطن سے ماخوذ مانا جائے تو یہ غیر منصرف ہے فعلان کے وزن پر ہے اور ابوالبقا نے کہا ہے کہ لفظ الشیطان فیعال کے وزن پر شطن یشطن سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں بعید اور دور ہونا شاطن اور تشیطن اسی سے ماخوذ ہیں۔ یہ نام ہر متمرد اور سرکش کا ہوتا ہے کیوں کہ وہ سرکشی میں بہت دور جانکلتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ فعلان کے وزن میں مبالغہ کا مفہوم ہو شیطان دوسرے کو خوب زیادہ ہلاک کردیتا ہے اسوجہ سے اسکو شیطان کہتے ہیں

قاضی ابویعلی نے کہا ہے جو جنات شریر ہوتے ہیں ان کو شیطان کہاجاتا ہے۔ اللہ تعالی نے بھی فرمایا ہے

شیطان مارد — سرکش شیطان

نسبا — جن کے درمیان قرابہ

اور جوہری نے کہا ہے کہ شطن کے معنی بعید اور دور ہونے کے ہیں اور ابن السکیت نے کہا ہے بیر شیطون گہرے کنویں کو کہا جاتا ہے

ابن درید نے کہا ہے کہ اہل لغت کے نزدیک لفظ ابلیس ابلاس سے ماخوذ ہے۔ جسکے معنی مایوس ہونے کے ہیں۔ یعنی وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوگیا چنانچہ جب کوئی آدمی مایوس ہوجائے تو اسکو کہا جاتا ہے اُبلس الرَّجُل

میں کہتا ہوں اس سے یہ معلوم ہوا کہ ابلیس کا یہ نام اسوقت ہوا جب اسپر لعنت کی گئی چنانچہ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے

"ابلیس کا نام جب وہ ملائکہ کے ساتھ رہتا تھا عزازیل تھا اور اس کے چار بازو بھی تھے"

اور ابن مثنیٰ نے کہا ہے کہ ابلیس کا نام فائل تھا۔ جب اس پر اللہ کی ناراضی ہوئی تو اس کا نام شیطان ہوگیا۔ اور حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا جب اس نے نافرمانی کی تو اس پر لعنت کی گئی اور وہ شیطان ہوگیا۔ اور سفیان سے مروی ہے کہ ابلیس کی کی کنیت ابو کدوس ہے۔ اور ابو البقار نے کہا ہے کہ ابلیس عجمی اسم ہے اور غیر منصرف ہے عجمہ اور معرفہ ہونیکی وجہ سے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابلیس عربی لفظ ہے اور مشتق ہے اور اسکی اسمار میں کوئی نظیر نہیں ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بات غلط ہے۔ اور علامہ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ لفظ جن کے اہل کلام اور اہل زبان کے یہاں چند درجے ہیں۔ جب خالص جن کا ذکر کرتے ہیں تو جنی کہتے ہیں اور جب ان کی یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ آبادیوں میں رہتے ہیں تو ان کو جناتِ عامر کہتے ہیں اور اس کی جمع عمار آتی ہے۔ اگر وہ جنات بچوں کو عارض ہوتے ہیں تو ان کو ارواح بولتے ہیں اور اگر وہ خباثت پر اتر آتے ہیں تو اسکو شیطان کہتے ہیں۔ اگر وہ شیطانیت میں زیادتی کرتے ہیں تو اسکو مارد کہتے ہیں اور اگر وہ اس میں بھی زیادتی کرتے ہیں اور قوی ہوجاتے ہیں تو ان کو عفریت کہتے ہیں اس کی جمع عفاریت ہے۔ واللہ اعلم

ابتدائے جنات

ابو حذیفہ اسحٰق نے بسند متصل عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی جان کو حضرت آدم سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تھا اور ابن عباس رضؓ نے روایت کیا ہے کہ۔

جنات ساکنانِ زمین تھے اور فرشتے ساکنان آسمان تھے اور ان سے زمین اور آسمان آباد تھے اور ہر آسمان پر فرشتے تھے اور ہر آسمان والے صلوٰۃ تسبیح، دعا میں مشغول رہتے تھے غرضیکہ ہر آسمان کے اوپر جو آسمان تھا اس سے نیچے والے آسمان کے مقابلے میں زیادہ صلوٰۃ اور تسبیح

اور دعا میں مشغول رہتے تھے۔

بہر حال فرشتے ساکنان آسمان تھے اور جنات ساکنان زمین تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ جنات نے دو ہزار سال تک زمین کو آباد رکھا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ چالیس سال تک آباد رکھا۔ اور عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سومیا یا شومیا کو پیدا کیا اور وہ ابوالجن تھا اسکو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ تو اپنی تمنا ظاہر کر اس نے کہا کہ میری تمنا یہ ہے کہ
ہم تو دیکھیں اور ہمیں کوئی نہ دیکھے۔ اور ہمارے
بوڑھے بھی ہمیشہ جوان ہی رہیں۔

لہ شومیا یا سومیا ابوالجن ہے یا ابلیس لعین ابوالجن ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جسطرح ابوالبشر سارے انسانوں کے باپ کا نام آدم ہے۔ اسی طرح ابوالجن سارے جنوں کے باپ کا نام جانّ ہے قتادہ کا بیان ہے کہ جان ابلیس ہی ہے اور بعض علماء کا خیال ہے کہ جان ابوالجن اور ابلیس ابوالشیطان ہے جن مسلمان بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی۔ جسطرح بنی آدم کھاتے پیتے ہیں مرتے جیتے رہتے ہیں یہی حال انکا ہے۔ اور شیاطین مسلمان نہیں ہوتے۔ ابلیس کے مرنے سے پہلے ان کو موت نہ آئے گی۔ (لغات القرآن ص ۲۳۲ ج ۲)
میں عرض کرتا ہوں علماء کی یہ رائے قرآن پاک سے زیادہ قریب ہے۔ سورۃ الحجر میں ارشاد ہے

۱۔ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (الحجر)	اور جان کو پہلے گرم آگ سے پیدا کیا
۲۔ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (الرحمٰن)	اور پیدا کیا جان کو آگ کی لپٹ سے۔
۳۔ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى وَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ	فرمایا تجھے مہلت ہے مقررہ مدت تک۔ (جاری اگلے صفحہ پر)

(حاشیہ) مہلت کا اقتضا یہ ہے کہ ابلیس اور اسکی ذریت کو موت نہ آئے گی

مذکورہ آیت ۱ ۲ میں جان کے پیدا ہونیکی کوئی کیفیت ذکر نہیں فرمائی جبکہ آدم کی پیدائش کے سلسلہ میں بہت تفصیل سے بیان کیا ہے بلکہ انسانی شرافت کو ظاہر فرمانے کے لیے ارشاد فرمایا ہے کہ

قال یاابلیس مامنعك ان	فرمایا اے ابلیس تجھکو کس چیز نے
تسجد لما خلقت بیدی	سجدہ کرنے سے منع کیا جسکو میں نے اپنے

صاحب تفسیر روح المعانی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے انسان اور عرش ہی کو پیدا کیا باقی تمام کائنات کو کن سے پیدا کیا۔ اسی کن سے جنات اور فرشتوں کو پیدا کیا۔

جنات میں ابو الجن ہونیکا مطلب یہ ہے کہ ان میں توالد و تناسل ہے۔ مذکر و مؤنث ہیں۔ ان سے ان کی نسل بڑھتی اور پھیلتی ہے۔ ابلیس جنات میں سے ہے۔

کان من الجن وہ جنات میں سے تھا۔

قرآنی آیات سے ثابت ہے کہ جنات پہلے پیدا ہوئے اور وہ زمین پر آباد تھے اور انہوں نے زمین پر فساد برپا کیا تھا۔

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا	کیا آپ اس کو زمین میں مقرر کرنا
وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ ۔	چاہتے ہیں جو اس میں فساد پھیلائے
	اور خوں ریزی کرے۔

فرشتوں نے غالباً اس وجہ سے کہا تھا کہ وہ بیشتر ساکنان زمین یعنی جنات کا فساد دیکھ چکے غالباً وہ اسی پر قیاس کر رہے تھے کہ باشندگان ارض کی خاصیت ہی فساد فی الارض ہوتی ہے بخلاف ساکنانِ آسمان کے کہ ان میں اطاعت گذاری ہوتی ہے اور ہمیشہ استقامت کے ساتھ اطاعت گذاری میں رہتے ہیں۔ اس لئے آسمانوں میں خلافت کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عطا کیا چنانچہ وہ دیکھتے ہیں اور خود دکھلائی نہیں دیتے اور جب مرجاتے ہیں تو زمین میں غائب ہو جاتے ہیں اور ان کا بوڑھا بھی جب مرتا ہے تو جوان ہو کر ہی مرتا ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو اس سے کہا کہ تمنا کر اس نے کہا کہ مجھے جنت[1] کی تمنا ہے۔ اسلحق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا کیا اور زمین کے آباد کرنے کا حکم فرمایا وہ مدت دراز تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔ ایک مدت کے بعد انہوں نے نافرمانی اور قتل وغارت شروع کی اور ان میں ایک بادشاہ[2] تھا جسکا نام یوسف تھا اسکو انہوں نے قتل کر دیا لہذا اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا کے فرشتوں کے ایک لشکر کو امر فرمایا انکو جناتی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اسی لشکر میں ابلیس بھی تھا اس لشکر کی تعداد چار ہزار تھی انہوں تمام جنات سے زمین کو خالی کرالیا اور وہ سب سمندر کے جزائر میں جا کر آباد ہو گئے۔

---

[1] اس جگہ لفظ الجبل بھی آیا ہے

[2] اسی کتاب میں دوسری جگہ بادشاہ کی جگہ رسول لکھا ہے۔ روح المعانی اور کبیری میں یوسف علیہ السلام کو رسول لکھا ہے یہ جن تھے اور جنوں کے رسول تھے۔ ان سے مراد یوسف بن یعقوب علیہ السلام نہیں ہیں۔ اس زمین پر جنات کی آپس میں قتل وغارت اور تخریب عرصہ دراز تک رہی ہو گی لیکن انکے خلاف جنگ اور انکو مارکاٹ کر جزائر سمندر میں محصور کر دینا یہ واقعہ قتل یوسف کے بعد ہی ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین پر عذاب اسی وقت نازل کیا جب کسی رسول کو قتل کیا اسکی توہین وتکذیب کی۔

ان فرشتوں کو شاہ ولی اللہ دہلوی نے ملائکہ عنصرین قرار دیا ہے اور سجدہ برائے آدم کا معاملہ ان ہی عنصری فرشتوں کے ساتھ پیش آیا تھا۔ الخیر الکثیر ص ۱۲۹

زیر عنوان الخزانۃ الثالثہ۔ آکام المرجان کے مصنف نے اسرائیلی روایتوں سے ۴۳

تعداد جنات

علامہ زمخشری نے اپنی کتاب ربیع الابرار میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسم کی مخلوق پیدا کی ہیں۔ فرشتے۔ شیاطین۔ جنات اور انسان۔ پھر ان سب کے دس حصے کئے ۹ حصے فرشتے اور ایک حصہ میں شیاطین۔ جنات اور انسان پھر ان تین کے دس حصے کیے۔ پس ۹ حصے ان میں سے شیاطین اور ایک حصے میں جن اور انسان پھر اس کے بھی دس حصے کیے انمیں سے ۹ حصہ جنات اور ایک حصہ انسان۔ میں کہتا ہوں۔ اس طرح ہر انسان کی نسبت بقیہ مخلوق میں ایک اور ہزار کی ہے۔ اور جنات ہزار میں نو۔ اور شیاطین ہزار میں نوے اور فرشتے ہزار میں نو سو۔

اس سے ثابت ہے کہ بدی کرنے والے انسان کو نو جنات کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ جب کہ نیکی کرنے والے انسان کو نوسے فرشتوں کی تائید حاصل ہوتی ہے۔

مصنف آکام المرجان کی بات کہ ڈھائی کروڑ جنات ہیں یہ بات مذکورہ بات کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے پہلا قول غلط ہے اور یہ اقرب الی الصواب ہے۔ مصنف کی تعداد اس اعتبار سے بھی غلط ہے کہ آئندہ صفحات میں ایک حدیث مذکور ہے

"کوئی آدمی ایسا نہیں کہ اس پر ایک ساتھی جن اور ایک ساتھی فرشتہ مسلط نہ ہو"

لہذا انسان کی تعداد ڈھائی کروڑ نہیں، اربوں کھربوں ہے۔ حیرت ہے کہ مصنف کو اپنا لکھا ہی یاد نہیں رہتا۔ عاملین جسکو ہمزاد کہتے ہیں یہ وہی ہے جسکو حدیث میں قرین فرمایا ہے۔

۴۴۔ وہ باتیں بھی نقل کردی ہیں جو صراحۃً نصوص قرآنی کے خلاف ہیں۔ ایک طرف فرشتہ کیناد دوسری طرف ان میں سے توالد و تناسل ماننا تیسری طرف ان میں غفلت تسلیم کرلینا ہمارے نزدیک یہ سب خرافات ہیں سے ہیں جو نصوص قرآن کے بالکل خلاف ہے۔

اقسام اور قبائل

جنوں کی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔ شیطان، بدروح ۲۔ عفریت ایک طاقتور بد روح ۳۔ مرید، اس سے طاقتور بد روح۔ ۴۔ پریاں، نیک جن عورتیں۔ قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔

ہم جنوں میں سے کچھ نیک ہیں
اور کچھ بد۔

جنوں کی جو قسم شیطان کہلاتی ہے ابلیس کی اولاد ہے یہ اس وقت تک زندہ رہیگی جب تک زمین پر ایک بھی انسان ہے۔ اور ابلیس سمیت سب مر جائینگے۔ کیونکہ ان کو مہلت دی جا چکی ہے۔ شیاطین کی پانچ قسمیں مشہور ہیں۔

۱۔ قبیر ۔ یہ حادثات کا انتظام کرتا ہے۔
۲۔ اعور ۔ یہ بدمعاشی اور عیاشی سکھلاتا ہے۔
۳۔ سوط ۔ یہ جھوٹ بلواتا ہے۔
۴۔ داسم ۔ یہ زن و شوہر میں پھوٹ ڈلواتا ہے۔
۵۔ زلم بور ۔ یہ قحبہ خانوں اور زنا کے اڈوں میں کام کرتا ہے۔

یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ شیاطین سب دوزخ میں جائیں گے۔ رہی جنات کی دوسری اقسام کہ جن کے بارےمیں قرآن شریف میں مذکور ہے کہ وہ مومن اور صالح ہوتے ہیں۔ ایمان اور نیکی کا تقاضہ کہ ان کو انسانوں کی طرح جنت میں ہونا چاہئے لیکن اس بارےمیں اختلاف ہے۔ 'معجم القرآن'

جنات اور جنت

امام فخرالدین رازی نے سورہ رحمٰن کی آیت شریفہ 'وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ' کی تفسیر کے تحت بیان فرمایا ہے کہ چونکہ ماقبل سے جن وانس دونوں کا ذکر ہو رہا ہے اس لئے ایک قول یہ ہیکہ ایک جنت انسانوں کی اور ایک جنت جنوں کی۔ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔ اس کے علاوہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔

۱۔ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ قل	اور ہم میں سے صالح بھی ہیں
۲۔ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ	آپ فرما دیجئے کہ میری طرف وحی
نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا	کی گئی ہے کہ اس کو کچھ جنات نے
سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا	سنا ہے۔ وہ بولے ہم نے قرآن کو
یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا	عجیب سنا ہے۔ جو بھلائی کی
بِهٖ (الجن)	ہدایت دیتا ہے ہم اس پر ایمان لائے

ایمان اور عمل صالح کا تقاضہ یہ ہے کہ مومن اور صالح جنات کو جنت میں انعام ملنا چاہیئے۔ سورہ احقاف میں ارشاد فرمایا ہے۔

یا قومنا اجیبوا داعی الله	اے قوم اللہ کے داعی کی بات
وآمنو به یغفر لکم من	مانو اور اس پر ایمان لاؤ تمہارے
ذنوبکم۔ (احقاف)	گناہوں کو معاف کردیا جائیگا۔

اس آیت میں بھی اشارہ اسی طرف ہے کہ جنات مؤمنین کو جنت ملیگی۔ علامہ آلوسی نے اس بارےمیں طویل بحث کی ہے۔

لم یطمثهن انس قبلهم	ان حوروں سے ان سے پہلے کسی انسان
ولا جان	صحبت کی ہوگی اور نہ کسی جن نے۔

علامہ طبری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں کہ جنوں کے لئے اسی نوعیت کی حوریں پیدا کردے۔ اور انسانوں کے لئے اسی نوعیت کی حوریں پیدا کردے۔ خلاصہ کلام یہ ھیکہ جنات جنت میں داخل ہونگے۔ یہی مذہب امام ابو یوسف، امام محمد، ابن ابی لیلیٰ، اور امام اوزاعی کا ہے۔ اسی کو اکثریت نے اختیار کیا ہے۔ علامہ بدرالدین عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے۔

انهم یثابون علی الطاعة و	ان کو اطاعت پر ثواب ملیگا اور
یعاقبون علی المعصیة	گناہوں پر عقاب ہوگا۔

ظاہر آیات سے اقتضاءً ہی ثابت ہے لیکن یہ یاد رہنا چاہیئے کہ صرف مؤمنین جن اس میں داخل ہیں وہ نہیں جو شیاطین کی نسل سے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں تین روایات منقول ہیں

۱۔ لَاثَوَابَ لَہُمْ اِلَّاالنَّجَاۃَ۔ یعنی ان کو ثواب نہیں ملیگا بلکہ نجات مل جائیگی یہی ان کے لئے سب کچھ ہے۔ اس کے بعد یہ بھی تمام حیوانات کی طرح مٹی ہو جائیں گے۔

۲۔ دوسرا قول وہی ہے جو امام ابو یوسفؒ وغیرہ کا ہے۔

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ یہ نہ جنت میں جائیں گے اور نہ دوزخ میں۔ اللہ تعالےٰ کے علم میں ہے کہ ان کا کیا مقام ہے۔ (روح المعانی)

میں عرض کرتا ہوں کہ ان سب اقوال میں تطبیق ممکن ہے۔ اس طرح کہ ایمان کا تقاضہ تو جنت ہے جیسا کہ اقتضاءً نصوص سے ثابت ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جنات کی اصل ناریت ہے اس میں کوئی دوسرا عنصر شامل نہیں ہے اور نار کیلئے محل جنت نہیں ہے، مگر یہ ممکن ہے کہ ایمان کی وجہ سے نار کی ناریت ختم ہو جائے جیسا کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے ثابت ہے۔

یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ۔	اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

کہتے ہیں کہ اس وقت آگ میں چمک تو تھی لیکن اس کی صفت ناریت اور احراق ختم ہو گیا تھا۔ بلکہ اتنے عرصے کے لئے دنیا بھر کی آگ سے ناریت اور احراق ختم ہو گیا تھا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تو ہوا تھا ہی۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کی تاثیر آگ کی ناریت اور احراق پر غالب ہی نہیں آئی تھی بلکہ اس کی صفت کو بھی بالکل زائل کر دیا تھا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں سب نگل لی تھیں اور ایک کا نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ اسی طرح سے جنات میں سے

ناریت اور احراق ختم ہو جائیگا۔ حدیث شریف سے بھی اشارہ اسی طرف ملتا ہے۔

تقول النار للمومن یوم القیامۃ	دوزخ مومن سے قیامت کے دن
جر یا مومن فقد اطفا	کہیگی اے مومن گذر تیرے
نورک لہبی	نور نے میری لپٹ کو ٹھنڈا کردیا

(بجھادیا)

مومن کے نور ایمان کی وجہ سے جس طرح دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائیگی تو ٹھیک اسی طرح نور ایمان کی وجہ سے ان جنات کی ناریت بھی ختم ہو جائیگی۔ اور انہیں صلاحیت پیدا ہو جائیگی کہ وہ جنت میں رہ سکیں گے۔ اس کے باوجود دنیا میں ان کو یہ جو خصوصیت حاصل ہے کہ یہ سب کو دیکھیں اور ان کو کوئی نہ دیکھے۔ آخرت میں اس کے برعکس ہوگا۔

نراھم ولا یرونا	ہم ان کو دیکھیں وہ ہمیں نہ دیکھینگے

البتہ دنیا میں انسانوں کے خواص جنات کو دیکھ لیتے ہیں ایسے ہی آخرت میں جنات کے خواص انسانوں کو دیکھ سکیں گے۔ مؤمنین کو رؤیت باری تعالیٰ ہوتی رہے گی لیکن جنات اور فرشتوں کو نہ ہو سکے گی۔ صرف حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ایک بار۔۔ رویت باری تعالیٰ ہوگی۔ روح المعانی۔ ص ۱۲۰ ج ۲۷

دوسرا باب

اصلِ جنات

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

۱۔ وَالجَانَّ خَلَقنٰہُ مِن قَبلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ	اور ہم نے جنات کو پہلے پیدا کیا گرم آگ سے۔
۲۔ خَلَقَ الجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ۔	اور جان کو آگ کی لپیٹ سے پیدا کیا۔

شیطان کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا۔

۳۔ خَلَقتَنِی مِن نَّارٍ وَّخَلَقتَہٗ مِن طِینٍ۔	مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا، اور اسکو مٹی سے پیدا کیا ہے

قاضی عبدالجبار نے کہا کہ اسکا تعلق دلیل سماعی سے ہے دلیل عقلی سے نہیں ہے کیونکہ جتنے اعراض ہیں سب آپس میں مماثل ہیں اور ایک دوسرے کے قائم مقام ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ان کی متعلقات اور ہیئت میں فرق ہے اعراض کا معاملہ نہیں ہے کہ ان میں سے بعض خاص ہیں اور بعض خاص نہیں ہیں۔ جب یہ بات ہے تو اللہ تعالیٰ قادر ہے جیسا چاہے کرے۔ وہ چاہے تو رنگ کو بلا محل وجود عطا کرے اور جس چیز کو جس سے چاہے مرکب کرے۔ جیسا کہ حیاۃ۔ اپنے وجود میں ایک خاص ترکیب کی محتاج ہے۔ اور علم نیت قلب پر موقوف ہے۔ اور یہی حال ارادہ کا ہے جب یہ بات ہے تو ہمارے لیے بجز اس کے کوئی راستہ نہیں کہ ہم یہ یقین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو ایک جوہر خاص سے پیدا کیا ہے

اگر یہ اعتراض کیا جائے تو شیطان کا قول

خلقتنی من نار وخلقتہٗ من طین۔ الآیۃ

آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسکو مٹی سے پیدا کیا۔

کیسے قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے اس نے جھوٹ بولا ہو یا بلا علم کے اٹکل پچو کہدیا ہو۔ اسکا جواب یہ ہے کہ کاذب کی تکذیب کو رد کرنے کے لیئے سکوت اختیار کرنا دو ہی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ یا تو بر بنائے جہل خاموش رہا جائے یا خوف کیوجہ سے خاموش رہا جائے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں خیال کرنا لغو اور بیہودہ ہے اور اس سے یہ محال ہے اور یہ اعتراض اس وجہ سے بھی باطل ہے کہ جس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک جن نے دعویٰ کیا تھا۔

اَنَا آتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ وَاِنِّیْ عَلَیْہِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ

میں اسکو آپ کے پاس لے آؤں گا آپکے اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اور میں اسپر قوی ہوں اور امین ہوں

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اسپر سکوت فرمایا تھا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ۔ آگ میں صرف یبوست ہی ہے اور حیات کے لیے کچھ نہ کچھ رطوبت ضروری ہے جیساکہ کسی تعمیر کے لیئے قدرے رطوبت کی ضرورت ہے اور روح کی بھی ضرورت ہے۔ جیسا کہ شیخ ابو ھاشم نے کہا اور شیخ ابو علی بلا نفس کے بھی وجود حیات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں اہل نار کے تنفس نہ ہوگا۔ بہر حال مجموعہ کلام سے ثابت ہے کہ وجود حیات کے لیے رطوبت ضروری ہے اور اللہ نے ارشاد فرمایا ہے

خلقناہ من قبل من نار السموم

ہم نے پہلے اسکو نار سموم سے پیدا کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ آگ میں رطوبت اسی معیار کی اور بقدر ضرورت پیدا کر دے۔ اور یہ بات مشاہدہ ہے کہ آگ اور پانی کی مجاورت اور قرب ممکن ہے جیسا کہ گرم پانی میں جب اس میں سے اجزاء ناریہ نکل جاتے ہیں تو وہ پھر ویسا ہی ٹھنڈا ہو جاتا ہے جیسا کہ تھا۔ کسی نے ابو الوفا سے دریافت کیا کہ جب جنات آگ سے پیدا ہیں تو پھر شہاب ثاقب سے ان کو کیا مضرت ہے اور کیا خوف ہے؟ آگ کو آگ کسطرح جلا سکتی ہے؟

اسکا جواب یہ ہے کہ جسطرح انسان کی تخلیق میں اسکی نسبت مٹی کی طرف ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی اصلیت اور خمیر مٹی سے ہے یہ نہیں کہ حقیقۃً انسان مٹی ہے۔ یہی حال جنات کا ہے کہ ان کی اصل نار ہے اور اسپر دلیل حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عرض لی الشیطان فی صلاتی	میرے سامنے میری نماز میں شیطان
فخنقتہ فوجدت برد ریقہ	آیا میں نے جو اسکا گلا گھونٹا تو
علی یدی ولولا دعوۃ اخی	میں نے اسکے تھوک کی ٹھنڈک اپنے
سلیمان علیہ السلام۔	ہاتھ پر محسوس کی اگر مجھے میرے بھائی حضرت
لقتلتہ	سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد نہ آجاتی تو میں اسکو قتل کر دیتا

لہٰذا جو جلانے والی آگ سے پیدا ہو سکے تھوک میں برودت اور ٹھنڈک کیسے ہو سکتی ہے اولاً تو اسکے تھوک ہی نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اسکی زبان آگ کی ہے۔ اور آپ نے اسکی ریح خارج ہونے کو الضرط سے تعبیر فرمایا ہے۔ اگر جنات مختلف اشکال میں بھی آگ سے نہ ہوئے ہوتے تو یہ بات نہ ہوتی اور شہاب اور شرارے نہ پائے جاتے۔ میں کہتا ہوں مذکورہ بالا حدیث میں صحیح طور پر یہ منقول ہے۔

لولا دعوۃ اخی سلیمان	اگر میرے بھائی سلیمان کی دعا

لاصبح موثقاً حتی تراہ الناس — نہ ہوئی ہوتی تو صبح کو لوگ اسکو بندھا ہوا دیکھتے۔

اور صحیحین کی حدیث میں ہے۔

ولقد هممت ان اوثقه الی ساریة حتی تصبحوا فتنظروا الیه — میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اسکو ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح ہوتے ہی تم اسکو دیکھ لو۔

اور یہ بات کہ جنات اپنے عنصر ناری میں نہیں ہوتے ہیں اسپر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی دلالت کرتا ہے۔

ان عدو الله تعالی ابلیس جاء بشهاب من نار لیجعله علی وجهی — اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک انگارا لایا تاکہ اسکو میرے منہ پر ڈالدے۔

اور آپ کا دوسرا ارشاد گرامی ہے۔

رایت لیلة اسری بی عفریتا من الجن یطلبنی بشعلة من نار کلما التفت رایته — میں نے لیلۃ اسری میں ایک عفریت جن کو دیکھا کہ ایک شعلہ آگ کا لئے کر میرا پیچھا کرتا ہے میں جب بھی ادھر ادھر متوجہ ہوتا اسکو دیکھتا۔

اس میں دلیل ہے کہ اگر جنات عنصر ناری میں ہوئے ہوتے تو ان کو شعلہ وغیرہ لانے کی ضرورت نہ ہوئی ہوتی بلکہ جو بھی ان کو چھوتا وہ جل جاتا جیسا کہ آگ سے جل جاتا ہے بلکہ یہ ثابت ہے کہ عنصر ناریت تمام عناصر میں چھپا ہوا ہے بلکہ وہ ٹھنڈی ہو گئی ہے بلکہ بعض اوقات یہ ٹھنڈک اسپر غالب آجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے اسکی زبان اور تھوک کی ٹھنڈک محسوس کی اپنے ہاتھ پر۔ اور بعض روایات میں تو یہ موجود ہے۔

حتی برد لعابه — اسکے لعاب کی ٹھنڈک۔

اس بارے میں بھی شک نہیں ہے کہ اجسام کی بقا اور انکا نمو (بڑھوتری) غذا پر موقوف ہے اور غذا میں حسب ضرورت حرارت اور برودت ہوتی ہے اور یہ دونوں عنصر رطوبت اور یبوست سے الگ ہیں۔ اور اسمیں بھی شک نہیں کہ جنات کھاتے پیتے ہیں جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں اور اسی سے ان کے اجسام کو غذا ملتی ہے۔ اور بڑھوتری ہوتی ہے۔ ان کے کھانوں میں حسب حال۔ گرمی، ٹھنڈک رطوبت اور یبوست ہوتی ہے اور اسی سے ان میں پیدائش کا سلسلہ بھی ہوتا ہے۔

اور قاضی ابو بکر نے کہا ہے کہ ہمیں اس سے انکار نہیں ہے کہ وہ لوگ آگ سے پیدا ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام کو غلیظ اور کثیف بھی بنایا ہے اور انکو عوارض بھی پیش آتے ہیں جس سے انکی ناریت میں کمی یا اضافہ ہوتا ہے۔ اور ان کے مختلف اشکال اور صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

انسان کے علاوہ ہر ایک عنصر کو مختلف اشکال میں متشکل ہونا آسان ہے۔ پانی جیسے ظرف میں داخل ہوتا ہے ویسا ہی دکھلائی دیتا ہے۔ ایسے ہی آگ اور ہوا کا معاملہ ہے۔ دیکھئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرائیلؑ حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں آتے تھے۔ البتہ ہر عنصر سے پیدا مخلوق کی خاصیت اور مزاج نہیں بدلتا۔ فرشتہ انسانی روپ میں آکر کھاتا پیتا نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے تو انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام جان گئے اور ڈرے۔ یہی حال جنات کا ہے وہ مختلف اشکال میں متشکل ہوتے ہیں اور کبھی انسانوں کو دکھلائی دیتے ہیں۔

انسان کی نظر متشکل اور مرئی چیزوں کا احاطہ کرتی ہے البتہ بصر کیساتھ بصیرت اور لطافت قلب وروح حاصل ہونیکے بعد وہ ہر عنصر کو جس ہیئت میں ہوتا ہے دیکھتے ہیں رہا تسخیر کرنیوالے عاملین کا معاملہ وہ بھی اسی قبیل سے ہے بعض دفعہ جنات ان کیساتھ تمسخر بھی کرتے ہیں۔

جنات کے اجسام

قاضی ابو یعلی حنبلی نے کہا ہے جنات کے اجسام مرکب ہیں اور انکا جسم کثیف ہوتا ہے. معتزلہ اسکے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کے اجسام رقیق ہوتے ہیں اور اسی رقت کی وجہ سے دکھلائی نہیں دیتے لیکن اسکا تعلق مشاہدہ سے ہے کہ اجسام رقیق ہیں یا کثیف ہیں یا یہ بات کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہو تو آیات اور احادیث تو اس بارے میں موجود نہیں ہیں لہذا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ انکے اجسام رقیق ہیں اور یہ بات بھی نہیں ہے کہ انکے اجسام کی رقت دیکھنے کو مانع ہے لہذا یہ ہو سکتا ہے کہ انکے اجسام کثیف ہوں اور دکھلائی نہ دیتے ہوں. کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایسا ادراک ہی پیدا نہیں کیا۔

اور قاضی ابو القاسم نے شرح ارشاد میں قاضی ابو بکر سے نقل کیا ہے کہ جو جنات کو دیکھ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ویسی ہی رؤیت پیدا کی ہے۔ اور انکے اجسام کثیف ہیں اور معتزلہ نے کہا ہے کہ انکے اجسام رقیقہ ہیں اور بسیط ہیں قاضی ابو بکر نے کہا یہ ہمارے نزدیک بھی جائز ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ جنات کے اجسام آگ سے پیدا ہوں یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ آگ میں بھڑک اور لپیٹ ہوتی ہے اور اس سے افتراق ہوتا ہے نہ کہ ترکیب اور تالیف۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حیات کا تعلق جسم سے نہیں ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ جنات اور فرشتے انکے اجسام رقیق ہوتے ہیں... باوجودیکہ عظیم البدن اور عظیم القدرۃ ہوتے ہیں حاملین عرش بھی ہوتے ہیں. حضرت جبرئیل علیہ السلام کے وجود سے پوری جہت مشرق بھر گئی تھی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید نہیں ہے

اور قاضی عبد الجبار ہمدانی نے کہا ہے کہ ہم جنات کے اجسام کو اپنی ضعف بصارت کیوجہ سے نہیں دیکھ سکتے ہیں اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ اگر ہماری بصارت قوی اور انکے جسم کثیف ہوتے تو ہم انکو ضرور دیکھ سکتے تھے ان کے جسم کے رقیق ہونے

پر یہ دلیل ہے۔

انہ یراکم ھو وقبیلہ من — وہ اور اسکی قوم تم کو دیکھتی ہے
حیث لا ترونھم — اس جگہ سے کہ تم انکو نہیں دیکھ سکتے

اور ہمارے بعض مشائخ نے ذکر کیا ہے عدم رویت کیلئے ایک مانع رقت بھی ہے بشرطیکہ ضعف بصر بھی ہو جیسا کہ بعد (دوری) اور لطافت مانع رویت ہیں اس لیے اگر اللہ تعالیٰ ہماری بصیرت کو قوت دیتے تو ہم انکو دیکھ سکتے ہیں ایسے ہی اگر ان کے اجسام کو کثافت حاصل ہو جائے۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگ فرشتوں کو اور انبیاء علیہ السلام کو دیکھ لیتے ہیں وہ جنات کو بھی دیکھ لیتے ہیں اور دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے ہیں[1]۔

ہمارے بعض دوسرے شیوخ نے کہا ہے کہ جنات کو نہ دیکھنے کا سبب یہ ہے کہ ان میں رنگت نہیں ہوتی۔ اگر رنگت ہوتی تو ہم دیکھ سکتے تھے یہ وجہ نہیں کہ رقت کی وجہ سے نہیں دکھلائی دیتے۔ قاضی عبدالجبار نے کہا ہے کہ یہ بات چند وجہ سے درست نہیں ہے،

۱۔ اللہ تعالیٰ انکو دکھلا دیتا ہے جیسا کہ وہ آپس ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔

۲۔ یہ بھی جائز نہیں ہے کہ انکے اجسام کی کوئی رنگت نہ ہو۔ بلکہ انکا کوئی نہ کوئی رنگ ضرور ہوتا ہے

---

[1] آکلم المرجان کے مصنف کی تحقیق غلط ہے کیوں کہ دیکھنے کا تعلق صرف بصارت سے نہیں بصیرت سے بھی ہے جن لوگوں کو انجلائے قلب حاصل ہوتا ہے۔ ان پر عالم مثال اور عالم ارواح اور برزخ کی بہت سی چیزیں منکشف ہو جاتی ہیں وہ انہیں سر والی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے ہیں جو دوسرے نہیں دیکھتے۔ خواب کی حالت میں بھی بہت سے اجسام دکھائی دیتے ہیں مرنے سے قبل بھی بہت سے اجسام دکھائی دیتے ہیں لطافت بصر کے ساتھ لطافتِ قلب روح بھی ضروری ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات اولیاء کبار فرشتوں کو دیکھتے تھے جبکہ دوسرے نہیں دیکھتے تھے۔

متشکل ہونا

اس میں کوئی شک نہیں کہ جنات انسانوں اور مویشیوں کی شکل میں منتقل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ سانپ اور بچھو کی صورت میں۔ اونٹ گائے، بکری، گھوڑا، خچر گدھے کی صورت میں اور پرندوں کی صورت میں منتقل ہو سکتے ہیں اور انسان کے روپ میں بھی آ سکتے ہیں جیسا کہ شیطان قریش مکہ کے پاس سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا تھا یہ واقعہ غزوۂ بدر کے موقعہ کا ہے۔

وَاِذْ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ	اور جب مزین کر دیا شیطان نے ان
وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ - -	کے اعمال کو اور بولا آج تمہارے اوپر
مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا	لوگوں میں سے کوئی بھی غالب نہیں آ سکتا
تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ نَکَصَ عَلٰی	اور میں تمہارا حمایتی ہوں پس جب اس نے
عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکُمْ	دونوں لشکروں کو دیکھا تو پیچھے کو بھاگ
اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْ	گیا اور بولا میں تم سے بری ہوں میں وہ
اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ	دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ سے ڈرتا
الْعِقَابِ (انفال)	ہوں اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اور ایسے ہی روایت کیا گیا ہے کہ وہ ایک شیخ نجدی کی صورت میں متشکل ہو کر آیا جب مشرکین دار الندوہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ قتل پر غور وفکر کر رہے تھے کہ آپؐ کو قتل کریں۔ یا قید کریں یا نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	اور جب مکر کر رہے تھے کافر لوگ آپکے ساتھ
لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ	کہ آپکو قتل کر دیں یا باقی رکھیں یا آپکو نکال دیں
یُخْرِجُوْكَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰهُ	اور وہ مکر کر رہے تھے اور اللہ تدبیر کر رہا
وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ انفال	تھا اور اللہ ہی بہترین تدبیر کرنیوالا ہے

ترمذی نے اور نسائی نے الیوم واللیلۃ میں حضرت ابو سعید خدری سے ایک روایت نقل کی ہے۔

اِن بالمدینۃ نفراً من الجن — مدینہ میں کچھ جنات رہتے ہیں پس
قد اسلموا فاذا رأیتم من — جب تم ان موذی جانوروں (سانپ بچھو)
ھذہ الھوام شیئاً فاذنوہ ثلاثاً — میں سے کسی کو دیکھو تو انکو تین مرتبہ بتلا دو
فان بدا لکم فاقتلوہ۔ — پھر بھی اگر وہ ظاہر ہوں تو انکو قتل کر دو

اور قاضی ابو الیعلی نے کہا کہ شیاطین کو اپنی خلقت میں تبدیل کی قدرت نہیں اور نہ وہ کسی دوسری شکل میں منتقل ہو سکتے ہیں البتہ یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو کچھ کلمات سکھلا دے اور کچھ افعال بتلا دے جب وہ انکو اختیار کر لیں تو اسی طرح بولنے لگیں اور اللہ تعالیٰ انکو ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف منتقل کر دے لیکن وہ بذات خود ایسا کرنے پر قادر ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جو روایت ہے کہ ابلیس سراقہ بن مالک کی شکل میں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت دحیہ کی شکل میں آتے تھے اور قرآن شریف میں بھی ہے۔

فارسلنا الیھا روحنا فتمثل — پس ہم نے مریم کی طرف اپنی روح کو
لھا بشراً سویاً۔ — بھیجا پس وہ متمثل ہو گئے کامل انسان کی شکل میں

سو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایسا ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ ابو بکر بن ابی الدنیا نے مکائد شیطان میں روایت کیا ہے کہ

یسر بن عمرو نے کہا کہ ہم نے غیلان کا حضرت عمرؓ کے سامنے ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ کسی میں طاقت نہیں کہ اپنی صورت تبدیل کرے لیکن وہ جادوگر ہوتے جیسا کہ انسانوں میں جادوگر ہوتے ہیں۔ جب تم دیکھو تو بتلا دو۔ اور ابن عمیرؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیلان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا وہ جناتی جادوگر ہوتے ہیں۔

اور سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ ہم کو حکم دیا گیا کہ جب ہم جنات کو دیکھیں تو
ان ننادی بالصلوٰۃ — نماز والی اذان کہیں۔

اور مجاہد نے بیان کیا ہے کہ میں جب کبھی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو شیطان حضرت ابن عباس رضؓ کی شکل میں آکر کھڑا ہو جاتا ہے اتفاق سے مجھے حضرت ابن عباس رضؓ کا ارشاد یاد آگیا تو میں نے نماز پڑھتے وقت چھری اپنے پاس رکھ لی جب وہ ظاہر ہوا تو میں نے چھری سے حملہ کر دیا وہ گر پڑا اور اسکی جگہ ایک نشان باقی رہ گیا اسکے بعد میں نے اسکو نہیں دیکھا۔

اور عتبیؔ نے ذکر کیا ہے کہ ایکدفعہ حضرت ابن زبیر رضؓ نے ایک آدمی دیکھا کہ اسکی لمبائی صرف دو بالشت تھی چادر اوڑھے ہوئے تھا انہوں نے دریافت کیا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں اِذب ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ اِذبَ کیا چیز ہوتی ہے بولا جن۔ حضرت ابن زبیر رضؓ نے اسپر کوڑے کا ڈنڈا مارا وہ بھاگ گیا۔

اور بہت سے حضرات نے فرمایا ہے کہ فرشتوں اور جنات کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ شکل بدلنے پر قادر ہیں۔ اسکے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ ایسا خیال پیدا کرنے پر قادر ہیں کہ دیکھنے والا ایسا خیال کرنے لگے اسکو وہم ہونے لگے کہ یہ فلاں چیز ہے۔ یہ صرف خیالات اور اعتقادات ہیں ورنہ جنات کا شکل بدلنا محال ہے۔

ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ معتزلہ کا خیال ہے کہ جنات کا جسم رقیق ہوتا ہے اور اسی وجہ سے وہ دکھلائی نہیں دیتے انہوں نے کہا کہ حضرات انبیاء علیہ السلام کے زمانے میں ہوتا تھا کہ وہ ان سے اعمال شاقہ لیا کرتے تھے۔ محرابیں اور بڑی بڑی دیگیں تیار کراتے اور انکو زنجیروں سے بھی باندھ دیا کرتے تھے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد یہ بات نہیں رہی۔

قاضی ابو بکر بن عساکر نے کتاب سبب زہادۃ میں شہادت کے باب میں لکھا ہے کہ کن لوگوں کی شہادت قابل قبول نہیں؟ ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو یہ کہیں کہ ہم نے جنات کو دیکھا ہے اور ان سے میری دوستی ہے۔

اور ابو علی حسن سے کسی آدمی نے دریافت کہ کیا مجھ سے ابو نعیم بن عبداللہ

نے کہا ہے کہ ان کسی نے امام شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ اس نے جن کو دیکھا ہے تو اسکی شہادت باطل ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا

انہ یراکم وقبیلہ من حیث لا ترونہم — وہ اور اسکا قبیل تم کو دیکھتا ہے جبکہ تم انکو نہیں دیکھتے۔

ایسے ہی ربیع بن سلیمان نے امام شافعیؒ کا قول روایت کیا ہے کہ اسکی شہادت باطل ہے۔ اور ابوالقاسم انصاری نے المفتاح میں جو الارشاد کی شرح ہے میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں، جنات، انسانوں کی صورتوں میں ایسا ہی فرق رکھا ہے جیسا کہ ان کی صفات اور عادات میں فرق ہے۔ اگر کوئی جن انسانی شکل میں آجائے تو انسان ہی شمار ہوگا نہ کہ جن۔ ایسے ہی اگر جن کسی سانپ وغیرہ کی شکل میں تبدیل ہو جائے تو وہ سانپ ہی شمار ہوتا ہے نہ کہ جن جیسا کہ روایت بالحدیث کے عنوان کے تحت حضرت شاہ ولی اللہؒ نے شیخ ابو طاہر کی سند سے متعدد واقعات ذکر کئے ہیں کہ سانپ کے قتل ہونے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب.... قصاص یا دیت لازم نہیں ہوتی ہے۔

غرضیکہ کسی چیز کا دکھائی نہ دینا اس کے موجود نہ ہونے پر دلیل نہیں بنتا بہت سی چیزیں موجود ہیں اور محسوس بھی ہوتی ہیں لیکن دکھلائی نہیں دیتی۔ ہوا محسوس ہوتی ہے دکھلائی نہیں دیتی۔ روح جسم میں موجود ہے اور محسوس بھی ہوتی ہے لیکن دکھلائی نہیں دیتی۔ خوشبو محسوس ہوتی ہے اور موجود ہوتی دکھلائی نہیں دیتی۔ یہیں سے یہ نکتہ بھی نکلتا ہے۔ محسوس بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔ اسی طرح جناتی اثرات کا بھی علاج ہوتا ہے۔ لیکن علاج بالضد ہوتا ہے۔ اور وہ ماثور اور منقول علاج ہے۔ غیر ماثور اور منقول علاج رشوت ہے علاج نہیں۔ اسی سے غیر شرعی علاج کا ناجائز اور حرام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

بعض کتے جنات

بشر تابعی نے کہا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے بصرہ کے منبر پر سنا ہے

۱۔ ان الکلاب من الجن وھی ضعفۃ الجن — کتے بھی جنات کی قسم سے ہوتے ہیں اور وہ ذلیل ترین جن ہوتے ہیں

ابو عبدالرحمٰن نے کہا ہے کہ حضرت علی رضؓ نے ارشاد فرمایا

۲ اما الجن فما قد عرفتموھی الجن واما الجن فھی الکلاب المعیبۃ — جنات کو تو تم نے جان لیا کہ وہ جن ہوتے ہیں اور لیکن جن وہ عیب دار کتا ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضؓ کی دوسری روایت ہے کہ جس کھانے میں کتا منہ ڈال دے اسکو پھینک دو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

لولا ان الکلاب امۃ لامرت بقتلھا۔ — اگر کتے ایک امت نہ ہوئے ہوتے تو میں انکے قتل کا حکم دیتا

اسی حدیث میں آگے فرمایا ہے بالکل سیاہ کتا جن ہوتا ہے اور دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ سیاہ کتے کے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ لال۔ سفید اور کالے کتے میں کیا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا۔

الکلب الاسود شیطان — سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔

اور ایسے ہی آپؐ نے اونٹ کے بارے میں فرمایا ہے ۔ اس بارے میں یہ جواب دیاگیا ہے کہ بطور تشبیہ ارشاد فرمایا کیوں کہ کالا کتا سب سے زیادہ شریر ہوتا ہے۔ اور اونٹ کے بارے میں فرمایا اس میں صعوبت زیادہ ہے۔

اگر کتا راستہ میں بیٹھا ہو تو اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھ کر ڈھیلا ہاتھ میں اٹھالینا چاہیے کتا بھاگ جائیگا۔

اقسام جنات

ابوالقاسم سہیلی نے کہا ہے کہ جنات کی تین قسمیں ہیں جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔ ایک قسم سانپ کی صورت میں ہوتی اور ایک قسم کالے کتے کی صورت میں ہوتی ہے اور ایک قسم ہوا کی صورت میں ہوتی ہے اور ان کے پر بھی ہوتے ہیں۔ بعض راویوں نے کہا ہے ایک قسم جاری اور اڑنے والی ہوتی ہے یہ قسم نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے۔ اس کا نام ریح طیارہ ہے[1]

میں کہتا ہوں۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب مکاید شیطان میں روایت کیا ہے کہ عبدالرحمن نے ابو داؤدؓ سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

خلق اللہ تعالیٰ الجن ثلاثہ	اللہ تعالیٰ نے جنات کی تین قسم
اصناف صنف حیات و	پیدا کی ہیں ایک قسم سانپ اور
قارب وخشاش وصنف	بچھو اور موذی کیڑے اور ایک قسم
کالریح فی الھواء وصنف	فضا میں ہوا کی طرح اور ایک قسم
علیھم الحساب والعقاب	کہ ان پر حساب بھی ہے اور عذاب بھی ہے[2]
وخلق اللہ تعالیٰ الانس ثلاثہ	اور اللہ تعالیٰ نے انسان بھی تین قسم

---

[1] جنات کے اقسام دیباچہ میں بھی ذکر کئے ہیں وہ ان کے صفاتی نام ہیں اور یہاں جن کے قبیلوں کے اعتبار سے نام ذکر کئے ہیں۔ اکثر انسانوں میں عورتوں بچوں پر روح طیارہ ہی کے اثرات ہوتے ہیں اور یہ اثر بہت عارضی ہوتا ہے کچھ پڑھ کر دم کرنے یا دم کئے پانی سے نہلانے اور پلانے سے ختم ہو جاتا ہے البتہ دوسری اقسام کے اثرات جو جسم میں سرایت ہو کر اپنا عمل دخل کرتے ہیں اور پھر مرض کی صورت اختیار کر لیتے ہیں انکو زائل کرنے میں وقت لگتا ہے اور علاج بھی مشکل ہوتا ہے۔

[2] سورہ جن کے حوالہ سے دیباچہ میں گذر چکا ہے۔

اصناف صنف کالبهائم ثم قال الله تعالیٰ لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم اعین لا یبصرون بها ولهم اذان لا یسمعون بها الآیۃ

کے پیدا کیے ہیں ایک قسم ان کی جانوروں کیطرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انکے دل ہیں مگر سمجھتے نہیں انکے آنکھیں ہیں دیکھتے نہیں انکے کان ہیں سنتے نہیں ہے[1]

اور ایک قسم ایسی ہے کہ ان کے جسم تو آدمی جیسے ہیں اور انکی ارواح شیاطین جیسی ہیں[2]۔ اور ایک قسم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوگی اسدن کہ جسدن کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اس حدیث کو کتاب "صوائف" میں ذکر کیا ہے۔ اسی کتاب میں ایک دوسری روایت اور ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ۔

جنات کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جسکے پر ہوتے ہیں وہ ہوا میں اڑتی ہے ایک قسم سانپ اور کتے کی شکل میں ہوتی ہے اور ایک قسم جاری اور ساری رہنے والی ہوتی ہے۔ (اسکو روح طیارہ کہا جاتا ہے)

علامہ زمخشری نے فرمایا۔ جنات کے بارے میں۔ میں نے اہل عرب کی بہت عجیب عجیب باتیں دیکھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ جنات کی ایک قسم وہ ہے کہ اسکا نصف اعلیٰ انسان کی طرح ہے۔ اس کا نام شق جو عام طور سے مسافروں کو جب وہ تنہا سفر کرتے ہیں پریشان کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ہلاک بھی کر دیتے ہیں انکو غول بیابانی کہا جاتا ہے۔

---

[1] قرآن شریف کی تفسیر میں مطلب ملاحظہ فرمائیں۔

[2] یعنی خاصیت میں شریر انسان۔ سورۃ الناس میں تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

تیسرا باب

-"بود و باش اور معیشت"-

یہ چیز ثابت ہو جانے کے بعد کہ جنات کا وجود ہے ان کے اجسام ہیں وہ مختلف صورتوں میں متشکل ہو سکتے ہیں اور ان کے اقسام اور قبائل ہیں۔ اب انکی رہائش اور معیشت کو بیان کیا جاتا ہے۔

جنات کے مسکن

ابو محمد عبداللہ نے ابن حبان اصبہانی سے روایت کیا ہے۔ یہ صاحب ابو شیخ کے لقب سے مشہور ہیں انہوں نے کتاب "العظمۃ" کے بارہویں جزو میں باب جنات کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے ہلال ابن حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل پر اترے آپؐ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔ آپؐ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ قضائے حاجت کے لیئے بہت دور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ میں نے آپ کی خدمت میں پانی کا برتن پیش کیا آپ اسکو لے کر چلے۔ میرے کان میں آپ کے پاس سے چند آدمیوں کے لڑنے کی آواز آئی میں نے ایسی آواز کبھی نہ سنی تھی۔ میں نے آپؐ سے دریافت کیا کہ یہ آوازیں کیسی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا مسلمان جن اور مشرک جن مسکن کے بارے میں جھگڑ رہے تھے کہ میں انکا ٹھکانہ مقرر کر دوں تو میں نے مسلمان جنات کو آبادی اور پہاڑ بتلا دیے اور مشرک جنات کو سمندر اور پہاڑوں کے درمیان کی جگہ بتلا دی۔

علامہ زمخشری نے 'ربیع الابرار' میں لکھا ہے۔ اہل عرب نے کہا ہے کہ اکثر ہم کو ایسا اتفاق ہوا کہ ہم کسی میدان میں اترے وہاں بہت سے خیمے اور انسانوں کو پایا پھر وہ فوراً ہی غائب ہو گئے۔ اہل عرب کا خیال ہے کہ وہ جنات تھے اور یہ انہیں کے خیمے تھے

امام مالکؒ نے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ملک عراق جانے کا ارادہ کیا تو حضرت کعب احبار نے ان کو منع کیا اور کہا کہ وہاں دس حصوں میں سے ۹ حصوں میں جادو ہے اور وہاں فاسق قسم کے جنات ہیں اور وہاں سخت قسم کی بیماریاں ہیں۔

امام ابو بکر نے 'مکائد الشیطان' میں کہا ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا ہے مسلمانوں کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہیں کہ ان کے مکانات کی چھتوں میں جنات نہ ہوں جب وہ دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں تو ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں اور جب رات کا کھانا کھاتے ہیں تو وہ رات کے کھانے میں انکے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔

اور مغیرہ نے ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ سوراخ میں پیشاب نہ کرو اگر کوئی گزند پہونچ گئی تو اسکا علاج دشوار ہو جائے گا۔ اور ابو الحسن نے کہا کہ سوراخ کے برابر میں پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو یہ پڑھے۔

اللھم انی اعوذ بك من	اے اللہ میں خبث اور خبائث سے
الخبث والخبائث	آپکی پناہ چاہتا ہوں۔

اور حدیث انسؓ میں صرف 'بسم اللہ' روایت ہے۔ اور حضرت انسؓ کی دوسری روایت میں یہی مذکور ہے اور ابراہیم نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہاں جنات موجود ہوتے ہیں اور یہ پڑھنے سے وہ ستر عورت نہ دیکھ سکیں گے۔

اور امام ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

میری امت کے ستر عورت کے درمیان اور جنات کی نظروں کے درمیان آڑ ہوجاتی ہے. جو کوئی بیت الخلا میں داخل ہو تو کہے 'بسم اللہ'

ترمذی نے کہا ہے کہ اسکے اسناد قوی نہیں ہیں صحیحین کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا میں داخل ہوتے تو فرماتے۔

اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث. — اے اللہ میں آپ سے خبث اور خبائث سے پناہ چاہتا ہوں۔

ایسے ہی سعید بن منصور نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے

وجہ اسکی یہ ہے کہ گندے اور نجس مقامات میں اکثر جنات ہوتے ہیں اور یہ مقامات انکے مسکن ہوتے ہیں ایسے مقامات پر نماز نہ پڑھنا چاہیئے ایسا ہی احادیث و آثار سے ثابت ہے. حضرت فقہاء نے قرب نجاست کی وجہ سے منع فرمایا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ مقامات مساکن شیاطین ہوتے ہیں [1]

رہا مقابر میں نماز پڑھنے کا معاملہ۔ حضرات فقہاء نے وہاں بھی نماز پڑھنے سے منع کیا ہے کیوں کہ اس میں شرک سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جو لوگ غیر شرعی طور پر زاہد یا عابد بن جاتے ہیں ان کا رجحان زیادہ تر مقابر کی طرف ہوتا ہے اور وہ وہاں زیادہ رہنا پسند کرتے ہیں اور یہ بھی اتفاق ہے کہ ایسے لوگوں کو تاثرات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ اور کشف بھی حاصل ہوتا ہے اور یہ لوگ ایسے ہی مواضع میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں جو مواضع شیاطین ہوتے ہیں اور مواضع شیاطین میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے

---

[1] عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ عورتوں اور بچوں وغیرہ کو گندے مقامات ہی سے آسیب کا اثر ہوتا ہے۔ ہم نے بھی گندے مقامات اور ویران اور غیر آباد گھروں سے جنات کے اثرات کو محسوس کیا ہے۔

مقابر کا مواضع خبائث اور شیاطین ہونا۔ اسوجہ سے بھی قرین قیاس ہے کہ وہ ایسے عبادت گذاروں کو شرک میں مبتلا کر دیتا ہے اور بڑی کثرت سے لوگ ان کی اتباع میں گمراہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے مواقع پر شیاطین بھی انکو الہام کرتے ہیں اور ندائے غیبی دیتے ہیں ایسا ہی وہ کاہنوں اور اصنام پرستوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ وہ بخور دیتے ہیں لباس پہناتے ہیں۔ بعض نجومی اسکو کواکب کی روحانیت قرار دیتے ہیں۔ بعض دفعہ بہت سے حوائج پورے ہوتے ہیں اور امراض دور ہو جاتے ہیں اور ان ذرائع سے حصول مال ہوتا ہے یہ بھی شیطان کی کرشمہ سازی ہے۔ ایسا شیاطین بطور رشوت کرتے ہیں۔

گھروں میں جنات

مسلم اور ابو داؤد نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی گھر میں داخل ہو یا کھانا کھائے تو......

...... اللہ کا نام لے تو شیطان کہتا ہے۔

لا مبيت لكم وعشاء لكم — تمہاری شب گذاری اور تمہارا کھانا نامبارک ہو

بخلاف اسکے جب کوئی اللہ کا نام نہ لے کر داخل ہو یا کھانا کھائے تو کہتا ہے ا مبارک ہو! یعنی خوش ہوتا ہے

شیاطین کے ساتھی

امام مسلم نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک رات آپؐ میرے پاس سے

غیر شرعی زاہدوں سے مراد مجاورین قوالی کے شوقین قسم کے بزرگ لوگ ہیں ان لوگوں میں وجد و حال اور رقص کی کیفیت یا بعض دفعہ ان لوگوں کا ندائے غیبی سننا اور لوگوں کو بتلانا یہ سب جناتی شیاطین کی کرشمہ سازی ہے یہ بات ہم اپنے تجربہ سے لکھ رہے ہیں جنات ایسے لوگوں کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔

باہر تشریف لے گئے میں ڈری پھر فوراً ہی واپس آ گئے اور مجھے دیکھا تو فرمایا۔ عائشہ! کیا تم کو غیرت معلوم ہوئی۔ میں نے کہا ' آپ جیسے پر کیوں نہ غیرت کروں'۔ فرمایا تجھ کو شیطان نے پکڑ لیا ہے۔ بولیں۔ کیا میرے ساتھ بھی شیطان ہے' فرمایا۔ ہاں! اور ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے'۔ بولیں ' آپ کے ساتھ بھی' فرمایا' ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے اسکے مقابلے میں مدد فرمائی ہے۔ حتی اسلم ۔ وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

ابو سلیمان خطابی نے کہا ہے اکثر رُواۃ نے فآ اور ماضی کے صیغہ سے روایت کیا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ اَسلمُ مضارع متکلم ہے یعنی میں اس کے شر سے محفوظ ہو گیا ہوں۔ کیوں کہ شیطان مسلمان نہیں ہوتا ہے۔ ابن جوزی نے عیینہ کے قول کو حسن قرار دیا ہے لیکن حضرت ابن مسعود کی حدیث سے ابن عیینہ کی تردید ہوتی ہے انکی روایت امام احمد نے روایت کی ہے۔

مامن احد الا وقد وکل بہ	کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ اس پر ایک
قرینہ من الجن وقرینہ من	ساتھی جن یا ایک ساتھی فرشتہ مسلط
الملائکۃ وقالوا وایاک یارسول اللہ	نہ ہو۔ بولے آپ پر بھی یا رسول اللہ فرمایا
قال وایای[۱]	ہاں مجھ پر بھی

لیکن اللہ تعالی نے میری اس پر نصرت فرمائی اس لئے وہ مجھے ہمیشہ حق ہی کا امر کرتا ہے اسی طرح اور متعدد روایات ہیں۔

یہ بات بالکل صحیح ہے کہ قرینِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ابو نعیم نے کتاب الدلائل میں روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

فضلت علی آدم بخصلتین	مجھے آدم پر دو چیزوں میں فضیلت
کان شیطانی کافراً	ہے۔ میرا شیطان کافر تھا اللہ تعالی نے
فاعانی اللہ علیہ حتی	میری اس پر مدد کی وہ مسلمان
اسلم	ہو گیا[۲]

وکن ازواجی عونا لی وکان	اور میری ازواج میری مددگار رہیں اور
شیطان آدم کافرًا و زوجتہٗ	آدم کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی
عونا علی خطیئتہ	انکی مددگار خطا پر تھی۔

اس بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص ہے ابو جعفر طحاوی نے مشکل الآثار میں متعدد سند سے روایات ذکر کی ہیں اور فرمایا ہے کہ اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مثل اور انسانوں کے تھے اسوجہ سے مختلف مواضع میں آپ سے تعوذ مروی ہیں راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ تخصیص والا قول زیادہ مضبوط ہے رہیں تعوذات کی روایات وہ امت کی تعلیم کیلئے ہیں۔

فَبِھُدٰاھُمُ اقْتَدِہْ (الآیۃ)	انہیں کی ہدایت کی اقتدا کرنی چاہیئے

شیاطین کھاتے پیتے ہیں

قاضی ابو یعلی نے کہا ہے شیاطین بھی کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں جیسا کہ ہم کرتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس بارے میں تین قول ہیں۔

۱۔ تمام جنات نہ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں ۔ یہ قول ساقط ہے۔

۲۔ انکی ایک قسم نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے۔ اور ایک صنف کھاتی بھی ہے اور پیتی بھی ہے۔

۳۔ تمام جنات کھاتے ہیں پیتے ہیں، چباتے بھی ہیں اور نگلتے بھی ہیں اس قول کی تائید میں احادیث ہیں۔ وھب بن منبہؒ سے دریافت کیا گیا کہ کیا جنات کھاتے پیتے ہیں۔ جواب دیا۔ انکی چند قسمیں ہیں

۱۔ یہ قسم نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے مثل ہوا کے ہیں اور نہ انکے اولاد ہوتی ہے۔

۲۔ یہ قسم کھاتی بھی پیتی بھی ہے۔ یہ نکاح بھی کرتے ہیں اور انکے اولاد بھی ہوتی ہے۔

یہ قسم السعالی۔ الغول۔ القطرب وغیرہ ناموں سے موسوم ہیں

صحیحین میں ہے کہ جنات نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی خوراک کے بارے میں

سوال کیا تو فرمایا کہ ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے وہ انکے ہاتھ میں گوشت سے پر ہو کر پہونچتی ہے اور ہر مینگنی انکے دواب کی خوراک ہے۔ ابن سلام نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہر مینگنی سبزہ ہو جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہڈی اور مینگنی سے استنجا کرنے کو منع کیا ہے اور فرمایا ہے۔

انہ زاد لخوانکم من الجن یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہیں

اس باب میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ مسلم کی روایت میں ذکر اسم اللہ یعنی اللہ کا نام لیا ہے اور ابو داؤد کی روایت میں لم یذکر اسم اللہ یعنی اللہ کا نام نہ لیا ہو۔ ابوالقاسم سہیلی نے کہا ہے جن احادیث میں ذکر اسم اللہ ہے وہاں مومنین کی خوراک مراد ہے اور جہاں لم یذکر اسم اللہ مذکور ہے وہ غیر مومنین جنات کی خوراک مراد ہے۔

ان احادیث میں ان لوگوں کے مذہب کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جنات نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ یہ لوگ تاویل کرتے ہیں کہ وہ داہنے ہاتھ سے نہیں بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ لیکن یہ تاویل ظاہر حدیث کے خلاف ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ نے روایت کیا ہے کہ ایک سانپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپکے پاس کھڑے ہو کر کان میں کچھ کہا۔ آپ نے فرمایا ہاں، جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا، یہ جن تھا اس نے کہا تھا کہ آپ اپنی امت کو حکم فرما دیں

لا تستنجوا بالعظم ولا بالرمۃ وہ ہڈی اور رمہ سے استنجا نہ کریں

اسمیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیئے رزق رکھا ہے۔ ایک حدیث میں اسطرح مذکور ہے کہ تمام مسلمانوں کی گھروں کی چھتوں میں جنات ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی انکو دفع کرتا ہے

قاضی عبدالجبار نے کہا ہے کہ جنات کا رقیق ہونا انکے اکل و شرب کو مانع نہیں ہے ایسے ہی لطیف ہونا اکل و شرب کو مانع نہیں ہے۔ رہا فرشتوں کا معاملہ وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ اسپر اجماع ہے اور اس بارے میں نص بھی وارد ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم کے مہمانوں کے قصہ میں قرآن شریف میں مذکور ہے۔

شیطان کھاتا ہے

مسلم، ابوداؤد، موطا میں روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے نہ کوئی نہ بائیں ہاتھ سے کھائے اور نہ بائیں ہاتھ سے پیئے۔

ان الشیطان یاکل بشمالہ	شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے
ویشرب بشمالہ	اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے

نافع نے اسمیں اتنا اضافہ کیا ہے۔

ولا یاخذ بھا ولا یعطی	نہ بائیں ہاتھ سے لو اور نہ دو

منکرین نے اسکی تاویل کی ہے کہ بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے دینے کو شیطان پسند کرتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا ہے

الحمرۃ زینت الشیطان	سرخی شیطان کے لئے زینت ہے

ابو عمر نے کہا ہے کہ یہ تاویل صحیح نہیں ہے معنی مجازی اسوقت مراد ہو سکتے ہیں جب معنی حقیقی متعذر رہوں ابو عمر نے کہا ہے کہ اکثر اہل علم نے یہی تاویل کی ہے۔

شَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ	مال اور اولاد کے بارے میں انکا شریک ہو

اموال سے مراد انفاق فی الحرام ہے اور اولاد سے مراد زنا ہے۔ واللہ اعلم

مسلم اور ابو داؤد نے حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھانے میں شریک تھے کہ ایک لڑکی آئی اور کھانے میں ہاتھ ڈالدیا آپ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک لڑکا آیا اور اسنے کھانے میں ہاتھ ڈال دیا آپ نے اسکا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور پھر فرمایا

ان الشیطان یستحل الطعام	شیطان اس کھانے کو حلال کرلیتا ہے
ان لا یذکر اسم اللہ علیہ	جسپر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

امیہ ابن مخشی نے جو صحابی ہیں نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما

تھے کہ ایک شخص نے کھانا شروع کیا اور جب ایک لقمہ رہ گیا تو کہا بسم اللہ اولہ وآخرہ کہا یہ سن کر حضور ہنس دیئے فرمایا اسکے یہ کہنے سے شیطان نے قے کر دی جو اس کے ساتھ کھایا تھا۔

ابو بکر بن ابی دنیا نے کتاب مکائد شیطان میں لکھا ہے کہ عتبہ بن سعید قاضی الری نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک رات میں نے صبح کو پینے کیلئے پانی رکھا۔ صبح کو دیکھا تو پانی موجود نہ تھا اگلا دن ہوا اسدن پانی رکھا اور اسپر یسین پڑھ دی تو صبح پانی موجود تھا۔ اور شیطان اندھا ہو کر گھر کے گرد گھوم رہا تھا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ قاضی الری کا شیطان کو اندھا پھرتے دیکھنا یہ صرف انکا کشف تھا جو ان کو مکشوف ہوا ہوگا اور اسمیں کوئی اشکال نہیں ہے اس قسم کے واقعات قرین قیاس ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نکاح اور توالد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

لم یطمثہن انس قبلھم ولا جان — ان سے پہلے نہ ان کو کسی انسان نے چھوا اور نہ جنات نے چھوا

طمث کے معنی افتضاض اور مباشرت کے آتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ مباشرت کیلئے چھونا کہ خون جاری ہو جائے۔ غرض اس چھونے سے توالد ہوتا ہے۔ یا اسکا نتیجہ توالد ہوتا ہے اس سے ثابت ہے کہ انسان کی طرح جنات میں بھی توالد اور مناکحت کی صلاحیت ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔

افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی — کیا تم اسکو اور اسکی اولاد کو میرے علاوہ دوست بناؤگے۔

قاضی عبد الجبار نے کہا ہے کہ ذریت سے مراد اولاد اور اہل ہیں۔ انکا رقیق ہونا توالد اور تناسل کیلئے مانع نہیں ہے۔ زمخشری نے کشاف میں کہا ہے کہ میں نے کچھ جراثیم دیکھے جو حرکت دینے سے معلوم ہوتے تھے اور سکون کی حالت میں

دکھلائی نہیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی شان اور قدرت ہے جو ایسی مخلوق کو پیدا کرتا ہے انکو مارتا جلاتا ہے انکی شکل اور ہیئت کو جانتا ہے اور انکو رزق پہونچاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ رقیق ہونا مانع توالد نہیں ہے۔

مناکحت جن

یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ جنات متشکل ہوتے ہیں اور انمیں توالد اور تناسل بھی ہوتا ہے تو کیا انسان کا جنی اور جنی کا انسان سے نکاح ممکن ہے؟ اور اگر ممکن ہے تو کیا جائز بھی ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اذا جامع الرجل امراتہ ولم یسم انطوی الشیطان الی احلیلہ فجامع معہ	جب بلا بسم اللہ کے کوئی اپنی عورت سے جماع کرتا ہے تو شیطان اسکے پیشاب کے سوراخ میں داخل ہو کر اس کیساتھ جماع کرتا ہے۔

اس حدیث میں دوسری سند سے شیطان کی جگہ جان ہے اور امراۃ کی جگہ اہل ہے۔ اس حدیث کو مجازی معنیٰ پر بھی محمول کر سکتے ہیں جس سے بے برکت ہونا مفہوم ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل آیت میں بھی اسی طرف اشارہ ملتا ہے۔

وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ	انکے ساتھ مال اور اولاد میں شریک ہو جا۔

حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا جب کوئی حالت حیض و نفاس میں عورت سے وطی کرتا ہے تو اولاد مخنث پیدا ہوتی ہے انکو اولاد جن بھی کہا جاتا ہے۔ اسکو ابن جریرؒ نے روایت کیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ چیز قاعدہ کلیہ کے طور پر نہیں ہے زیادہ سے زیادہ اکثری قاعدہ کہا جا سکتا ہے۔

امام مالکؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک جنی نے ہماری لڑکی سے

نکاح کا پیغام دیا ہے کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا دینی اعتبار سے تو کوئی حرج نہیں ہے البتہ میں اسکو مکروہ سمجھتا ہوں کیوں کہ وہ جب جن سے حاملہ ہوگی اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرا شوہر کون ہے؟ وہ کہے گی کہ جن ہے۔ اس سے اسلام میں فساد پھیلے گا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنی سے نکاح کو منع فرمایا ہے اور حضرات صحابہ اور تابعین اور فقہاء امصار نے بھی نکاح جنی سے منع کیا ہے۔ اسکی دو وجہ ہو سکتی ہیں۔ اختلاف جنس اور عدم حصول مقصد۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے

۱. یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا	اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمکو نفس واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔
وبث منھما رجالاً کثیراً و نساءً (النساء)	اور انہیں دو سے بہت سے مرد اور عورت پیدا کیے۔
۲. ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا	اور اسکی آیات میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے نفوس سے تمہارے جوڑے پیدا کیے تاکہ اس سے سکون حاصل کرو!

ظاہر ہے جنی انسان کا جوڑا نہیں ہے اس لئے اس سے سکون بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب جنی انسان کی شکل میں متشکل ہو جائے تو سکون حاصل ہوگا لیکن اسوقت اسکا نام جنی نہیں بلکہ انسان ہوگا اور انسان کا انسان سے سکون حاصل کرنا نص قرآن سے ثابت ہے۔ اس بارے میں حضرات فقہاء کی تصریحات موجود ہیں۔

۱. جب کسی انسان مرد کے پاس کوئی جنی عورت انسانی صورت میں ظاہر ہوئی اور اس نے اس سے وطی کرلی تو غسل واجب ہو جائیگا کیوں کہ صورۃً مجانست پائی گئی اور کمال سبب یعنی وطی بھی پائی گئی۔

۲. اس صورت میں غسل واجب ہے جبکہ حقیقۃً تضاد نہ ہو چنانچہ

اسی وجہ سے حرمت نکاح کا حکم ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ بلا انزال کے غسل واجب نہ ہوگا۔ جیسا کہ چوپائے کیساتھ وطی کرنے سے بلا انزال کے غسل واجب نہ ہوگا۔

یہ مسئلہ محیط کی عبارت پر متفرع ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ میرے پاس جن آتا ہے اور میں اس سے وہی لذت محسوس کرتی ہوں جو شوہر سے تو کیا مجھ پر غسل ہے؟ جواب دیا اس پر غسل نہیں ہے۔

مقصود ان مباحث سے یہ ہے کہ باوجود یہ کہ جنی سے نکاح جائز نہیں ہے اور باوجود یہ کہ جنی سے وطی کرنے کی حالت میں بلا انزال کے غسل واجب نہیں ہے اور اس صورت میں کہ وہ انسانی شکل میں متشکل ہو جائے تو غسل واجب ہو جائیگا بقدر مشترک اتنا ثابت ہے کہ جنی اور انسان کا نکاح اور وطی ممکن ہے مگر اس سے اولاد پیدا ہونا ممکن نہیں ہے۔

امام ابو بکر بن عربی نے لکھا ہے کہ ملکہ بلقیس جنات کے بادشاہ کی بیٹی تھی اس کے والد کا نام شرجیل تھا ماں کا نام ریحانہ بنت سکن تھا اور یہ جنات کی بیٹی تھی اور ایسا ہی آکام المرجان کے مصنف نے لکھا ہے۔ امام ابو بکر نے لکھا ہے کہ مالکیہ کے نزدیک انسان اور جنیہ کا نکاح جائز ہے۔ احکام القرآن ج ۳ ص ۲۸۱

امام حسن بصری نے فرمایا ہے کہ اگر انسان اور جنی میں مناکحت ہو جائے جسکو امام مالکؒ نے جائز قرار دیا ہے لیکن اس سے بچہ پیدا ہونا ممکن نہیں ہے۔
روح المعانی ج ۷ ص ۱۸۹

سورہ نمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ملک سبا کی بادشاہ عورت کا نام بلقیس لکھا ہے جو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور جو واقعات اس ملکہ کے جنی ہونے کے بارے میں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں لکھے ہیں ان کو اہل تحقیق مفسرین نے اسرائیلی خرافات قرار دیا ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف یہ واقعات ایسے ہی منسوب ہیں جیسا کہ سحر منسوب ہے جسکی تردید قرآن شریف نے کی ہے

وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا — اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا ہے۔

تاریخی اعتبار سے ثابت نہیں کہ سبا میں کوئی جنی نسل کی ملکہ ہوئی ہے ہاں عورت بادشاہ ضرور ہوئی ہے جیسا کہ ہندوستان کی بادشاہ شمس الدین التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ۔

چند واقعات

اس کے باوجود آکام المرجان کے مصنف قاضی بدرالدین حنفی نے سند کے ساتھ چند واقعات ذکر کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک جن کا ایک لڑکی سے تعلق ہو گیا تھا جن نے اس کے باپ کی طرف شادی کا پیغام بھیجا اور کہا کہ میں یہ جائز نہیں سمجھتا کہ اس لڑکی کو غیر شرعی طور پر استعمال کروں۔ باپ نے اس کے ساتھ نکاح کر دیا۔ ایک دن وہ ہم پر ظاہر ہوا تو ہم نے اس سے سوال کیا 'تم کون ہو؟' اس نے جواب دیا کہ ہم بھی آپ لوگوں کی طرح ہی امت ہیں۔ تمہارے قبیلوں کی طرح ہمارے بھی قبیلے ہیں۔ ہم نے کہا 'تمہارے یہاں بھی معتزلہ، مرجیہ، جیسے بدعتی ہیں'۔ بولا 'ہمارے یہاں بھی شعیہ' مرجیہ' قدریہ وغیرہ ہیں' ہم نے کہا تم کس قبیلے سے ہو' بولا 'مرجیہ فرقے سے ہوں'۔ اس کے بعد وہ ہم سے جدا ہو گیا۔

اعمش کہتے ہیں 'ہمارے زمانے میں ایک لڑکی کے ساتھ جنی کی شادی ہوئی۔ ہم نے اس سے دریافت کیا۔ تم کون سا کھانا پسند کرتے ہو' بولا 'چاول' ہم نے انکے لئے چاول تیار کئے اور برتنوں میں بھر دیئے۔ چنانچہ سب کھانا لقمہ لقمہ کر کے ختم ہو گیا۔ ہم نے پوچھا تمہارے یہاں رافضی قبیلہ ہے' بولا 'ہمارے یہاں روافض سب سے برا قبیلہ شمار ہوتا ہے۔

حافظ ابوالحجاج نے کہا کہ اس واقعہ کے استاد اعمش تک صحیح ہیں۔ اسی طرح سے
اعمش نے ایک دوسرا واقعہ شادی کا اور بیان کیا ہے۔

ابویوسف سروجی نے کہا کہ ایک عورت ایک آدمی کے پاس آئی اور بولی کہ ہم شہر سے
قریب ٹھہرے ہوئے ہیں آپ مجھ سے نکاح کر لیجئے اس نے اس سے نکاح کر لیا اسی
طرح وہ رہی اور کچھ عرصہ کے بعد آکر بولی اب ہمارا قافلہ جانیوالا ہے آپ مجھے
طلاق دیدیجئے وہ رات کو عورت کی شکل میں آتی تھی۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ
میں شہر کے کسی راستہ سے گذرا تو میں نے اس عورت کو دانے چنتے دیکھا تو میں نے اسکے
سر پہ ہاتھ رکھا تو اس نے آنکھ اٹھاکر میری طرف دیکھا۔ آنکھوں سے آنسوں جاری تھے

۴۔ قاضی حسام الدین رازی نے کہا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ جارہا
تھا۔ ایک رات میں سویا تو میں نے دیکھا کہ کوئی مجھے جگاتا ہے۔ میں بیدار ہوا تو میں نے ایک
عورت کو عورتوں کے بیچ میں بیٹھے دیکھا کہ اس کے صرف ایک آنکھ بہت بڑی تھی
لیکن لمبائی میں بڑی تھی۔ میں ڈرا تو اس نے مجھے تسلی دی اور بولی کہ میں تیرے پاس
اس وجہ سے آئی ہوں کہ تو میری بیٹی کے ساتھ نکاح کرلے جو بہت حسین ہے اتنے
میں وہ اسکو لے آئی۔ اسکی آنکھ بھی ویسی ہی تھی۔ ایک قاضی تھا اور گواہ تھے۔
قاضی نے خطبہ پڑھا اور میں نے قبول کرلیا۔ وہ اس لڑکی کو میرے پاس چھوڑ گئی مجھے
اس سے بڑی وحشت ہوئی۔ میں نے اپنے پاس ہوئے لوگوں کو کنکریوں سے بیدار
کیا مگر کوئی بیدار نہ ہوا پھر میں دعا اور وظیفہ میں مشغول ہوا۔ بیدار ہونیکے بعد قافلہ
رخصت ہوا مگر وہ لڑکی مجھ سے جدا نہ ہوتی تھی۔ تین دن ایسے ہی گذر گئے جب
چوتھا دن ہوا تو وہی پہلی والی عورت آئی اور بولی کیا تو اسکو طلاق دینا پسند کرتا ہے!
میں نے کہا ہاں اور طلاق دیدی اسکے بعد میں نے اسکو کبھی نہیں دیکھا۔

۵۔ عقبہ رمانی کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ سے نکاح جنی کے بارے
میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا جائز نہیں ہے۔ پھر حسن بصری سے دریافت کیا

انہوں نے فرمایا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ ایک آدمی حسن بصری کے پاس آیا اور بولا ایک جنی نے ہماری لڑکی کے بارے میں پیغام دیا ہے کیا حکم ہے؟ فرمایا نکاح نہ کرو! ایسا ہی قتادہ نے کہا۔ اور کہا جب وہ تمہارے پاس آئے تو کہو کہ جائز نہیں ہے۔ اگر تم مسلمان ہو تو واپس چلے جاؤ اور ہمیں نہ ستاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور یہی جواب دیا گیا۔

عورتوں پر اثر

عام طور پر عورتوں پر اور بچوں پر اثر ہو جاتا ہے۔ بچوں پر ام الصبیان کا اثر ہوتا ہے اور عورتوں پر جنات کا اثر غالباً اس وجہ سے زیادہ ہے کہ عورتوں میں مزاج کی کمزوری اور تخیل کی کمزوری زیادہ ہوتی ہے اور شیطان کو پریشان کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں بھی اسی طرف اشارہ ملتا ہے۔

لَاُغْوِيَنَّهُمْ — میں انکو گمراہ ضرور کروں گا

چنانچہ شیطان کا سب سے پہلا وار حضرت حوا پر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عورتوں کو حبالۃ الشیطان قرار دیا ہے۔

حسن بصری نے روایت کیا ہے کہ میں ایک دن ربیع بنت معوذ بن عفرا کے پاس گیا انہوں نے فرمایا کہ میں یہاں گھر میں تھی کہ ہماری چھت شق ہوئی اور سیاہ رنگ کا سانپ جو گدھے کے برابر تھا نیچے آ پڑا اور میرے قریب ہوا۔ میرے پاس ایک صحیفہ تھا اس میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ رَبِّ عكب اِلٰى عكب اَمَّا بعد. فلا سَبِيْلَ عَلَيك اِلَى المَرْأَةِ الصالحة بنت الصَّالِحِيْنَ

جب یہ پڑھا تو وہ غائب ہو گیا۔ دوسری روایت میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من ربّ لکن إلى لكن اجتنب أمة العبد الصالح فانه لا سبيل عليها۔

چنانچہ وہ جن کھڑا ہوا اور فوراً ہی چلا گیا۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ انہیں دو عبارتوں کے ساتھ آیت الکرسی اور حروف مقطعات کا اضافہ کر دینا چاہیئے۔ اور تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے اور دوسرا تعویذ گھر میں لٹکا دے تو جنات کا اثر فوراً ہی زائل ہو جائیگا اور پھر کبھی نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت عمرؓ کا واقعہ

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھنے گیا، لیکن پھر واپس نہ آیا تو اسکی عورت نے حضرت عمرؓ سے جا کر عرض کیا۔ آپ نے اس کے اہل قبیلہ سے تصدیق چاہی سب نے تصدیق کر دی حضرت عمرؓ نے چار سال انتظار کرنے کو فرمایا اس کے بعد اس عورت نے دوسرا نکاح کر لیا کچھ عرصہ بعد پہلا شوہر بھی آگیا تو معاملہ پھر حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا۔

تم میں سے جب کوئی زمانہ طویل غائب رہے اور اسکے بارے میں کسی کو نہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے؟

اس آدمی نے کہا مجھے ایک عذر پیش آگیا تھا۔ فرمایا کیا عذر بولا میں جب عشاء کی نماز پڑھنے گیا تو مجھے ایک جن مل گیا اور وہ مجھے لے گیا۔ میں زمانہ طویل تک ان کے درمیان رہا کچھ دنوں کے بعد مؤمنین جنات نے ان سے غزوہ کیا اور وہ غالب آگئے انہوں انکو گرفتار کر لیا۔ قیدیوں میں میں بھی تھا مجھ سے دریافت کیا تیرا دین کیا ہے؟ میں نے کہا میں مسلمان ہوں۔ انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور کہا چاہے یہیں رہو یا واپس چلے جاؤ۔ میں نے واپسی کو پسند کیا چنانچہ ایک کو میرے ساتھ کیا وہ مجھے یہاں چھوڑ گیا۔

حضرت عمرؓ نے اسکو اختیار دیا کہ چاہے تو اپنی عورت لے سکتے ہو اور چاہے
اسی کے نکاح میں رہنے دو۔

شیخ عبدالقادرؒ

ابو سعید عبداللہ بغدادی نے کہا کہ میری ایک لڑکی فاطمہ نام عمر ۱۶ سال تھی ایک دن چھت پر
سے غائب ہو گئی میں نے حضرت شیخ سے آکر عرض کیا آپ نے فرمایا فلاں جنگل میں جاؤ
اور بسم اللہ علی بنت عبدالقادر پڑھتے جانا۔ وہاں جاکر ایک دائرہ بنا کر بیٹھ جانا جنات آئیں
گے ڈرنا نہیں۔ آخر میں انکا بادشاہ آئیگا اسکو ہمارا پیغام دینا۔
ابو سعید کہتے ہیں کہ میں گیا اور فرمانے کے بموجب کیا۔ ڈراونی صورتوں
کے جنات آئے لیکن دائرے کے اندر نہ داخل ہوئے آخر میں بادشاہ دائرے کے پاس
آکر بیٹھ گیا۔ میں نے شیخ کا پیغام دیا۔ بادشاہ نے حکم دیا اسکو پکڑ کر لاؤ جو لڑکی کو
لایا ہے وہ حاضر کیا گیا۔ پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے جواب دیا مجھے یہ اچھی لگی
...... بادشاہ نے لڑکی کو ابو سعید کے حوالے کیا اور اس جن کو قتل کرا دیا۔
حضرت شیخ اور دوسرے اکابر اولیاء اللہ کے متعلق اس قسم کے واقعات
بہت ہیں ان واقعات کا احصار مقصود نہیں ہے بلکہ بتلانا یہ ہے کہ جنات ایسی حرکات
بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکا علاج بھی ہوتا ہے۔

جنات کے نام پر ذبح

جنات کے نام پر جو جانور ذبح کیا گیا ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے
منع فرمایا ہے۔ صاحب المرجان نے ایک واقعہ روایت کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں
کسی نے ایک کنواں کھودنے کا ارادہ کیا تھا جب اسکو خوب گہرائی تک کھدوا چکا
تو کنواں کھودنے والے دو مزدوروں میں سے ایک آدمی بے ہوش ہو گیا اور اسکو اسی

حالت میں باہر نکالا گیا۔ اسی بے ہوشی کے عالم میں اسنے کہا۔
اے مسلمانو! تم ہم پر ظلم نہ کرو۔ لوگوں نے کہا ہم نے
کیا ظلم کیا۔ بولا میں اس طبقہ زمین کا رہنے والا ہوں اور
میرے علاوہ کوئی مسلمان نہیں ہے۔ اور تم اس کنویں
سے پانی حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکو گے تاآنکہ ایک
بیل کو خوب مزین کرکے جنوں کے نام پر ذبح کرو اور اسکا
خون اور گوشت وغیرہ سب اس میں ڈالدو لوگوں نے ایسا
ہی کیا تو کنواں جاری ہوگیا۔
ایسے ہی ایک واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دریائے نیل
کے خشک ہونیکا پیش آیا تھا اس سال لوگوں کو حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے سے منع کیا۔ بلکہ ایک رقعہ دریائے
نیل کے نام بھیجا تو وہ جاری ہوگیا۔ اور ہر زمانے میں
اللہ کے بندے ہوتے ہیں جو شیطانوں کی ان حرکات کو
چلنے نہیں دیتے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے۔ ہمارے دیار ہند میں بیماریوں کے پھیلنے کے زمانے میں
اسی قسم کی بھینٹ چڑھانے کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ بعض جدید مکانات اور غیر آباد
مکانات میں بھی جب اجنہ کا عمل دخل ہوتا ہے تو لوگ قربانیاں کیا کرتے ہیں۔ بعض مریضوں
کو بھی بعض مزارات پر لے جانے سے صحت ہوجایا کرتی ہے اس قسم کے اثرات شیاطینی ہوتے
ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں ہمارے نزدیک یہ سب کچھ شیطانوں کو دی
مہلت قدریہ حاصل ہے جسکا ان سے وعدہ کیا گیا ہے قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون قال فانک من	ابلیس بولا۔ اے رب مجھے قیامت تک اٹھنے کے دن تک مہلت دیجئے۔ فرمایا

الْمُنْظَرِينَ اِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ	تجھے وقت معلوم تک مہلت ہے
الْمَعْلُومِ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ	بولا. آپکی عزت کی قسم میں ان سب کو
اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ	گمراہ کر دوں گا مگر آپ کے مخلص
الْمُخْلَصِيْنَ	بندوں کو نہیں۔

ایسے مواقع پر صبر سے کام لینا چاہیئے اور اغوائے شیطان میں نہ آنا چاہیئے اور کوئی حرکت شریعت کے خلاف نہ ہونا چاہیئے۔ ایک حد تک یہ اثرات رہتے ہیں پھر ختم ہو جاتے ہیں۔

مرد از غیب بروں آید و کارے بکند

قرآن پاک کی تلاوت اور نماز والی اذان دینا چاہیئے انشاء اللہ اثرات ختم ہو جائیں گے۔ یاد رہے اس قسم کی حرکات شیطانی جنات ہی گمراہ کرنے کے لیئے کیا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ جلد بازی کی وجہ سے بعض دفعہ پریشان ہو کر برے بدتر حرام کام کر گزرتے ہیں ایسے مواقع سے عامل بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان لوگوں کو فائدہ ہو جاتا ہے یہ فائدہ ہونا ان جنات اور شیاطین کی جانب سے رشوت ہوتی ہے ان نزاکتوں کو اہل دل علماء ہی جانتے ہیں۔

میں عرض کرتا ہوں ایسے لاعلاج مریضوں کو ۷ مرتبہ آیۃ الکرسی ۷ مرتبہ سورۃ معوذتین بارش کے پانی پر دم کر کے پلانا چاہیئے اور اسی سے غسل دینا چاہیئے کم از کم ۷ دن عمل کریں انشاء اللہ آرام ہوگا۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً	اور تمہارے لیئے آسمان سے پانی
لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ	اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے
رِجْزَ الشَّيْطَانِ	شیطانی گندگی کو دور کرے

انفال

اسی کے ساتھ ساتھ شہد کا استعمال بھی کرنا چاہیئے۔

چوتھا باب (۴)

جنات کے خصائل متفرقہ

روایت الحدیث

وھب بن جابر نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کچھ آدمی مکہ معظمہ۔۔۔۔۔

سے بصورت قافلہ روانہ ہوئے اور کسی جگہ راستہ بھول گئے اور قریب تھا کہ بیابان میں مر جائیں تو ہر ایک نے اپنا اپنا کفن پہن لیا اور مرنے کے لیئے لیٹ گئے۔ تو ان پر ایک جنی ظاہر ہوا اور بولا میں انہیں جنات میں سے ہوں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف سنا ہے جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

اَلْمُؤمِنُ اَخُو الْمُؤمِن — مومن، مومن کا بھائی ہوتا ہے۔

وہ سامنے پانی ہے اور وہ راستہ ہے اور راستہ بتاکر چلا گیا۔

مہدی نے عبدالرحمٰن بن لبشر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں کچھ آدمی حج کے لیئے روانہ ہوئے راستہ میں ان کو پیاس لگی ایک جگہ نمکین پانی تھا۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا آگے سامنے میٹھا پانی ہے وہ لوگ شام تک چلتے رہے کہیں پانی نہ ملا تب مشورہ ہوا کہ بہتر ہے کہ اسی نمکین پانی کی طرف لوٹ چلا جائے۔ جب وہ واپس ہوئے تو انکو سیاہ آدمی دکھائی دیا اس نے کہا اے قافلہ والو! میں نے خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

مَنْ کَانَ یُؤمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُحِبَّ لِلْمُسْلِمِیْنَ مَا — جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ مسلمانوں کے لیئے وہی

يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ وَيَكْرَهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ — پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے
مَا يَكْرَهُ لِنَفْسِهٖ — اور مسلمانوں کیلئے وہی برا جانے جو اپنے لیے برا جانتا ہے

جاؤ! کچھ دور کے بعد ٹیلے نظر آئیں گے وہاں پانی ہے۔ وہاں پہونچ کر ان کو پانی مل گیا۔ اسوقت ہم میں سے بعض نے کہا وہ شیطان تھا اور بعض نے کہا وہ مومن جن تھا شیطان ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔

ابو بکر بن طاہر نے ابو علی غسانی سے فضائل عمر بن عبد العزیز کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ایک دن ایک بیابان جنگل میں عمر بن عبد العزیز سفر کر رہے تھے کہ ان کو ایک سانپ مرا ہوا پڑا ملا۔ اسکو اپنی چادر کے ایک ٹکڑے سے کفنا کر دفن کر دیا تو انہوں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے۔ یا سرق میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے تیرے بارے میں فرمایا تھا۔

سَتَمُوتَ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ — عنقریب تو ایک ویران جنگل میں
فَيُكَفِّنُكَ وَيَدْفِنُكَ رَجُلٌ — مر جائیگا وہاں تجھکو ایک رجل
صَالِحٌ — صالح کفنائے اور دفنائیگا۔

عمر بن عبد العزیز نے کہا تو کون ہے، جواب دیا میں ان جنات میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف سنا یہ سرق مر گیا اور ایک میں باقی ہوں۔ اسی قصہ کو ابو بکر بن ابی الذنیا نے دوسرے الفاظ میں کہا ہے اس میں اتنا اضافہ ہے۔

سَتَمُوتُ فِیْ اَرْضٍ غُرْبَةٍ وَ — تو عنقریب مسافرت کی زمین میں
يَدْفِنُكَ فِيْهَا يَوْمَئِذٍ خَيْرُ — مر گیا اور تجھکو خیر اہل الارض
اَهْلِ الْاَرْضِ — دفن کریگا۔

علامہ کمال الدین الدمیری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

مکہ کے جنگلات میں تھے کہ اچانک ایک معمر شخص نمودار ہوا کہ جس کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بڑے میاں اپنی چال ڈھال سے جن معلوم دیتا ہے اس نے فوراً کہا جی ہاں! یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا تم کون سے جن ہو! اس نے کہا میرا نام ہامہ بن ہیم ابن اقیس ابن ابلیس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے اور شیطان کے درمیان تو صرف دو پشتوں فاصلہ ہے اس نے جواب دیا جی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہاری عمر کتنی ہے؟ بولا دنیا کا اکثر زمانہ پا چکا ہوں جس رات قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس وقت میں چند سال کا تھا اور خوشی میں ٹیلہ سے چھلانگ لگا رہا تھا اور لوگوں کو بھڑکا رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو بہت ہی برا عمل تھا۔ بولا اے اللہ کے رسول آپ پر درود و سلام، غصہ نہ فرمائیے۔ کیونکہ میں حضرت نوحؑ پر .... ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور ان کے دست مبارک پر اللہ سے توبہ کر لی تھی۔ اور انکے دعوتی کام میں میں نے انکی مدد کی تھی اور انکو راضی بھی کر لیا تھا۔ اور پھر اتنا رویا کہ ہم بھی رونے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ واللہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ حالت کفر میں مروں اور اللہ کی امان طلب کرتا ہوں۔ میں نے حضرت ہود علیہ السلام سے بھی ملاقات کی اور انکے ہاتھ پر ایمان لایا۔ اور حضرت ابراہیمؑ سے اس وقت ملاقات کی جس وقت آپکو آگ میں ڈالا جا رہا تھا اور میں آپکے ساتھ ہی رہا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام سے اس وقت ملاقات کی جب انکو کنوئیں میں ڈالا جا رہا تھا اور میں انکے ساتھ ان سے پہلے کنوئیں پہنچ گیا تھا۔ نیز میری ملاقات حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے بھی ہوئی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرے تو انکی خدمت اقدس میں میرا سلام عرض کر دینا لہٰذا ان کا پیغام آپ تک پہونچاتا ہوں۔ اور آپ کے دست مبارک پر ایمان لاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر بھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلامتی نازل فرمائے۔ تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت موسیٰؑ نے مجھے توریت سکھائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

انجیل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قرآن کریم سکھلا دیجئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم سکھا دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قرآن کریم کی صرف دس سورتیں سکھائیں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے جاتے وقت تک بھی ہمیں اس کی موت کی اطلاع نہیں فرمائی تھی اور نہ ہی ہم نے ان کو دیکھا خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ زندہ ہے یا انتقال کر گیا (حیوٰۃ الحیوان ص۔۔)

ابن سعد اور طبرانی اور حافظ ابو موسیٰ وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ میں عمرو بن جابر نامی ایک جن تھے چنانچہ انہوں نے اپنے قول کی دلیل میں صفوان بن معطل السلمی کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ملک شام کی جانب جا رہے تھے کہ اچانک ان کو ایک سانپ تڑپتا ہوا نظر آیا جو فوراً ہی مر گیا۔ لہذا ایک شخص نے ایک کپڑا لے کر اس میں مردہ سانپ کو لپیٹا اور زمین میں ایک گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا۔ مکہ پہونچ کر یہ لوگ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ان کے پاس ایک آدمی آیا اور معلوم کیا کہ عمرو بن جابر کو کس نے دفن کیا ہے؟ کہا ہمیں تو معلوم نہیں۔ اس نے پھر سوال کیا کہ سانپ کو کس نے دفن کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان صاحب نے اس پر اس اجنبی شخص نے دعائیہ کلمات کہتے ہوئے کہا کہ عمرو بن جابر نو جنات میں سے آخری جن تھے جنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک سنا تھا

عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک روایت منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک صحابی نے ایک جن سے ملاقات کی اور آپس میں دونوں کا ٹکراؤ ہو گیا صحابی نے جن کو پچھاڑ دیا۔ پس صحابی نے کہا تم بہت کمزور ہو کیا سب جنات ایسے ہی ہوتے ہیں؟ اس نے کہا ایسی بات نہیں۔ آپ دوبارہ کشتی کریئے اس مرتبہ اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں آپ کو ایک نفع بخش چیز بتلاؤں گا چنانچہ وہ جن پھر زیر ہو گیا تو جن نے کہا شاید آپ آیۃ الکرسی پڑھ رہے تھے۔ اگر تم اس کو گھر میں پڑھو گے تو شیطان گھر میں داخل نہ ہو گا اور پھر پوری رات گھر میں داخل نہ ہو سکے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فتوحات مکیہ کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے
کہ ضریر بن ابراہیمؒ نے ایک لکڑہارے کے بارے میں سنداً روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ
اس نے ایک جنگل میں ایک سانپ کو قتل کر دیا، تو جن اسکو اٹھا کر لے گئے اور اپنے
ایک بوڑھے شیخ کے سامنے پیش کیا اور دعویٰ کیا کہ اس نے ہمارے ایک چچازاد بھائی
کو قتل کر دیا ہے۔ لکڑہارے نے کہا میں نے قتل نہیں کیا، میں ایک لکڑہارا ہوں ایک
دن میرے سامنے ایک سانپ آگیا، میں نے اس کو ضرور قتل کیا ہے، جنات نے کہا
وہی تو ہمارا چچازاد بھائی تھا۔ بوڑھے شیخ نے فیصلہ دیا اس کو چھوڑ دو اور اس کو اسی
جنگل میں چھوڑ کر آؤ جہاں سے لائے ہو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

مَنْ تَصَوَّرَ فِیْ غَیْرِ صُوْرَتِہٖ فَقُتِلَ — جو بھی غیر صورت (انسان میں)
فَلَا عَقْلَ فِیْہِ وَلَا دِیَۃَ — مقتول ہوا اس میں نہ دیت ہے
اور نہ قصاص ہے۔

تمہارا بھائی سانپ کی صورت میں تھا، اور سانپ انسان کا دشمن ہوتا ہے۔ لکڑہارے
نے کہا کیا آپ نے حضور سے سنا ہے، فرمایا میں نصیبین کے جنات میں سے ایک ہوں
اب اس جماعت میں کا میں ہی ایک باقی ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ابو سراج قاضی قوص سے سنداً روایت
کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے گھر میں ایک سوراخ تھا جسمیں ایک خوفناک
سانپ تھا وہ نکلا اور میں نے اسکو مار دیا اور گھر کے قریب ڈال دیا، تو اچانک وہ وہاں
سے غائب ہو گیا۔ پھر جنات مجھکو اپنے قاضی کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ قاضی نے
کہا وہ کس صورت میں تھا، انہوں نے کہا سانپ کی شکل میں تھا۔ تو قاضی نے فیصلہ
دیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔

مَنْ زَیَّا لَکُمْ بِغَیْرِ زَیِّہٖ فَاقْتُلُوْہُ — جو تمہارے سامنے غیر ... صورت میں ظاہر ہوا اسے قتل کر دو

اس کے بعد قاضی نے میرے چھوڑ دینے کا حکم دیا اور فرمایا انکو انکے گھر پہونچا دو۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ابوطاہر کی سند سے روایت کیا ہے کہ بعض مشائخ میں سے ایک صاحب اپنے دوست کے ساتھ تفریح کے لئے نکلے، وہ ساتھی رفع حاجت کیلئے دور چلے گئے، اور بہت دیر کے بعد اس حال میں لوٹے کہ انکے حواس باختہ تھے۔ بہت دیر کے بعد انہوں نے بتلایا کہ میں ایک خرابہ میں چلا گیا تھا۔ میں نے وہاں ایک سانپ کو دیکھا تو میں نے اس کو قتل کر دیا۔ فوراً ہی کوئی چیز مجھکو پکڑکر ایک وحشت ناک جگہ لیگئی۔ اور وہاں ایک نہایت ہی خوبصورت بزرگ کے سامنے مجھے پیش کر دیا اور کہا کہ اس نے فلاں کو قتل کر دیا ہے۔ اس بزرگ نے کہا وہ کس صورت میں تھا۔ جواب دیا سانپ کی صورت میں تھا۔ تو قاضی نے کہا میں نے لیلۃ الجن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

من تصوّر فی صورۃ غیر صورتہ فقتل فلا شیٔ علی قاتلہ	تم میں سے جو کوئی اپنی صورت کے علاوہ دوسری صورت میں ہوا اور قتل کر دیا گیا تو اس کے قاتل پر کوئی چیز نہیں۔

اس کو چھوڑ دو انہوں نے چھوڑ دیا۔

ان تمام روایات میں، سرق کے واقعہ کے علاوہ واقعات تو مختلف معلوم ہوتے ہیں لیکن فیصلہ کرنے والا قاضی ایک ہی معلوم ہوتا ہے جس کی روایات کو راویوں نے روایت بالمعنیٰ کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت شاہ صاحب نے تین... واقعات ایسے ہی اور تحریر فرمائیں ہیں۔

ابوطاہر نے بالسند روایت کیا ہے کہ ابراہیم بن محمد القانی نے کہا ہے کہ میں نے سلیمان مودب جو اولادِ جن سے تھا، ان پر سورہ فاتحہ کی قرأت کی..... اور سلیمان مودب نے کہا کہ میں نے قاضی شمہورش قاضی الجنؒ پر

سورہ فاتحہ کی قرأت کی اور قاضی شہمودش نے کہا کہ میں نے سورہ فاتحہ کی قرأت جن پر یہ سورہ نازل ہوئی یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھکر سنائی۔

شاہ ولی اللہ نے روایت کیا ہے کہ مولوی عزیز اللہ نے مجھ سے بیان کیا اور ان سے مولوی مراد اللہ نے بیان کیا اور ان سے عبدالوہاب جزری جنی نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُم حتیٰ یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبْعاً لِمَا جِئْتُ بِہٖ	تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ اسکی خواہشات اس کے تابع نہ ہو جائیں جو میں لایا ہوں۔

شیخ ابوطاہر نے اپنے والد سے اور انہوں نے علامہ جلال الدین سیوطی سے اور انہوں نے عثمان بن صالح سے اور انہوں نے عمرو بن طلق جنی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ نے سورہ النجم پڑھی اور سجدہ کیا میں نے بھی آپکے ساتھ سجدہ کیا اور پھر میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر بیعت کی، اور صبح کی نماز پڑھی، آپ نے سورہ الحج پڑھی اور آپ نے سجدہ کیا اور اس میں آپ نے دو سجدہ کئے

حدیث مسبعات عشر

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا کہ مجھ سے شیخ ابو طاہر نے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے قشاشی سے اور انہوں نے شناوی سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبدالقادر سے۔ اور انہوں نے اپنے چچا جار اللہ بن عبدالعزیز سے اور انہوں نے جلال الدین سیوطی سے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے شیخ جلال الدین المقلیؒ نے خبر دی اور انہوں نے ابو اسحاق التنوجی سے اور انہوں نے ابوالعباس حجاز سے انہوں نے احمد بن یعقوب سے اور انہوں نے قطب الطریقت شیخ عبدالقادرؒ سے اور انہوں نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں عبدالرحمٰن بن حبیب حارثی سے انہوں نے سعید بن سعد سے اور

انہوں نے ابوطیبہ کرزبن وبرحارثی سے کہ وہ ابدال میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے دینی بھائی ملک شام سے آئے اور مجھے ایک ہدیہ پیش کیا۔ اور فرمایا اسکو قبول فرمایئے، اے کرز یہ بہت اچھا ہدیہ ہے، میں نے کہا میرے بھائی آپکو کس نے دیا۔ اس نے کہا ابراہیم تیمی نے دیا ہے، میں نے کہا آپ نے دریافت کیا تھا کہ ان کو کس نے دیا تھا فرمایا کہ میں بیت اللہ کے سامنے بیٹھا تسبیح و تہلیل میں مشغول تھا کہ ایک آدمی آیا اور سلام کرکے میری داہنی طرف بیٹھ گیا، میں نے ابتک اس سے زیادہ حسین اور اس سے زیادہ سفید لباس اور معطر آدمی نہیں دیکھا تھا، میں نے کہا آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا میں خضر ہوں، السلام علیک، مجھے آپ سے محبت ہے اور میرے پاس ایک ہدیہ ہے جو میں آپکو پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج غروب ہونے سے پہلے پڑھ لیا کرو۔

۱۔ سورۃ الحمدللہ ۷ بار
۲۔ " الفلق " "
۳۔ " قل اعوذ برب الناس " "
۴۔ " قل ہواللہ " "
۵۔ " الکافرون " "
۶۔ " آیۃ الکرسی " "
۷۔ سبحان اللہ والحمدللہ لاالہ الااللہ واللہ اکبر " "
۸۔ درود شریف " "
۹۔ استغفار " "
۱۰۔ اَللّٰهُمَّ اِفْعَلْ بِیْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّآجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا ،

وَالْعِزَّةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اَنْتَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ ہمار

اس کو صبح و شام روزانہ پڑھو ورنہ کم از کم عمر میں ایک دفعہ تو ضرور پڑھو۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بتلائیں کہ یہ ہدیہ آپکو کس نے دیا! فرمایا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ میں نے عرض کیا اس کا ثواب کتنا ہے! فرمایا جب آپکی ملاقات حضور سے ہو تو دریافت کر لینا۔

ابراہیم تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے آئے اور مجھے اٹھا کر لے گئے اور جنت میں داخل کر دیا۔ میں نے فرشتوں سے دریافت کیا کہ یہ سب کس کے لئے ہے ہیں۔ جواب دیا جو تیرا جیسا عمل کریگا۔ میں نے جنت کے پھل کھائے و پانی پیا۔ اتنے ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کہ آپکے ساتھ میں ستر حضرات انبیاء علیہم السلام تھے اور ستر جماعتیں فرشتوں کی تھیں ہر صف مغرب سے مشرق تک پھیلی ہوئی تھی۔ آپ نے مجھے سلام کیا اور ہاتھ پکڑا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے خضر نے خبر دی ہے کہ انہوں نے آپ سے یہ حدیث سنی ہے۔ فرمایا سچ ہے اور خضر جو کچھ بیان کرتے ہیں سچ ہے وہ عالِم الارض اور رئیس الابدال ہیں اور زمین پر اللہ کا لشکر ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور جس نے یہ سب کچھ کیا اگرچہ خواب میں نہ دیکھا ہو۔ تو کیا اس کو بھی یہ سب کچھ ملیگا جو مجھے خواب میں ملا ہے۔ فرمایا قسم ہے اس ذات جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنایا ہے۔ اس کو بھی وہ سب کچھ ملیگا جو تجھے ملا ہے اگرچہ اس نے خواب میں نہ دیکھا ہو اور نہ مجھے دیکھا ہو۔ اور اس کے تمام کبائر کو معاف کر دیا جائیگا اللہ اس سے اپنے غصہ کو اٹھالیگا اور اصحاب الشمال کو حکم دیگا کہ اس کے گناہ نہ لکھو ایک سال تک اور قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی بنایا ہے اس کا کوئی سعید ہی پابند ہوگا اس واقعہ کے بعد ابراہیم تیمی چار ماہ زندہ رہے نہ ان کو بھوک تھی اور نہ پیاس تھی یعنی وہ کھانے پینے سے بے نیاز تھے۔

علم سیکھنا اور سکھانا

وہب بن منبہ نے بیان کیا ہے کہ امام حسن بصری کی حج کے زمانے میں مسجد خیف میں مجلس ہوتی تھی ایک رات کو دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ایک طائر وہب بن منبہ کے پاس آ بیٹھا اور السلام علیکم کہا انہوں نے جواب دیا وعلیکم السلام اس سے وہب سمجھ گئے کہ وہ جن ہے۔ وہب نے پوچھا آپ کون ہیں؟ جواب دیا میں مسلمان جنوں میں سے ہوں۔ فرمایا کیا ضرورت ہے؟ بولا کیا آپ اپنی مجلس میں شرکت اور علم سکھانے میں کوئی حرج جانتے ہیں۔ ہمارے یہاں آپ کے بہت رواۃ ہیں اور ہم آپ لوگوں کے ساتھ بہت معاملات میں شریک رہتے ہیں۔ مثلاً نماز، جہاد، عیادتِ مریض، جنازہ۔ حج عمرہ وغیرہ اور ہم آپ سے علم سیکھتے ہیں اور آپ سے قرآن سنتے ہیں۔ وہب نے کہا تمہارے یہاں کون راوی افضل ہے۔ کہا اس شیخ یعنی حسن بصری سے روایت کرنے والے۔ جب حسن بصری وہب کی طرف متوجہ ہوئے بولے۔ ابو عبداللہ کس سے باتیں کر رہے تھے؟ جواب دیا بعض ہم نشینوں سے اور وہ جن تھے اس کے بعد پورا واقعہ سنایا اور بتلایا کہ آپ سے روایت کرنے والے بہت افضل ہوتے ہیں۔ تب حسن بصری نے جواب دیا کہ اس بات کو کسی سے روایت نہ کریں اس کے بعد وہب بن منبہ کی حج کے زمانے میں ہر سال اس جن سے ملاقات ہوتی تھی یحیی بن ثابت نے روایت کیا ہے۔ حج کے زمانے میں۔ میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے معلوم ہوا کہ وہ جنات میں سے ہے۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جنات امراض کا علاج بھی بتا دیتے ہیں صاحب آکلم المرجان نے ابن ابی الدنیا کی سند سے چند واقعات ذکر کیے ہیں کہ چوتھیا بخار کا علاج پانی کی مکڑی ہے جو بعض دفعہ پانی کے اوپر پھرتی نظر آتی ہے اسکو پکڑ کر مریض کے بائیں بازو میں باندھ دو۔ ایسا ہی کیا گیا تو بخار کو آرام ہوگیا۔

حضرت شاہ عبد العزیزؒ

حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے متعلق جنات و پری کے کافی واقعات

جن میں سے چند واقعات کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے۔

ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد دو اشخاص نوجوان نے حضرت مولانا سے ایک بہت مشکل مسئلہ دریافت فرمایا آپ نے اس کا جواب دیا اس پر ان دونوں نے کہا کہ آپ درست فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تمکو اس کا علم ہے۔ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ تمنے کیونکر جانا کہ درست ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے یہ مسئلہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے پوچھا تھا آپؓ نے اسی طور فرمایا تھا۔ مولانا نے پوچھا جب تمہاری کتنی تھی؟ جواب دیا پانچسو برس تھی پھر وہ غائب ہو گئے وہ دونوں جن تھے۔

حضرت کے یہاں ایک طالب علم تھا اس پر ایک پری فریفتہ تھی ایک دن اس نے طالبعلم سے کہا تیرا میرا راز افشا ہو گیا اور اس پر ایک بڑا جن جو کہ زبردست عامل ہے تجویز ہوا ہے اس وجہ سے کہ یہ مکان شاہ عبد العزیزؒ کا ہے اور وہ آج آکر تم کو مار ڈالیگا۔ اس طالب علم نے مولانا رفیع الدین (مولانا کے بھائی) سے عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم قرآن کریم کھول کر تلاوت کرو۔ وہ گیا اور حجرے میں چراغ جلا کر قرآن کریم کی تلاوت کرنے بیٹھ گیا۔ یکایک ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا۔ اس نے غل مچانا شروع کر دیا کہ کوئی میرا گلا گھونٹتا ہے۔ اور طالب علم دوڑے اور چراغ سے دیکھا کہ قرآن شریف طاق میں رکھا ہے اور طالب علم پڑا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پری آئی اور کہنے لگی آج تو چھوڑ گیا لیکن کل ضرور مار ڈالیگا۔ دوسرے دن بھی وہ اسی طرح بیٹھا زور کی ہوا چلی لیکن پھر ٹھہر گئی۔ وہ پری پھر آئی اور کہنے لگی فی الحقیقت وہ تیرے مار ڈالنے کو آیا تھا لیکن دو جن بادشاہ کی طرف سے تعینات ہیں کہ بروز جمعہ مولانا کا وعظ سن کر رات کو بادشاہ کو سناتے ہیں وہ آج بادشاہ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ فلاں جن جو بڑا عامل ہے شاہ عبد العزیز صاحب کے مقابلہ کو گیا ہے۔ بادشاہ نے یہ سنکر

دو بڑے جنوں کو حکم دیا کہ اس کو پکڑ لاؤ۔ چنانچہ اس کو بادشاہ کے حکم سے قید کر دیا گیا۔
ایک شخص نے مولانا سے آکر عرض کیا کہ میرے اور میری بیوی کے درمیان کمال درجہ کی محبت تھی بوقت شب اس کو پیشاب کی حاجت ہوئی اور مجھکو ساتھ کر لیا وہ پائخانہ گئی اور میں باہر دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے آواز سنی کسی نے کہا اسے جھو اس کو لیجا۔ پھر جب دیر ہو گئی تو میں نے پائخانہ میں جاکر دیکھا تو وہ غائب تھی کچھ پتہ نہ ملا تو لاچار ہو کر میں تڑپنے لگا آخر شش نہایت لاچار اور مضطرب ہو کر آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں طاقت ایکدم صبر کی نہیں۔ مولانا صاحب نے فرمایا رات ہو جانے دو جب رات ہو گئی تو مولانا نے فرمایا کہ فلاں محلہ میں مجلس سرور ہے وہاں جاکر بیٹھ جاؤ جب مجلس برخاست ہو گی تو سب خلقت چلے گی۔ اس کے بعد طوائف آدینگی اور سب سے پیچھے ایک ضعیف شخص ان طوائفوں کا اسباب لئے ہوئے آئیگا یہ رقعہ جو میں تم کو دیتا ہوں انکو دیدینا۔ اس نے ایسا ہی کیا بعد آدھی رات کے وہ بزرگ تشریف لائے یہ رقعہ اس نے ان کو دید اس کو دیکھ کر یہ بہت خفا ہوئے اور پھر اس کو اپنے سر پر رکھا اور خزف ریزہ منگا کر اس پر کچھ لکیریں کھینچیں اور فرمایا ان دونوں ٹھیکریوں کو یہاں ڈالدو تم کو طرح طرح کی شکلیں اور عجیب طرح کی خلقت نظر آئیگی تم کچھ خوف نہ کرنا۔ آخر ایک شخص تخت نشیں آئیگا یہ ٹھیکریاں اس کو دور سے دکھادینا۔ اس نے ایسا ہی کیا اس تخت نشیں نے ایک آدمی بھیج کر اس کو بلالیا۔ پوچھا اور بہت خوش ہوا اور کہا تیرے سبب سے یہ حکم میرے حضرت کا میرے نام آیا بعدہٗ بادشاہ نے حکم دیا کہ دیکھو کوئی شخص غیر حاضر ہے۔ چنانچہ ملازمان بحری و بری میں سے صرف ایک شخص کو غیر حاضر پایا۔ بموجب حکم وہ بلایا گیا۔ اسنے عرض کیا کہ فی الحقیقت میں اڑ چلا جاتا تھا کہ ایک شخص نے میرا نام لیکر کہا اس کو لیجا تب میں اس عورت کو لے گیا۔ مگر وہ میری ماں برابر ہے میں نے اس کی خدمت کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا اور پھر مذکور ایک سقہ تھا اس شخص مدعی نے اسکی تصدیق

پھر بادشاہ نے اس عورت کو اسکے شوہر کے حوالہ کیا اور بہت سامان دیکر اس کو رخصت کیا اور چھچھو جن کا قصور معاف کر دیا۔

اسی طرح نواب سعادت حسین یار خاں جو رؤسا دہلی میں سے تھے اور حسن خدا داد میں مشہور تھے۔ اپنے مکان میں سو رہے تھے کہ یکایک کمرے کے دروازے جو کہ بند تھے از خود کھل گئے اور ایک عورت کہ جس کے چہرہ پر نظر خیرگی ہوتی تھی با زیور و لباسِ عمدہ نہایت چستی و چالاکی سے نواب صاحب کے پاس آ بیٹھی اور کہنے لگی کہ میں سلطان محبوب شاہ کی دختر ہوں جو کوہ قاف کے مغربی علاقہ کے جنات کا... بادشاہ ہے۔ ایک عرصہ سے تمہاری دالدادہ ہوں۔ ہر چند چاہا اور کوشش کی کہ تمہارے پاس آؤں مگر کوئی ایسا دلخواہ موقع جیسا کہ آج حاصل ہے ہاتھ نہ آیا۔ اب میری تمنا یہی ہے کہ اپنا مدعا دلی حاصل کروں اور جس طرح کہ غم کھایا ہے اسی طرح خوشی سے اس کا بدلہ کروں۔ اگرچہ نواب کو طرح طرح کے اندیشوں نے گھیرا مگر ایسے موقعوں پر منہیات سے بچا اور ہمت سے لاحول پڑھ کر ان تمام شیطانی وسوسوں کو دفع کرنا بجز خدا تعالےٰ کی نصرت کے ممکن نہیں۔ چنانچہ نواب صاحب بلا تامل عشرت میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد سے یہ عورت اسی وقت معینہ پر آنے لگی۔ اور بعد کامیابی چلی جاتی۔ جب اسی روش پر تقریباً ایک سال گذر گیا تو ایک شب خلاف معمول پریشان حال آئی اور بولی اے عزیز جلدی اُٹھ اور اپنی جان کی حفاظت کی کوئی تدبیر کر کیونکہ میرا باپ اس بھید سے واقف ہو گیا ہے۔ اور غضبناک ہو کر ایک دیوزاد کو تیری ہلاکت کے لئے معین کر دیا ہے۔ اور غالباً آج صبح تک تجھ کو زندہ نہ چھوڑینگے۔ اور یہ میری آخری ملاقات ہے یہاں سے رخصت کے بعد مجھے مضبوط زنجیروں میں قید کر دیا جائیگا۔ مگر یاد رکھنا ایکدن اسی حالت میں تیرے فراق میں جان دیدونگی یہ کہکر وہ رخصت ہو گئی۔ ادھر نواب صاحب نہایت گھبرائے ہوئے ننگے پاؤں اور ننگے سر اضطرابی حالت میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے آستانہ کی طرف دوڑے

جب وہاں پہونچے تو خادموں نے ہر چند اندر جانے منع کیا مگر اپنی غرض باؤلی نہ کسی
کی سنی اور نہ اپنی کہی بے اختیار جس کمرہ میں حضرت شاہ صاحب مراقب تھے جاکر قدموں
پر گر گیا۔ مولانا بھی مراقبہ سے ہوشیار ہوگئے نواب کی مضطرب حالت دیکھکر گویا ہوئے
تمہارا اس وقت ایسی حالت میں آنا کسی افتاد سے خالی نہیں۔ فرمایئے کیسے آنا ہوا اوس
نے تمام حال پُر ملال مفصلاً مولانا کے گوش گذار کر دیئے۔ حکم ہوا کہ اگرچہ تمہارا کردار
ایسی ہی سزا کا مستحق ہے۔ مگر فقیر کسی ملتمس کی التجا کو رد نہیں کرتا عادت جبلی اور جد
امجد کی ہدایت بھی اسی طرح ہے۔ خیر اس کی معقول تدبیر کیجائیگی آج کی شب تم اس
فقیر کے مکان میں آرام کرو۔ بلکہ فلاں حجرہ میں استراحت فرماؤ جو ہمارے حجرے
سے قریب ہے۔ تھوڑی دیر میں فقیر اس عورت کے باپ کو بلاکر تمہاری جان بخشی کرادیگا
تم اطمینان رکھو۔ چنانچہ نواب صاحب دلجمعی کے ساتھ وہاں سے اٹھے اور حجرہ میں
نصف پلنگ زیر آسمان اور زیر چھت بچھاکر آرام کیا، قریب تھا کہ غافل ہوکر سو
جائیں یکایک ایک بھاری پتھر زور سے نواب صاحب کی پائنتیوں پر آکر گرا
دھماکے کی آواز سے تمام حضرات نیند سے بیدار ہوگئے اور نواب صاحب بدحواس ہوکر
جناب شاہ صاحب کے اوپر آگرے اور بے ہوش ہوگئے۔ جناب مولانا صاحب نے کچھ پڑھکر
دم کیا تو فوراً ہوش میں آگئے تو دیکھا کہ علاوہ شاہ صاحب پانچ اشخاص سردار صورت
نہایت قوی الہیکل باادب ... حضور دست بستہ سر جھکائے کھڑے ہیں حضرت
نے فرمایا یہی شخص تمہارا مجرم ہے اور مجھے آپ صاحبوں کی خدمت میں بطور
شفارسی پیش کر کے اپنی تقصیر کی معافی چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کی خطا سے درگزر
فرماکر جان بخشی فرمادیجئے۔ اب یہ میرے پاس آپڑا ہے۔ اگر آپ میری عرضی
قبول نہ فرمائیں گے۔ تو جیسی ذلت اسکے ذریعہ آپکو پہونچی ہے ویسی ہی ذلت یہ
فقیر آپکے ہاتھ سے اپنی محسوس کریگا۔ چنانچہ یہ لوگ اس کلام سے نہایت منفعل ہوئے
اور شاہ صاحب کے قدم پر گر کر اور نواب کی خطا سے درگزر کرتے ہوئے وہاں سے غائب ہوگئے

حضرت سُلیمانؑ

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف مندرجہ ذیل سورتوں میں آیا ہے۔

۱۔ سورۃ البقرہ آیت، ۱۰۲۔
۲۔ " النسار " ، ۱۶۳۔
۳۔ " انعام " ، ۸۵۔
۴۔ " انبیار " ، ۸، ۹، ۸۱
۵۔ " نمل " ، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۳۶، ۴۴۔
۶۔ " سبار " ، ۱۲۔
۷۔ " ص " ، ۳۰، ۳۴۔

ہمارے لئے یہی معیار ہے، اسی کے ساتھ ان آیات کی تفسیر جس قدر صحیح احادیث سے ہوتی ہے وہی کافی ہیں۔ ان کے علاوہ عجائب پسندی اور عجائب نگاری نہ ہمارے مفید ہے اور نہ اس میں کوئی ہدایت ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند ہیں، اور اپنے والد بزرگوار کے بعد بادشاہ اور جانشیں ہوئے، قرآن شریف نے اسی جانشینی کو بیان کیا ہے

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ (النمل) اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے

ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہاں وراثت سے مراد وراثت نبوت اور سلطنت ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ولادت ۱۰۳۵ سنہ قم ہے اور وفات ۹۷۵ سنہ قم ہے آپ نے چالیس سال حکومت کی۔ آپ نہایت ہی ذہین اور معاملہ فہم اور انصاف کرنے والے تھے۔ آپکے فیصلہ کا ایک واقعہ قرآن شریف میں بھی ہے۔ اگر مذکورہ تمام آیات کو ایک جگہ جمع کرلیا جائے تو ایک تفصیلی داستان مرتب ہوجائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنات پر بھی تسلط عطا فرمایا تھا اور ہوا بھی آپکے لئے مسخر کردی تھی واضح رہے کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے وہی معجزات عطا فرمائے تھے جو۔۔

اس زمانہ کی ضرورت تھی، اور اس زمانے کے غلط اور بیہودہ حالات کا رد ان سے ہوتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں سحر اور جادو کا بہت زور تھا۔ اور یہی حال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپکا جنات اور ہوا پر تسلط عطا فرمایا تھا۔ جنات کی مدد سے آپ نے بڑے بڑے کام انجام دیئے تھے بیت المقدس کی تعمیر میں بڑے بڑے پتھر جو بلندیوں پر نصب ہیں۔ وہ جنات کی تعمیر کا پتہ دیتے ہیں۔

۱۔ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَنْ يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ۔	اور سرکش جنوں میں سے ہم نے مسخر کر دیئے جو سلیمان کے لئے سمندروں میں غوطہ لگاتے اور اس کے علاوہ اور بہت سے کام انجام دیتے۔
۔انبیاء۔	
۲۔ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ (سبا)	جنات میں سے بھی تھے جو سلیمان کے سامنے اس کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے۔
۳۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ۔ ۔النمل۔	اور جمع کر دیئے تھے سلیمان کے لئے، اس کے لشکر جنوں۔ انسانوں اور پرندوں میں سے اور وہ ٹکڑیوں میں تھے۔

مندرجہ بالا آیات اور دوسری آیات سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنات سے تعمیری کام لینا ثابت ہے لیکن ہمارے مفسرین نے اسرائیلی روایات سے جو تفصیل بیان کی ہے وہ عجائبات میں سے ہیں جو محض اسرائیلی افسانہ نگاری ہے اور کچھ نہیں۔ قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

"قوم جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تخت کو اس کاریگری سے بنایا تھا کہ تخت کے نیچے دو زبردست خونخوار شیر کھڑے تھے، اور دو گدھ (نسر) معلق تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے کے لئے تخت کے قریب آتے تو دونوں شیر اپنے بازو پھیلا کر بیٹھ جاتے۔ اور تخت نیچا ہو جاتا اور آپ بیٹھ جاتے تو شیر پھر کھڑے ہو جاتے، اور فوراً ہی ہیبتناک گدھ اپنے پروں کو پھیلا کر.... سر پر سایہ فگن ہو جاتے۔" الخ (بیضادی سورہ سبا)

یہ اسرائیلی روایت ہے اور ایک من گھڑت افسانہ ہے۔ اور ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری کی اہمیت ثابت کرنے لئے ایک اسرائیلی روایت ہے، اس روایت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے مدفن کی ہیئت اس طرح بیان کی ہے۔

"ایک تہ خانہ میں تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام لیٹے ہوئے ہیں، انگوٹھی بدستور انگلی میں ہے اور بارہ محافظ اردگرد کھڑے ہیں اور پہرہ دے رہے ہیں" معجم القرآن ص۲۴۸

ایسے ہی ملکہ سبا کو جس کو قرآن شریف نے 'امراۃ تملکھم' بیان فرمایا ہے اس کا نام ملکہ بلقیس رکھا اور کہا کہ اس کی ماں جنی تھی اور اس کا باپ ملک سبا کا بادشاہ انسان تھا۔ اسی طرح کی ہزاروں داستانیں جو صرف افسانہ اور گھڑنت ہیں تفسیر کی کتابوں اور اسلامی لٹریچر میں داخل ہو گئی ہیں اور عرصہ دراز سے نقش سلیمانی۔ تخت سلیمانی۔ اور خاتم سلیمانی وغیرہ سیکڑوں ناموں سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کر دی ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام (نعوذ باللہ) ایک جادوگر تھے۔ قرآن شریف نے اس کی بہت واضح تردید کی ہے۔ جس کا ذکر آتا ہے۔

ہماری مختصر سی داستاں سے
مرتب ہو گئے کتنے فسانے

تسخیرِ جنّات

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے

١۔ ومن الشیاطین یغوصون لہٗ ویعملون عملاً دون ذٰلك وكنا لهم حافظین

اور شیاطین سلیمان کے لئے غوطہ لگاتے اور اسکے علاوہ کام کرتے اور ہم ہی انکو قبضہ میں رکھنے والے ہیں

٢۔ حشر لسلیمان وجنودہٗ من الجن والانس والطیر فهم یوزعون

اور جمع کردیا ہم نے سلیمان کیلئے اسکا لشکر جنات، انسان پرندے پس وہ سب جماعتوں میں تھے

٣۔ ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ ومن یزغ منهم عن امرنا نذقہ من عذاب السعیر یعملون لہٗ ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان كالجواب وقدور راسیات اعملوا آل داوٗد شكراً

اور جنات میں سے کچھ وہ تھے جو اسکے سامنے کام کرتے اپنے رب کے حکم سے اور ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے نافرمانی کرتا ہم اسکو دوزخ کا عذاب چکھائیں گے عمل کرتے وہ جو وہ چاہتا محراب تمثال دیگ بہت بڑی اور جمی ہوئی ہانڈیاں اے اہل داؤد شکر والے کام کرو

٤۔ والشیاطین كل بناء وغواص وآخرین مقرنین فی الاصفاد

اور شیطان ہر کام کے معمار غوطہ لگانے والے اور دوسرے بندھے ہوئے زنجیروں میں

٥۔ وقال عفریت من الجن انا آتیك بہٖ قبل ان تقوم من مقامك

اور بولا ایک عفریت جن میں لاؤں گا اسکو اس سے پہلے کہ آپ یہاں سے اٹھیں۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے

تابع تھے ایسے ہی پرندے اور ہوا بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے مسخر تھے۔
یاد رہے ہر ایک پیغمبر کو اس کے زمانے کے تقاضوں کے مطابق معجزہ عطا ہوتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ وہ زمانہ ہے کہ یہودی عجائب پرستی میں اور سحر میں پھنسے ہوئے تھے اسی طرح سحر اور جادوگری کے بھی شوقین تھے اس لیئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو ایسے معجزے عطا فرمائے جو عجائب پرستی کا رد تھے جنات اور پریوں پر قبضہ سحر کا ازالہ وغیرہ امور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا قبضہ تھا۔
اسی بنا پر یہود نے مشہور کر دیا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جادوگر تھے اور جادو کے زور سے حکومت کرتے تھے اسی کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بریت فرمادی ہے

وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین	اور سلیمان نے کفر نہیں کیا لیکن شیاطین
کفروا یعلمون الناس السحر	نے ہی کفر کیا کہ وہ لوگوں کو سحر سکھاتے تھے [1]

ھاروت و ماروت کے بارے میں

اکثر مفسرین نے ان کو دو فرشتے قرار دیا ہے جو کہ زہرہ مشتری دو رنڈیوں کے عشق میں مبتلا ہو گئے تھے اس جرم میں انکو مسخ کر کے بابل کے کنویں میں قید کر دیا تھا جو آدمی ان سے سحر سیکھنا چاہتا تو پہلے یہ اسکو نصیحت کرتے اور سکھلاتے تھے لیکن علماء محققین اور مفسرین نے اس کہانی کو اسرائیلی خرافات قرار دیا ہے بعض محققین نے ان کو فرشتہ نہیں بلکہ دو نیک مرد قرار دیا ہے۔
بات دراصل یہ ہے کہ یہودیوں کی اچھی خاصی تعداد مصر میں بھی جادوگر تھی

---

[1] ہم نے اپنی ایک کتاب "تفسیر تقریر القرآن" میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بریت اور فرشتوں کی بریت پر قابل ستائش دلائل بیان کیے ہیں۔

اور جب وہ ملک شام میں پہونچے تو یہاں بھی اسی جادوگری کو شروع کر دیا۔ کرتے یہ تھے کہ درمیان میاں بیوی کے جدائی کرا کے کسی کو کسی کے ذمہ اور کسی کو کسی کے ساتھ کر دیتے زنا اور عشق بازی کے دھندے گرم تھے اور اس سے ان کی دوکانداری خوب چلتی تھی ایک عجیب ہڑبونگ پیدا کر دیا تھا اسی سحر بازی ..... اور مجائب پرستی کے رد میں حضرت سلیمان علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ کیا کہ ان کی جادوگری کی کتابیں اور تھیلے کر زمین میں دفن کر دئے اور اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ چوری نہ ہو جائیں اسی پر اپنا تخت نصب کرا لیا تھا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو جنات کی نشاندہی پر کتابوں کا وہ دفینہ برآمد کر لیا گیا اسوقت انہوں نے یہ مشہور کر دیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جادوگر تھے۔ اور سحر بھی آسمان سے نازل ہونے والا ایک علم ہے اس تردید کے لئے کہ سحر آسمانی علم نہیں بلکہ شیطانی علم ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام جادوگر نہیں بلکہ رسول تھے اور ایسے ہی ھاروت وماروت فرشتے نہیں تھے کی تردید میں قرآن شریف میں چند آیات نازل فرمائی ہیں اور چونکہ تردید مقصود تھی اس لئے وہی نام نقل کئے جو یہودیوں میں رائج تھے۔ یعنی نقل کفر کفر نباشد والامعاملہ

۱۔ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علیٰ ملک سلیمان	اور پیچھے پڑ لئے اس علم کے جو حکومت سلیمان کے وقت پڑھا جاتا تھا۔
۲۔ وما کفر سلیمان ولکنّ الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر	اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن کفر کیا شیطانوں نے جو لوگوں کو سحر سکھلاتے تھے
۳۔ وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت	.... جو اترا دو ملک ھاروت وماروت پر بابل میں
۴ وما یعلمان من احد حتی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر	اور نہیں سکھلاتے وہ دونوں کسی کو تاآنکہ کہدیتے ہم آزمائش ہیں تم کفر نہ کرو
۵ فیتعلمون منہما ما یفرقون بین المرء وزوجہ	پس سیکھ لیتے ان دونوں سے وہ چیز جس سے تفرقہ ہو جائے خاوند اور بیوی میں

۶- يتعلمون ما يضرهم ولا ينفعهم — اور سیکھ لیتے وہ چیز جو انکے مضر تھی نہ کہ نفع مند۔

ان آیات کی تفسیر صاحب روح المعانی نے چند طرح کی ہے۔ ہمارے نزدیک وہی تفسیر معتبر ہے جسمیں حضرت سلیمان علیہ السلام اور فرشتوں کا تقدس برقرار رہے کیوں کہ ہمارا عقیدہ ہے انبیاء معصوم ہوتے ہیں اس لئے حرام فعل ان سے ممکن نہیں۔ فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں ان سے بھی ارتکاب حرام (سحر) اور ارتکاب عشق ممکن نہیں۔ فرشتہ ہمیشہ معصوم ہی رہتا ہے اسمیں انسانی خواص پیدا نہیں ہو سکتے خواہ وہ انسانی شکل میں آجائے ہماری اس رائے کی تائید قرآن شریف سے ہوتی ہے۔

اس بارے میں ہم نے پوری تفصیلی بحث اپنی تفسیر تقریر القرآن میں کی ہے اس جگہ اس میں سے صرف ایک صورت کو نقل کیا جا رہا ہے۔ وہ یہ کہ وما انزل میں ما نفی کا ہے اور ما یعلمان میں بھی ما نفی کا ہے اور فیتعلمون کا مفعول بہ محذوف ہے اور ما یفرقون میں ما موصولہ ہے اور مبہم ہے اسطرح مطلب یہ ہے کہ

نہیں نازل کیا دونوں فرشتوں پر بابل میں جن کا نام ہاروت و ماروت تھا اور نہیں سکھاتے تھے وہ سحر کو حتی کہ کہدیتے ہم فتنہ ہیں تم کفر نہ کرو اور سکھاتے وہ چیز جس سے تفریق ہو جائے میاں بیوی میں۔

یعنی وہ سحر کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ تھا جو سکھلاتے تھے۔ اس طرح ہاروت اور ماروت فرشتوں کی برئیت ہو گئی۔ جواہر القرآن میں علامہ طنطاوی نے نحوی اعتبار سے تقدیم اور تاخیر مان کر ہاروت و ماروت کو ملکین سے بدل قرار دیا اور ہاروت و ماروت کو فرشتہ نہیں بلکہ کچھ اور قرار دیا۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں ہماری کتاب تفسیر تقریر القرآن ص ۲۲۰/۱۷۰ تا ص ۲۲۱/۱۷۰ میں)

جنات سے حفاظت

احادیث کی کتابوں میں حضرت معاذ بن جبل کا واقعہ ذکر ہوا ہے کہ وہ رات کو صدقہ کی کھجوروں کی نگرانی کیا کرتے تھے اور جنات روزانہ آکر کھجوروں کو اٹھانے کی کوشش کرتے۔ ایک دن حضرت معاذ نے اسکو پکڑ لیا تو بولا میں عیال دار ہوں۔ بوڑھا ہوں۔ اہل نصیبین کے جنات سے ہوں اور آپ چھوڑ دیجئے! اور کہا رات کو جو کوئی خاتمہ سورۂ بقرہ پڑھے اس گھر میں جنات داخل نہ ہوں گے

آخری سورۃ بقرہ سے مراد سورۃ بقرہ کا آخری رکوع ہے۔ عمرو بن ابی کعب نے اپنے دادا ابی بن کعب کا واقعہ اسی قسم کا بیان کیا ہے۔ اس میں آیۃ الکرسی پڑھنے کو بتلایا ہے۔ اسی طرح متعدد اسناد سے متعدد واقعات سورۃ بقرہ کے آخری رکوع اور آیۃ الکرسی کے بارے میں مروی ہیں۔ بعض روایات میں یہ کلمات بھی مروی ہیں۔

۱۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ وَکَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَاسْتَمْسَکْتُ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۳ مرتبہ

۲۔ شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۳ مرتبہ

۳۔ میں عرض کرتا ہوں حزب البحر اور اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ ۹۹ اور معوذتین پڑھنا بھی مفید ہے۔ ان آیات اور اسماء اور ادعیہ کے لئے عامل ہونا ضروری نہیں بلکہ مسلسل کم از کم دس دن تک دم کر کے پانی پلانا اور تیل پر دم کر کے تیل کی مالش کرنا اور پھر اسی پڑھے ہوئے پانی سے غسل دینا کافی ہے۔ اگر روزانہ غسل کرنے اور مالش کرنے میں کوئی عذر ہو تو سر پر تیل کی مالش کی جائے اور وضو کر لینا اور پانی پینا چاہیئے۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ سحر کیلئے ان آیات کو پڑھنا چاہیئے جن میں سحر کا ذکر ہے

معالجات

۱۔ استعاذہ مثلاً اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وغیرہ

۲۔ قرأۃ معوذتین

۳۔ قرأۃ آیۃ الکرسی

۴. خاتمہ سورہ بقر کی قرأۃ

۵. سورہ المومن کا پہلا رکوع۔

۶. لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شیء قدیر ۱۰۰ سو مرتبہ

۷. ہر وقت باوضو رہنا اور ہر دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی ۳ بار اور دوسری رکعت میں چاروں قل ۲۰ بار

ان آیات کو پڑھے اور پانی پر دم کرکے پیئے اور غسل بھی کرے ورنہ وضو ضرور کرے یاد رہے کہ تلاوت قرآن پاک دفع شر شیاطین اور جنات کے لئے بہت اثر کرتا ہے اور مفید ہے اسی کیساتھ اصلاح جسم بھی ہونا ضروری ہے۔ مثلاً خون کی صفائی کیلئے ہلیلہ سیاہ ۶ ماشہ رات کو سوتے وقت گرم پانی کے ساتھ تین دن کھانے کے بعد خمیرہ ابریشم سادہ ایک تولہ اطریفل اسطوخدوس ۶ ماشہ کھانے کے بعد۔ شربت افتیمون شربت شہد خالص گرم کرکے پیئے اور کم از کم بیس دن ان چیزوں اور مذکورہ اذکار کو عمل میں لائے۔ انشاء اللہ شفا ہوگی۔

بعض مشائخ کے عملیات میں ہم نے دیکھا ہے کہ وہ سات کنوؤں کا پانی جمع کرکے چوراہوں پر رات گیارہ بجے نہلواتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس عمل میں فائدے کے بجائے نقصان ہوگا یہ عمل خود بتلا رہا ہے کہ اسمیں توہمات شرکیہ کی آمیزش ہے۔

بلکہ اوپر گذر چکا ہے کہ بارش کے پانی کو استعمال کرنا چاہیئے اسمیں شفاء ہے غسل پردے کیساتھ کرنا چاہیئے۔ چوراہوں پر غسل کرنا ایسا ہی ہے جیسا بندر نچانا ہم اس قسم کی خرافاتی رسومات عملیات اور ٹوٹکوں کو پسند نہیں کرتے۔

عملیات پر اجرت

جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ خرافاتی اور غیر شرعی، ٹوٹکے، تعویذات ناجائز ہیں اور ناجائز کاموں پر اجرت بھی ناجائز ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابوبکر رضؓ کا ایک غلام تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اس کی اجرت استعمال کر لیا کرتے

تھے ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا اور اس نے حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں پیش کردی، آپ نے اس کو کھالیا۔ غلام نے کہا آپکو معلوم ہے کہ یہ کس اجرت کی ہے! آپ فرمایا نہیں۔ تب اس غلام نے کہا۔

۱۔ کنت تکھنت فی الجاہلیت وما احسن الکہانۃ الا انی خدعتہ فلقینی فاعطانی بذلک فھذا الذی اکلت منہ، قالت فادخل ابو بکر یدہٗ فقاء کل شیٔ فی بطنہٖ۔ مشکوٰۃ، بخاری۔

میں زمانہ جاہلیت میں کہانت کا کام کرتا تھا، اور کہانت میں جانتا نہیں تھا، میں نے اس کو دھوکا دیا تھا۔ اب وہ مجھے ملا تو اس نے مجھے یہ چیزیں دیں، جو آپ نے کھائی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابو بکرؓ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور پیٹ میں جو کچھ تھا قے کردیا

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نزدیک یہ مال حرام تھا۔ حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جو علاج کرنا نہیں جانتے اور علاج کرنے لگتے ہیں۔ اور شرعی طور پر عامل بھی نہیں ہیں اور تعویذ لکھتے اور جھاڑ پھونک کرتے ہیں ان کی اجرت ناجائز اور حرام ہے۔

۲۔ عن عبادہ بن الصامت، قلتُ یارسول اللّٰہ رجلٌ اھدیٰ الیَّ قوساً ممّن کنتُ اُعلّمہ الکتاب القرآن ولیستْ بمال عَلَیہا فی سبیل اللّٰہ، قال ان کنتَ تحب ان تطوق طوقاً من نار فاقبلہا۔ (مشکوٰۃ از ابوداؤد)

عبادہ بن صامت کہتے ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک آدمی نے مجھے کمان ہدیہ میں دی جسکو کہ میں قرآن پڑھاتا تھا۔ اور وہ کوئی خاص مال بھی نہیں ہے، میں اس سے اللہ کی راہ میں جہاد کرونگا آپ نے فرمایا کہ اگر تو یہ پسند کرے

کہ آگ کا طوق تیرے گلے میں ہو
تو قبول کرلے۔

اسی پر قیاس کریں کہ ناجائز اور غلط عملیات سے جو اجرت حاصل کرتے ہیں
ان کا کیا حال ہوگا! بلا شبہ ہم نے بہت دیکھا ہے کہ ان عملیات اور تعویذ والوں کے آخر عمر میں
حواس خراب ہو جاتے ہیں اور ان کے گھر اجڑ جاتے ہیں۔ حرام میں برکت اور خیر کہاں سے آئیگی
رہی یہ بات کہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے، کہ کسی کے سانپ یا بچھو نے کاٹ
لیا تھا تو بعض صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے سورہ فاتحہ پڑھکر دم کیا تو آرام ہو گیا، اس پر انکو ایک
بکری ہدیہ میں پیش کی گئی تو اسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 'رقیہ حق' فرمایا۔ اور اس کے کھانے
کو جائز قرار دیا۔ ملا علی قاری نے بھی مرقاۃ میں رقیہ حق کو جائز قرار دیا ہے۔
ہماری گذارش یہ ہیکہ مذکورہ واقعہ میں بکری ہدیۃً پیش کی گئی تھی۔ کہاں اجارہ اور
کہاں ہدیہ۔ ملا علی قاریؒ کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ یہ جواز صرف جائز
قسم کے تعویذات جو قرآنی آیات اور احادیث سے منقول ہیں انہیں تک محدود رہے گا۔
گنتی وغیرہ اور غیر مفہوم المعنیٰ، یا کلمات واھیہ کے ذریعہ رقیہ اور تعویذات، حاضرات
اور فال وغیرہ دم کرکے کپڑوں کی پیمائش یا پیر کے نقش کی پیمائش اور اس کے بڑے
یا چھوٹے ہونے پر مختلف احکامات یہ سب کہانت کے ضمن میں آتے ہیں اور سب حرام
ہیں ان پر اجرت لینا یا ہدیہ کہا میں کچھ لینا ناجائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پانچواں باب

عاملین جنات اور سحر

صاحب آکام المرجان نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے سب سے
اوّل جس نے جنات کو تابع بنایا وہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ اہل فارس کی رائے یہ ہے
کہ جمشید بادشاہ نے تابعدار بنایا وہی جنات سے کام لیا کرتا تھا اردو شعراء نے بھی اپنے
کلام میں ذکر کیا ہے۔

اور بازار سے لے آئیں گے جو ٹوٹ گیا
جام جم سے یہ میرا جام سفال اچھا ہے

کہا جاتا ہے کہ جمشید بادشاہ نے ایسا کوئی پیالہ تیار کروایا جسکو دیکھ کر وہ دنیا بھر
کے حالات گھر بیٹھے معلوم کر لیتا تھا۔ وہ کیا تھا ہم نہیں جانتے۔ ہاں اتنی بات قرین قیاس ہے کہ
ایران کا ملک آتش پرست ملک تھا۔ جنات کو آگ سے نسبت خاص ہے۔ غالباً اسی وجہ سے
عاملین جنات و سحر اپنے اعمال میں آگ کا مختلف صورتوں میں استعمال ضرور کرتے ہیں اور کم از کم
بخور (دھونی دنیا) میں آگ ضرور استعمال ہوتی ہے۔ موم بتی۔ چراغ وغیرہ میں آگ پائی جاتی
ہے۔ استحضار جنات میں جسکو یہ لوگ حاضرات کہتے ہیں اسکا تعلق بھی آگ سے ہے اسلیے
مریض یا معمول پر اثر جنات یا جنات خبر دیتے اور معلومات کا جواب دیتے ہیں ایسے لوگوں کو بھلے
ہی ہم کافر نہ کہیں لیکن مشرکانہ عمل کی وجہ سے انکا ایمان مشتبہ ہے اور ان کی نجات دشوار معلوم ہوتی ہے
کہا جاتا ہے کہ آصف بن برخیاں۔ یوسف بن عیسیٰ ہرمزان بن کردول
اسلام سے قبل کے مشہور عاملین جنات اور سحر ہیں۔ اسلام میں سب سے پہلا عامل جنات و سحر
ابو نصر بن احمد بن ہلال البکیل اور ہلال بن وصیف تھے اور ان لوگوں کے حالات عجیب تھے

اور وہ نیک بھی شمار ہوتے تھے۔ یہ چند کتابوں کے مصنف بھی تھے [2]

انکے علاوہ عبداللہ بن ھلال ابن ندیم نے اسکو صالح قرار دیا ہے جبکہ آلملم للرجان کے مصنف نے اسکو فاجر اور زندیق قرار دیا ہے۔

موجودہ زمانہ میں تو عاملین خبات کی اتنی بڑی کثرت ہے کہ کبھی نہ ہوگی اماموں اور موذنوں اور ایسے ہی بڑھاپے میں جو لوگ اللہ والے بن جاتے ہیں جن میں سے بیشتر ریٹائرڈ ہونے والے جوانی کے اوباشں اور بڑھاپے کے بزرگ "ناکام سیاست دان اور اسی طرح نہ جانے معلوم کون کون عملیات کی کتابیں لیکر نقش سلیمانی بستہ میں باندھ کر بزرگ اور عامل خبات اور سحر بن جاتے ہیں اور جاہلوں کو خوب بیوقوف بناتے ہیں ایسے حضرات ہم نے بہت دیکھے ہیں۔

لیکن جو لوگ معروف صالح قسم کے لوگ ہیں ان کے بیشتر وظائف اور اذکار و تلاوت اسی غرض سے ہوتی ہیں کہ وہ کسی جنیر کے عامل بن جائیں اور خبات سے کام لینے لگیں۔

قرآن شریف نے ایسے لوگوں کے بارے میں واضح طور پر فرمایا ہے۔

مَن کَانَ یُرِیدُ حَرْثَ الآخرۃ	جو آدمی آخرت کی کھیتی چاہے اسکی
نَزِدْلَہٗ فی حرثہٖ ومن کان	کھیتی میں ہم اضافہ کردیں گے
حرث الدنیا نوتہ منھا ومالہ	اور جو دنیا کی کھیتی چاہے اسکا
فی الآخرۃ من نصیب	آخرت میں کوئی حصہ نہیں

(الشوریٰ)

ان لوگوں کے بیشتر وظائف اور اذکار اسی ڈگر پر ہوتے ہیں۔ بھلا دیکھئے تر دہ

---

[1] معلوم رہے نقش سلیمانی اور اسی قبیل کی عملیات کی کتابیں یہودیوں اور اسرائیلوں سے ماخوذ ہیں۔

[2] طویل ہونے کی وجہ سے ہم نے انکے حالات حذف کردیے ہیں۔ ان گمراہ کن مسخروں کے بارے میں آئے دن خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں اور ہر ایک بستی میں کوئی نہ کوئی مسخرہ ضرور ہوتا ہے۔

آدمی جو صفائی یا گرمی کی وجہ سے وضو کرتاہے اسکا وضو تو ہو جاتا ہے اور اس وضو سے اسکی نماز بھی جائز ہو جاتی ہے مگر اس وضو پر ثواب نہ ملیگا اور امام شافعی تو اسکے بھی خلاف ہیں۔

عاملین کی خرافات

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین کا مقولہ نقل فرمایا ہے۔

۱ فبعزتك لاغوينهم اجمعين الا عبادك منهم المخلصين	آپکی عزت کی قسم میں ان سبکو گمراہ کرونگا مگر آپکے مخلص بندوں کو نہیں
۲ ولقد صدق الله عليهم ابليس ظنه فاتبعوه الا فريقا من المؤمنين	اور اللہ نے انپر ابلیس کے گمان کو سچ کر دکھایا کہ پس وہ اسکی اتباع کرنے لگے مگر مومنین کا ایک فریق۔

ان نصوص کے ہوتے ہوئے عاملین ایسے ایسے عجیب ٹونے ٹوٹکے کرتے ہیں کہ الامان الحفیظ کہیں آیات قرآنی کو پیشاب یا خون سے لکھتے ہیں۔ اسکو ہمارے فقہا نے بھی نقل کیا ہے۔ علامہ شامی نے نقل کیا ہے کہ بعض دفعہ پیشانی پر خون سے سورۂ فاتحہ لکھتے ہیں اور درد سر آرام ہو جاتا ہے اگر معلوم ہو جائے کہ اسمیں شفاء ہے تو جائز ہے لیکن یہ منقول نہیں ہے۔ اولاً تو اس قول کے بارے میں کہدیا ہے کہ منقول نہیں علاوہ ازیں اس کے مقابل صحیح حدیث شریف ہے۔

إن الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم (بخاری)	جو چیزیں تمہارے لیئے حرام ہیں اللہ نے اسمیں تمہارے لیئے شفاء نہیں رکھی

کبھی سورۂ اخلاص کو الٹا پڑھواتے ہیں تو کبھی سورۂ الرحمان کو الٹا پڑھواتے ہیں ان ہی خرافات میں سے اعداد اور گنتی میں تعویذوں کا لکھنا بھی داخل ہے۔ اتفاق سے اس خرافات میں اچھے اچھے پیران طریقت بھی پھنسے ہوئے ہیں اگلے باب میں ہم اعداد اور حرف کی تاریخ پیش کر رہے ہیں۔

لہ (ردالمحتار صفحہ ۱۴۰ ج ۱)

حروف ابجد کا تاریخی پس منظر اور شریعت میں ان کا مقام

از عابد الرحمٰن مظاہری۔ بی اے۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ کسی فرد یا قوم میں سے بری رسومات اور بدعات وعادات قبیحہ کا ترک کرانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے کیوں کہ یہ عادات و رسومات انکے رگ وپے میں بری طرح سرائیت کر گئی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ موجودہ دور میں آیات قرآنی و اسمائے باری تعالیٰ و سرور کونین صلعم کے ناموں کے اعداد بجائے حرف لکھنے کے ایک رسم بنالی گئی ہے۔ متعدد حضرات نے مختلف رسائل و اخبارات کے ذریعہ ان عادات قبیحہ کو ترک کرانے کی کوشش کی ہے۔ ہنوز جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کا عوام الناس پر خاص اثر نہیں ہوا اسکی غالباً ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس کی حقیقت سے روشناس نہیں کرایا گیا۔ چنانچہ موجودہ دور میں کسی بری رسم یا بری عادت کا چھڑانا اسوقت تک ناممکن ہے بلکہ محال ہے جب تک کہ اسکی حقیقت اور مضرات سے لوگوں کو پوری طرح سے واقف نہ کرایا جائے۔

چنانچہ اسی طرح کا ایک استفسار محترم والد حضرت مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری کی خدمت میں موصول ہوا جسکا عنوان تھا "کیا ۷۸۶، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا تبادل بن سکتا ہے" اسی کے ساتھ ایک رسالہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی منسلک تھی جسمیں ۔۔۔۔ مضمون نگار نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ '۷۸۶' کو بجائے بسم اللہ' یا اسمائے باری تعالیٰ و سرور کونین صلعم کو عدد میں لکھنا لغو اور بیہودہ حرکت ہے۔ کیوں کہ بسم اللہ اور ہری کرشن' کے نام کے اعداد بھی یہی یعنی '۷۸۶' ہیں۔ لیکن یہ مضمون بھی دیگر مضامین کی طرح غیر واضح اور مبہم سا رہا۔ میرے خیال سے اگر اس مضمون کو تاریخی پس منظر میں لکھا جاتا تو زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوتا۔ چنانچہ مختصراً حروف ابجد کا تاریخی پس منظر اور شریعت میں اسکا کیا مقام ہے پیش خدمت ہے

حروف ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ، ضظغ کی ایجاد کہاں سے ہوئی اور کس نے کی اور اسکی حقیقت کیا ہے؟ اس میں کافی اختلاف ہے۔ بعض نے اس کا موجد عربوں کو مانا ہے لیکن ان کے دلائل غیر وقیع ہیں اکثر حضرات کی رائے ہے کہ عرب اس کے موجد نہیں بلکہ مجدد ہیں جیسا کہ مضمون سے واضح ہو جائیگا۔

انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم کے مطابق حروف ابجد کی ایجاد قبل از مسیح اہل فونیقیہ نے کی۔ فونیقیہ لبنان کے مغربی حصہ میں ایک ساحلی علاقہ ہے۔ اہل فونیقیہ کی زبان کو اگر سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ کنعانیوں کی ایک شاخ ہیں جن کی بولی مغربی ساحلی بولی تھی جو کہ کنعان کی عبرانی زبان سے مماثلت رکھتی تھی چنانچہ صاحب غیاث اللغات نے لکھا ہے کہ ابجد کی ایجاد مرامر نامی سامی النسل ایک شخص نے کی جو اس کے لڑکوں کے نام تھے۔

اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے حروف ابجد 'درحقیقت عبرانی اور آرامی حروف ہیں جن کو عربوں کی طرف منسوب کیا جانے لگا لیکن پرانے فن تحریر سے مستنبط دلائل ثابت کرتے ہیں کہ عربوں نے حروف ہجا نبطیوں سے اخذ کیے ہیں۔ شروع میں عرب سامی زبان سے بالکل نابلد تھے انہیں اپنی عجمیت اور قومی حسب و نسب پر بڑا ناز تھا اس لیے وہ ابجد کے آٹھوں الفاظ کی اصلیت کے متعلق ادھر ادھر کی بے معنی تشریحات کرنے لگے اور یہ تشریحات ایسی تھیں جو روایتاً نقل ہو گئیں جو کچھ انہوں نے اس بارے میں لکھا وہ سب لغو ہے۔ چنانچہ چند ایسی ہی تشریحات پیش خدمت ہیں

ایک روایت میں ہے کہ مدآین کے چھ بادشاہوں نے اپنے ناموں کے مطابق ترتیب پر حروف ہجا مرتب کیے۔

صاحب غیاث اللغات نے بحوالہ ضوابط عظیم لکھا ہے کہ بعض حضرات نے حروف ابجد کو ابا جاد نامی بادشاہ کا مخفف مانا ہے اور باقی سات حروف اسکے لڑکوں کے نام ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ شروع کے چھ الفاظ شیطانوں کے نام تھے بعض

نے کہا ہے ہفتوں کے دنوں کے نام تھے چنانچہ "سلوسٹر ڈی ساسی" نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ روائتیں پہلے چھ لفظوں کی توجیہہ بیان کرتی ہیں مثلاً یوم الجمعۃ تخذ نہیں بلکہ عروبہ ہے لیکن علمی طور پر ہم ان روایات پر اعتماد نہیں کر سکتے۔

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

اسی طرح غیاث اللغات نے بحوالہ صاحب مدار الافاضل کی ایک دلچسپ تشریح

بیان کی ہے جو صرف قیاسی ہے مثلاً

(۱) ابجد۔ اَیْ وُجِدَ فِی المَعْصِیَۃ

(۲) ہوز۔ ای اتبع ھواہ (العیاذ باللہ)

۱۔ حضرت آدم سے گناہ کا صدور ہوا

۲۔ یعنی انہوں نے (حوّا) نے اپنی خواہش نفس کی پیروی کی (العیاذ باللہ)

یہ اسی قسم کی بے تکی تشریح ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے حروف مقطعات کی تشریح کی ہیں مثلاً طٰہٰ کو سانپ کی شکل قرار دیا ہے اور یہ ہیں حضرت علامہ فراہی صاحب نے (نعوذ باللہ)

قواعد جمل کے حساب سے حروف تہجی جن سے کلمات مرتب ہوتے ہیں وہ ۲۸ حروف ہیں اور ہر حرف کیلئے عدد مقرر ہے تفصیل اس کی اس قطعہ سے ظاہر ہوگی۔

ابجد ہوز اور حطی تک

ایک پر ایک تو بڑھاتا جا

اور کلمن سے لے کے تا سعفص

دس پر دس کو یوں ہی ملاتا جا

قرشت ثخذ و ضظغ کے لیے

سو بہ سو ویسی ہی لگاتا جا

قواعد جمل میں مکتوبی حروف شمار کئے جاتے ہیں جو حروف کہ بولا جاتا ہے مگر لکھا نہیں جاتا اس کا شمار حساب میں نہیں کیا جاتا جیسے اللہ کا الف جو بعد لام کے ہے

اور سموٰت کا الف جو بعد میم ہے کہ باوجود بولے جانے کے نہ لکھے جانے کی وجہ سے حساب میں شمار نہیں کیاجاتا ہے۔ اور جو حروف کے مخلوط التلفظ ہیں جیسے ابھار ونکھار میں ہائے مخلوط التلفظ ہے یا جن حروف کا کہ تلفظ نہیں مگر لکھے جاتے ہیں جیسے۔ ملک الشعراء میں ملک کے بعد جو الف ولام ہے کہ لکھاجاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا ان حروف کا بوجہ مکتوب ہونے کے حساب میں شمار ہوگا۔

ان حرفوں کا استعمال پہلے تاریخی ناموں کے رکھنے یا تاریخ پیدائش یا تاریخ وفات معلوم کرنے میں ہوتا تھا۔ شعراء ہندوستان ایران وعرب نے انکا استعمال خوب کیا ہے ایران میں سولہویں صدی عیسوی سے قبل شعراء بابیوں اور بہائیوں نے کافی تاریخی اشعار لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہو "تاریخ ادبیات ایران" ایران سے کافی بڑی تعداد ہندوستان آئی جو بعد میں مستقلاً یہیں سکونت پذیر ہو گئے جنہوں نے اردو میں تاریخی اشعار کہے۔ ان شعراء میں شمس ولی اللہ دکنی سرفہرست ہیں ان کے بارے میں مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہیں کہ یہ اردو نسل کا آدم جب ملک عدم سے چلا تو اس کے سر پر اولیت کا تاج رکھا گیا۔ (رہنمائے تاریخ اردو ص ۲۳)

قدیم زمانے سے صوفیوں نے ابجدی حروف کو تعویذ اور جادو کے طلسمات کے مقصد سے استعمال کرنا شروع کر رکھا تھا اس مذہب کے مطابق ان حرفوں میں سے ہر ایک حرف جو الف سے شروع ہو کر غین پر ختم ہوتے ہیں خدا کے ناموں میں سے کسی ایک نام پر یا دوسرے قولئے روحانیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ حرف اور عدد کے اس مشترک علاقہ نیز رموز مذکورہ کا لحاظ کرتے ہوئے صوفی عالموں کے ایک مسلک کی ایک بنیاد قائم ہوئی مثلاً تعویذوں کے شروع کے طریقوں میں حرفوں کے اعداد کو باہم ملایاجاتا ہے اور اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے اس کا تعلق وہ عالم جن سے قائم کرتے ہیں یہی طریقہ قرون وسطی کے یہودیوں میں صوفیانہ تشریح کے متعلق رائج تھا۔

(ملاحظہ ہو اسلامی انسائکلوپیڈیا)

اصل میں ان حرفوں کی ایجاد حروف تہجی کو یاد کرنے کی غرض سے

کیا گیا تھا اور یہی غرض وغایت عربوں اور یونانیوں اور سامیوں کی تھی لیکن بعد میں اس کا استعمال جادوگر جادو کے طلسمات میں اور شعراء حضرات اشعار میں کرنے لگے جسکی وضاحت تاریخی کتب میں موجود ہے ہمارے علماء نے بھی اسکا استعمال تعویذوں میں شروع کر دیا جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے یہ صرف قیاسی اور غیر اسلامی تعبیرات ہیں لیکن ہمارے علماء وجہ جواز یہ فرماتے ہیں کہ آیات قرآنی کو...... اگر حرفاً لکھ کر دیا جائے تو اس میں بے ادبی کا احتمال رہتا ہے اور غیر مسلموں کو تو حرفاً لکھ کر دینے میں سراسر بے ادبی ہے اس لئے ان کو عددی شکل میں لکھ کر دینے سے وہی فوائد حاصل ہوتے ہیں جو کہ حروف کے لکھنے سے ہوتے ہیں اور یہ صرف خیال ہے جب تک کہ کسی اسلامی نص سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ آیات اور حروف کے خواص عدد کی طرف منتقل ہو گئے ہیں اس پر یقین کرنا اور عمل کی تعمیر قائم کر دینا غیر سنجیدہ حرکت ہے۔

کوئی ان سے معلوم کرے کہ شریعت میں اسکی کوئی گنجائش ہے! جب کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطوط مختلف سلاطین کو روانہ کیئے انکے ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی اور خود حضرت عمر فاروق نے شاہ روم کو ایک ٹوپی کے اندر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر دی جسکے اوڑھنے سے اسکے سر درد کو آرام ہوا۔ جہاں تک اعداد کا تعلق ہے تو ایک جانور کے نام کے بھی وہی اعداد ہو سکتے ہیں جو قرآنی الفاظ کے ہوتے ہیں جیسا کہ شروع میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ ہندوؤں کے بھگوان ہری کرشن کے اعداد بھی ۷۸۶ ہوتے ہیں اور اسی طرح بیل جو کہ ایک بابی شاعر تھا۔ بابیوں کے نزدیک محمد کا بدل ہے اسلئے کہ از روئے جمل دونوں کے اعداد ۹۲ ہیں اسی وجہ سے اسکو اپنا مذہبی پیشوا مانتے تھے۔

ان سب وضاحتوں اور توجیہات سے یہ بات بالکل عیاں ہو گئی ہے کہ قرآنی آیات یا اسمائے گرامی باری تعالیٰ و اسماء حضور پاک کو عددی شکل میں لکھنا ایک غیر شرعی طریقہ ہے اور لغو ہے یہودیوں اور مشرکوں کا طریقہ ہے احادیث شریفہ میں صراحتاً مذکور ہے کہ اجر و ثواب کا معاملہ حروف کی ادائیگی پر ہے جیسا کہ "الم" اسکے ہر لفظ پر اللہ تعالیٰ نے ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور اسی میں خیر و برکت و بھلائی ہے نا کہ عدد لکھنے پر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ششم

بعثت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جنات

زرقانی نے شرح مواہب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنوں سے ملاقات چھ بار بتلائی ہے لیکن قرآن شریف میں ۲ دو کا ذکر ہے سورہ جن اور سورہ احقاف میں

احقاف۔ حقف کی جمع ہے۔ ریت کے اونچے اور لمبے اور آڑے ٹیڑھے ٹیلے۔ عرب کے جنوب مغرب کا علاقہ جسکو حضرموت کہا جاتا ہے وہی احقاف کہلاتا ہے اسکو الربع الخالی بھی کہتے ہیں۔ بہت غیر آباد ہے۔ لق ودق ریگستان ہے یہاں کوئی بدو جانے کی ہمت نہیں کرتا۔ ریت ایسا کہ اگر اسمیں کوئی چیز گر جائے تو غرق ہو جائے۔ اور گل جائے۔ غالباً اسی وجہ سے اسکو حضر موت کہا جاتا ہے۔ قدیم زمانے میں جب سمندر کے کنارے کنارے سفر کیا جاتا تھا تو کراچی سے چل کر عدن سے پہلے مکلا احقاف یا حضر موت کا ایک بندرگاہ ہے یہاں سے شمال کی جانب ریگستان ہی ہے کہا جاتا ہے کہ مکلا سے ۱۲۵ میل شمال میں کوئی جگہ ہے وہاں حضرت ہود علیہ السلام کا مزار ہے۔

۱۔ واذ صرفنا الیک نفرا	اور جب پھیرا ہم نے آپ کی جانب
من الجن یستمعون القرآن	کچھ جنات کہ قرآن سنتے تھے بس
فلما حضروہ قالوا انصتوا	جب وہ حاضر ہوئے تو بولے
فلما قضی ولوا الی قومھم	چپ رہو۔ جب پورا ہو چکا تو واپس

مُنذِرِینَ قالو سمعنا قرانا عجبا
لوٹے اپنی قوم کے پاس ڈرانے کو بولے

انزل من بعد موسیٰ مصدقا
اے قوم ہم نے قرآن عجیب سنا ہے جو موسیٰ

لما بین یدیہ (الاحقاف)
کے بعد نازل ہوا ہے اور اپنے سے سامنے والی کتاب کی تصدیق کرتا ہے۔

آیات سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ جنات یہودی مذہب کے تھے اور احقاف کے رہنے والے تھے

۲۔ قل اُوحِیَ اِلَیَّ انہ استمع نفر من الجن (الیٰ قولہ)
آپ فرما دیجئے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ قرآن کو چند جنات نے سنا ہے (الیٰ قولہ)

وَاِنَّا لَمَسنَا السّماء فوجد منھا مُلِئَت حَرَسًا شَدِیدًا و شہبا وانا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یَّستَمِعُ الآن یَجِد لہ شھابا رَّصَدًا (الجن)
اور ہم نے جہان مارا آسمان کو پس ہم نے اسکو بہت سخت پہروں سے بھرا دیکھا اور شہابوں سے ہم سننے کی جگہوں میں بیٹھا کرتے تھے پس اب جو سننا چاہتا ہے۔ پاتا ہے گھات میں شہاب کو۔

ان آیات سے چند امور معلوم ہوتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ یہ جنات عیسائی مذہب کے پیروکار تھے اور غالباً ملک شام کے رہنے والے تھے جسکو نصیبین بھی کہتے ہیں۔

۲۔ رجم شہاب کا سلسلہ زمانہ قدیم سے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اور زیادہ شدید ہو گیا۔ قدیم تاریخ جاہلیت اور اشعار جاہلیت سے اسی طرف اشارہ ملتا ہے۔

۳۔ رجم شہاب کسی خیر یا شر کی وجہ سے کیا جاتا ہے جیسا کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے اور احادیث سے اس طرف اشارہ ملتا ہے۔

وَاَنَّا لَا نَدرِی اَشَرٌّ اُرِیدَ
اور ہم نہیں جانتے کہ اہل زمین کیلئے

بهن فی الارض ام اراد بهم رشدا (الجن)

برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے۔

جنات کی خبریں

زبیر بن ابی بکر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ابلیس آسمانوں سے خبریں چوری کیا کرتا تھا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تیسرے آسمان تک ہی جا سکتا تھا اور جب حضور پیدا ہوئے تو تمام آسمانوں سے اسکو روک دیا گیا اور اس پر خوب رجم ہونے لگا۔

ابن اسحاق نے کہا ہے رجم بالنجوم وحی کی حفاظت کیلئے کیا جاتا تھا تاکہ کوئی شبہ باقی نہ رہے لیکن سہیلی نے کہا ہے کہ ابن اسحاق کی بات صحیح ہے لیکن رجم کا معاملہ زمانہ قدیم سے ہے۔ شعراء جاہلیت نے اسکو اپنے اشعار میں ذکر کیا ہے جیسے عوف بن الخرع، اوس بن حجر بشر بن حازم یہ شعراء جاہلیت میں سے ہیں۔ عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں عن معمر عن ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ کیا الرمی بالنجوم پہلے سے ہے جواب دیا ہاں۔ جب اسلام آیا تو شدت ہوگئی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں مذکور ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ کوئی چیز نہیں۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ جو بات کہتے ہیں سچ ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی جن کسی کلمہ کو یاد کر لیتا ہے اور اپنے دوستوں (کاہنوں) کو سینکڑوں جھوٹ ملا کر بتا دیتا ہے۔

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آسمان میں رجم ہونا شروع ہوا اور روشنی پھیل گئی آپ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں تم اسکو کیا کہتے تھے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ ہم کہا کرتے تھے یا تو کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا ہے یا مرا ہے۔ آپ نے فرمایا کسی کے پیدا ہونے یا مرنے پر ایسا نہیں ہوتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا حکم

فرماتا ہے تو حاملین عرش تسبیح کرتے ہیں پھر عرش سے متصل والے آسمان کے تسبیح کرتے ہیں یہاں تک کہ آسمان دنیا تک یہ سلسلہ پہونچتا ہے۔ پھر عرش سے متصل آسمان والے حاملین عرش سے پوچھتے ہیں آپ کے رب نے کیا فیصلہ کیا۔ اہل عرش اسکی خبر دیتے ہیں اسی طرح وہ خبر آسمان دنیا پر پہونچتی ہے وہاں سے جنات اچکنا چاہتے ہیں تو رجم ہوتا ہے

اس میں دلیل یہ ہے کہ رجم نجوم زمانہ قدیم سے ہے لیکن جب حضور مبعوث ہوئے تو رجم میں شدت پیدا ہو گئی۔ زہری نے کہا اسی کو قرآن شریف میں بیان فرمایا ہے۔ اور ابن اسحاق نے جو روایت کیا ہے۔

وقد انقطعت الکھانۃ — آج کہانت منقطع ہو گئی

الیوم فلا کھانۃ — اب کہانت نہ ہو گی

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنات کا کاہنوں کو خبریں دینے کا سلسلہ بند ہو گیا پہلے تھا لیکن پاگل لوگ جو کہا کرتے ہیں وہ زمین کی خبریں ہیں جو جنات ادھر ادھر سے چرا کر انکو بتا دیتے ہیں اور یہ آسمان دنیا کے فرشتوں کی بعض باتیں ہوتی ہیں جن اس میں ملونی کر کے بتلاتے ہیں جو اکثر جھوٹی کم تر سچی ہوتی ہیں اسی وجہ سے آج بھی کبھی کبھی رجم ہو جاتا ہے بخاری شریف میں ہے۔

فیطردون بالنجوم — شیطانوں کو نجم سے بھگایا جاتا ہے

ابن عبد البر نے ابو داؤد شعبی سے روایت نقل کی ہے۔ شیاطین کو پہلے رجم کیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ لوگ عبد یالیل بن عمرو ثقفی کے پاس آئے اور بولے آجکل لوگ بہت ڈرے ہوئے ہیں اور انہوں نے بہت غلاموں کو آزاد کر دیا ہے۔ انہوں نے الرمی بالنجوم دیکھی ہے کیا بات ہے؟ وہ اندھا تھا بولا۔ دیکھو اگر آسمان میں وہ ستارے نمودار ہیں جنکو تم شناخت کرتے ہو یا دوسرے نئے تارے ہیں۔ بولے سب نئے تارے ہیں۔ اس نے کہا کوئی عظیم معاملہ ہوا ہے کچھ عرصہ بعد فوراً لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا۔

ابوجعفر عقیلی نے کتاب الصحابہ میں متعدد واقعات نقل کیے ہیں جو اس وقت کے کاہنوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں بیان کیے ہیں خطر کاہن کا نام ہے۔

خیمۂ ام معبد کی خبر

ابن اسحاق نے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی روایت نقل کی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ ہجرت فرما گئے تو ابوجہل قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ ہمارے دروازے پر آیا اور پوچھا تمہارے والد کہاں گئے ہیں میں نے کہا ہمیں معلوم نہیں یہ سن کر اس خبیث نے میرے منہ پر ایک چپت مارا کہ میرے کان کی بالی گر گئی اور چلا گیا۔ تین دن تین رات گذرنے کے بعد مکہ کے اسفل کی جانب سے بلند آواز سے اشعار پڑھنے کی آواز سنائی دی اور کوئی دکھائی نہیں دیا۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ   رفیقین حلا خیمتی ام معبد

ھما نزلا بالبر ثم ترحلا   فافلح من امسی رفیق محمد

روایت کیا گیا ہے کہ جب حسان بن ثابت کو جنی کے یہ اشعار معلوم ہوئے تو انہوں نے انہیں تضمین کہی۔

لقد خاب قوم غاب عنھم نبیھم   وقدس من یسری الیہ ویغتدی

ترحل عن قوم ضلت عقولھم   وحل علی قوم بنور مجدد

یہ دونوں طویل قصیدے ہیں ہم نے صرف دو دو شعر نقل کیے ہیں روایات سے ثابت ہے کہ یہ شعر جنات نے کہے تھے تاکہ قریش کو معلوم ہو جائے۔

یونس نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ اور کیا ہے ہاتف غیبی یا جنات کی یہ آواز سنکر قریش نے چند آدمیوں کو ام معبد کے پاس بھیجا اور حلیہ بیان کر کے پوچھا کہ اس حلیہ کا کوئی شخص آیا تھا۔ ام معبد نے انکار کیا۔ ایسا کوئی آدمی نہیں آیا۔ البتہ چار آدمی آئے تھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، ان کا غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط اللیثی)

ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالہ اشعری ہے۔ ابن ہشام نے کہا ہے۔ ام معبد بنت کعب ہے اور اس کے شوہر کو ابو معبد کہتے ہیں اس کا نام معلوم نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں وفات ہو گئی تھی۔ انکی ایک روایت بھی ہے۔ ام معبد کا خیمہ قدید میں تھا۔

روایت ہے کہ ایک دن ام معبد اپنے چھوٹے بچے کو لے کر مدینہ منورہ آئی اسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور لوگوں سے باتیں کر رہے تھے ام معبد نے چھوٹے بچے کو بھیجا تو اس نے آکر خبر دی۔ لے اماں رجل مبارک (ام معبد نے یہ حضور کا خطاب رکھا تھا) ہیں۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ جس بکری کو حضور نے دوہا تھا اسکو میں نے دیکھا ہے۔

قریش کا دارالندوہ

دارالندوہ۔ مجلس کا گھر۔ مشورہ کی جگہ اور موجودہ زبان میں قریش کا پارلیمنٹ یہ قصی بن کلاب کا گھر تھا۔ ہجرت سے قبل قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا تھا اس مجلس شوریٰ میں یہ لوگ تھے۔

۱۔ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ۔ ابو سفیان بن حرب۔ بنی عبد الشمس سے
۲ طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم الحارث بن عمرو بن نوفل۔ بنی نوفل سے
۳۔ النضر بن الحارث بنی عبد الدار بنی قصی
۴ ابو البختری بن ہشام۔ زمعہ بن الاسود۔ حکیم بن حزام بنی اسد سے
۵ ابو جہل بن ابن ہشام بنی مخزوم سے
۶ عتیبہ منبہ ابن الحجاج بنی سہم سے
۷ امیہ بن خلف بنی الجمح سے

یہ تیرہ سردارانِ قریش سات قبیلوں کے جمع ہوئے اور بعض دوسرے بھی آگئے کہ ابھی مشورہ شروع نہیں ہوا تھا کہ ایک نجدی شیخ پیر فرتوت کی صورت میں (شیطان) دارالندوہ کے دروازہ پر آدھمکا۔ اسکو بھی بوڑھا تجربہ کار ہونیکی صورت میں

شریک کرلیا گیا۔ کسی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کردو۔ کسی نے کہا کہ ملک بدر کردو۔ لیکن ابوجہل نے کہا ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک جوان جائے اور صبح ہوتے ہی جیسے حضورؐ باہر نکلیں حملہ کردیں۔ شیخ نجدی (شیطان) نے اس رائے کی تصویب کی۔ قرآن شریف میں اس بارے میں فرمایا ہے۔

واذ یمکر بك الذین کفروا	اور جب کافر مکر کر رہے تھے کہ
لیثبتوك او یقتلوك او	آپکو باقی رکھیں یا قتل کردیں یا
یخرجوك ویمکرون ویمکر اللہ	نکال دیں وہ بھی داؤں کر رہے
واللہ خیر الماکرین	تھے اور اللہ بھی داؤں کر رہا تھا

بقیہ تفصیل ملاحظہ فرمائیں تفسیر کی کتابوں میں۔

اہل سیر نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ بنائے بیت اللہ کے وقت جب حجر اسود کے نصب کا تغیر پیش آیا تھا اور اگلے دن صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے اسوقت شیطان بھی شیخ نجدی کی صورت میں آکر ورغلانے لگا تھا تم سرداران قریش اور یہ یتیم لڑکا ہے اس لئے ان سے حجر اسود نہ نصب کراؤ۔

اس جگہ قرن الشیطان والی حدیث کی بہت عجیب توجیہہ کی گئی ہے حدیث یہ ہے جسکو امام مسلم اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔

۱۔ امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور منبر پر تھے۔ آپ نے اشارہ مشرق کی طرف کیا۔

اَلَا اِنَّ الْفِتْنَۃَ ھٰھُنَا یُشِیْرُ	آگاہ رہو فتنہ اس جگہ ہے۔ آپ
اِلَی الْمَشْرِقِ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ	نے مشرق کی طرف اشارہ کیا جہاں سے
الشَّیْطَانِ	شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے

آپؐ نے تین مرتبہ یہی فرمایا ایک روایت میں ہے کہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے دروازہ پر تھے اور آپکا رخ انور مشرق کی طرف تھا آپؐ نے یہی فرمایا۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے۔

اللھم بارک لنا فی شامنا	اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے
اللھم بارک لنا فی یمننا	اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے

آپ سے عرض کیا گیا اور ہمارے نجد میں آپ نے فرمایا وہاں زلزلے ہیں اور فتنے ہیں جو قرن شیطان سے نکلتے ہیں۔

احادیث میں دو لفظ آئے ہیں۔ نجد اور قرن شمس۔ ان کی تطبیق میں کوئی دشواری نہیں۔ آپ نے اشارہ الفتنۃ ھھنا۔ نجد کی طرف فرمایا جبکہ رخ انور مشرق کی طرف تھا ہو سکتا ہے نجد آخری حصہ مشرق کی طرف ہے اور دوسرا حصہ مغرب کی طرف اس طرح حدیث کا مطلب ظاہر ہے کہ آپ نے زمانہ ماضیہ کی خبر دی ہے جو شیطان نے حرکتیں کیں اور فتنے اٹھائے اور آئندہ بھی کی پیش گوئی فرمائی ہے کہ نجدی بہائی قادیانی یہ سب فتنے مشرق سے ہی اٹھے ہیں۔

قرنِ شمس کے حقیقی معنی بھی بیان کیے ہیں اور اس بارے میں طویل حدیث ہے اور لغوی معنی بھی بیان کیے ہیں یعنی قرن کے معنی امت کے ہیں اور یہ معنی قرآن شریف میں موجود ہیں۔

۱۔ وکم اھلکنا قبلھم من قرن	ان سے پہلے ہم نے کتنی امتیں ہلاک کر دیں
۲۔ قرونا بین ذلک کثیرا	اس درمیان بہت امت ہیں۔
۳۔ فما بال القرون الاولی	پہلی امتوں کا کیا حال ہے

اس صورت میں عابدین شمس اور امت شیطان مراد ہیں۔ بہر حال شیطان کو مہلت ملی ہے اور وہ ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے وہ اور اسکی ذریت ہر ایک شکل میں نمودار ہو سکتے ہیں انہیں میں سے ..... جنات کا ندا دینا بھی ہے اور ندا دینے والے بھی مختلف ہو سکتے ہیں شریف مومن بھی اور فساق و فجار شریر بھی۔

بیعت عقبہ کے موقع پر

بیعت عقبہ کے موقعہ پر جب حضرات انصار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہو چکے

تو ایک پہاڑی کی چوٹی سے نہایت بلند آواز اور بھیانک آواز سنائی دی جسمیں اہل مکہ کو پکارا تھا اور اس آواز کو سب نے سنا تھا اسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا یہ ازیب ...... ہے یا ابن الاذب۔ یہ شیطان کا نام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مشرکین کسی ویرانہ میں قیام کرنے کیلئے اس وادی کے سردار جن کی پناہ لیا کرتے تھے۔ اس گھاٹی (عقبہ) کا سردار اذب یا ابن اذب کا کوئی جن ہو۔

ابن زبیر نے روایت کیا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دو بالشت کا آدمی دیکھا تو میں نے اس سے دریافت کیا تو کون؟ اس نے بھی اپنا نام اذب بتلایا تھا جب اس کے کوڑا مارا تو بھاگ گیا۔

غزوۂ بدر کے موقعہ پر

سورۂ انفال میں ارشاد فرمایا ہے

واذ زین لھم الشیطان اعمالھم	اور جب اچھا کر دکھایا شیطان نے انکے
وقال لا غالب لکم الیوم من الناس	اعمال کو اور بولا آج لوگوں میں سے تم پر کوئی غالب
وانی جار لکم فلما تراءت الفئتان	نہ آسکیگا اور میں تمہارے ساتھ ہوں پس جب
نکص علی عقبیہ وقال انی بری	دیکھا اس نے دونوں لشکروں کو پھر گیا پیچھے
منکم انی اری ما لا ترون انی	کو اور بولا میں تم سے بری ہوں اور میں اللہ
اخاف اللہ واللہ شدید العقاب	سے ڈرتا ہوں وہ سخت عذاب دینیوالا ہے

ابن اسحاق نے بیان کیا مشرکین جب مکہ میں تیاری کر چکے تو ان کو بنی کنانہ سے ایک خدشہ پیدا ہوا کہ وہ کہیں عدم موجودگی میں حملہ نہ کر دیں؟ فوراً ہی ابلیس سراقہ بن مالک مدلجی سردار بنی کنانہ کی صورت میں ظاہر ہوا اور کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اور سب کنانہ بھی ساتھ ہیں۔ قریش کو ہمت ہوئی اور وہ روانہ ہو گئے اور بدر میں پانی والے حصہ پر قبضہ کر لیا۔ ادھر مسلمان ریتلے حصہ پر قابض ہوئے اسوقت شیطان نے وسوسہ اندازی کی۔

"دیکھو! تم اگر حق پر ہوتے تو پیاسے نہ ہوتے نمازیں بھی بلا وضو
پڑھتے ہو۔ باغسل پھر رہے ہو اور دوسرا فریق پانی سے سیراب ہے"
اسی وقت اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی۔

وینزل علیکم من السمآء	اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا
ماءً لیطھرکم بہٖ ویذھب	تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے
عنکم رجز الشیطان	شیطان کی گندگی کو دور کرے

مسلمان سیراب ہوئے، پاک ہوئے۔ جو شیطانی وساوس پیدا ہو رہے تھے وہ بھی ختم ہو گئے اس آیت میں دلیل ہے کہ بارش کا پانی بھی شفاء کا حکم رکھتا ہے۔ مرلعفیوں کو سحر زدہ لوگوں کو، آسیب زدہ لوگوں کو پلانا بھی چاہیئے اور نہلانا بھی چاہیئے اور انہیں آیات کو پانی پر آیۃ الکرسی ستر مرتبہ پڑھ کر دم کرنا چاہیئے تو اور بھی مفید ہو گا۔ ابتدائی بارش کا پانی برتنوں اور بوتلوں میں رکھ کر ہر گھر میں موجود رہنا چاہیئے۔

جب شیطان نے آسمان سے فرشتوں کو اترتے دیکھا تو بھاگ گیا اسوقت حارث بن ہشام نے اسکو پکڑنا چاہا تو کہا میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ اگر وہ ڈرتا تو ایسی حرکت ہی نہ کرتا۔ وہ دو وجہ سے ڈرا۔ وہ جانا کہ شاید آج ہی یوم موعود آگیا ہے اس دن فرشتے اتریں گے۔

یوم یرون الملائکۃ لابشریٰ	جس دن وہ فرشتوں کو اترتے
یومئذ للمجرمین	دیکھیں گے تو کہا جائیگا آج مجرموں کو شادت نہیں

دوسرے اس نے فرشتوں کو دیکھا۔ ہمارا خیال اس بنا پر یہ ہے کہ نزول ملائکہ سے بھی جنات گھبراتے ہیں وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر باوضو ہو کر نذکورہ آیت کو ستر مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کریں اور مریض کو پلائیں۔ انشاء اللہ شفا ہو گی۔ اول آخر درود شریف بھی گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ لینا چاہیئے۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ مشرکین کو جب سراقہ بن مالک مکہ معظمہ میں

ملا تو انہوں نے کہا ہمیں چھوڑ کر بھاگ آیا اور تیری وجہ ہی سے ہمیں شکست ہوئی تو اس نے قسم کھا کر کہا نہ میں گیا اور نہ مجھے خبر. حضرت حسان بن ثابتؓ نے اس موقعہ کے بارے میں اشعار کہے۔

ازار الخیفوت بدزاوقیعۃ	سینقض رکن کسریٰ وقیصرا
ابلوت رجالاً من لوی وابرزت	خرائۃ یفرین التراب بحسرا
فباویم من امسی عد ومحمد	لقد جاءعن قصد الھدیٰ وتحیرا

غزوۂ احد کا واقعہ

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد میں زخمی ہو کر غار میں گر پڑے تو عینین کی چوٹی سے پکار کر کہا "محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں" یہ آواز بہت سے لوگوں نے سنی اور ابو سفیان نے بھی یہ آواز سن کر اعلان کر دیا تھا. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا. یہ آواز ازب العقبہ کی تھی. اسکا ذکر گذر چکا ہے.

اسلام سعدینؓ کی خبر

جس دن سعد بن زید اور سعد بن قضاعہ مسلمان ہوئے. دوسری روایت میں سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کا نام لیا جاتا ہے تو پہاڑ کی چوٹی سے آواز سنائی دی

ابا سعد سعد الاوس کن انت ناصر	ویا سعد سعد الخزرج لن العطارف
اجیبا دعاء اعی الھدیٰ وتمنیا	علی اللہ الفردوس ذات زقالف

سعد بن عبادہ کی شہادت

ابن عبد البرؒ نے روایت کیا ہے کہ یہ سعد بن عبادہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے بارے میں اختلاف کیا تھا جب انکو مردہ پایا گیا تو انکی لاش سبز ہو گئی تھی

لوگوں کو کہنے والے کی اس آواز سے علم ہوا تھا۔

قد قتلنا سید الخزرج — رج سعد بن عبادہ
ورمیناہ بسھمین — فلم یخطئ فوادہ

امام ابو حنیفہؒ کی وفات پر

جس دن امام ابو حنیفہؒ کا انتقال ہوا اس رات کو جنات بہت روئے۔ رونے کی آواز آتی تھی لیکن کوئی دکھلائی نہیں دیتا تھا۔ یہ اشعار کسی جن کے ہیں۔

ذھب الفقہ ولا فقہ لکم — فاتقوا اللہ وکونوا خلفا
مات نعمان فمن ھذا الذی — یحیی اللیل اذا ما سدفا

امام ابو حنیفہؒ کا وصال ۱۵۰ھ میں بغداد میں ہوا۔

خبریں معلوم کرنا

ہمارے زمانہ میں یہ بکثرت رواج ہے کہ اگر کسی پر جن کا اثر ہو۔ بحالت اثر اس سے خبریں معلوم کیا کرتے ہیں یا عاملین حضرات حاضرات کا عمل کر کے اس سے مختلف باتیں دریافت کیا کرتے ہیں اس کے بارے میں ہمارے سامنے صحیح حدیث ہے

۱۔ عن معاویہ بن الحکم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قیل لہ ان قوما منا یاتون الکھان قال فلا تاتوھم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ہم میں سے کچھ کاہنوں کے پاس جا کر معلوم کیا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا ان کے پاس نہ جاؤ۔

۲۔ وفی صحیح مسلم عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال من اتی عرافا فسالہ عن شیء لم تقبل

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا جو آدمی عراف کے پاس جائے اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی

صلاۃ اربعین یوماً۔

ظاہر یہ ہے کہ گذشتہ چالیس دن کی نمازیں غیر مقبول ہو جاتی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ آئندہ چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ کیوں کہ کاہنوں یا عرّافوں اور نجومیوں کے پاس جانے سے عقیدہ کا خسارہ لازم آتا ہے۔ اگر عقیدہ فاسد ہو گیا تو کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا۔ امام ابن تیمیہ نے کاہنوں اور عرافوں اور آسیب زدہ لوگوں سے خبریں معلوم کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

ہمارے نزدیک اسی قبیل سے حاضرات کے ذریعہ فال ناموں کے ذریعہ خبروں کو معلوم کرنا بھی ہے جو ناجائز ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ صحیحین کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے معلوم کیا تھا اور آپؐ نے آخر میں فرمایا۔

انما انت لخوان الکھان   تو بھی کاہنوں کا بھائی ہے۔

یہ سوال آپؐ نے بغرض امتحان کیا تھا اور آخر میں فرما دیا تو بھی کاہن ہے

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ (جب وہ کوفہ کے گورنر تھے) حضرت عمرؓ کی خبر نہ معلوم ہو سکی تو ایک عورت کو لایا گیا جس پر جن آتا تھا اس سے معلوم کیا گیا کہ حضرت عمرؓ کہاں ہیں؟ کیسے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ یمن میں ہیں اور ٹھیک ہیں۔ لیکن روح القدس انکی پیشانی میں جلوہ گر ہیں کوئی جن و شیطان ان کے قریب نہیں جا سکتا اور نہ ان کی آواز سن سکتا ہے اس واقعہ میں دلیل ہے کہ جنات سے اخبار ماضیہ کو بغرض امتحان تصدیق و تکذیب معلوم کر سکتے ہیں۔ آئندہ پیش آنے والے احوال کے بارے میں معلوم کرنا بہر صورت ناجائز ہے۔

آسیب زدہ لوگوں سے خبریں معلوم کرنا بقول ابن تیمیہ حرام اور ناجائز ہیں اسی طرح بعض دفعہ جن عورتوں کو اختناق الرحم کا دورہ پڑتا ہے۔ یا ریاحوں کا دماغ کی طرف چڑھنے سے دورہ پڑ جاتا ہے، اور ایسا ہی ہسٹریا کے مرض میں ہوتا ہے کہ روح انتظام جسم سے غافل ہو جاتی ہے اور خواب جیسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اس حالت میں مریض اپنے سامنے کی مکشوف چیزوں کو بیان کرتا ہے یا سوال کا جواب دیتا ہے بعض دفعہ جواب صحیح بھی ہو جاتا ہے، ایسی حالت میں شیاطین بھی اپنا کرشمہ دکھاتے ہیں

حاضرات میں بھی یہی ہوتا ہے کہ عامل صاحب موم بتی جلا کر اولاً معمول کے خیالی انتشار کو دور کرتے ہیں اور خیال کو ایک جگہ مرکوز کر دیتے ہیں۔ شیطان بھی اپنی کرشمہ سازی کرتا ہے۔ ایسی حالت میں خبریں معلوم کرنا بعینہٖ ایسا ہے جیسا کہ نجومیوں، رمالوں اور اقوال سے معلوم کرنا ہے ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ ان خبروں پر یقین کرنا بھی عقیدوں کو فاسد کرنا ہے۔ جس کی سزا اس کی چالیس دن کی نمازوں کا مقبول نہ ہونا ہے

مذکورہ امراض کا عامل لوگ جھاڑ پھونک سے کرتے ہیں اور بعض مشائخ نے اس پر یہ اضافہ کیا کہ سات کنوئں کا پانی منگاتے ہیں اور اس پانی سے چوراہے پر رات کو گیارہ بجے غسل دلاتے ہیں عقلاً ان تمام باتوں کا غلط ہونا ثابت ہے، ناجائز اور حرام بھی ہے۔ کیونکہ ایسے وقت میں لوگوں کی آمد و رفت کو روکا نہیں جا سکتا شاہراہ عام پر بالکل برہنہ ہونا نہایت ہی مضحکہ خیز ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان تمام امراض کا علاج نہایت سہل ہے بارش کا پانی اِکھٹا رکھیں اور اس پر مسبّعات عشر پڑھ کر دم کریں۔ اس پانی سے غسل کریں یا صرف وضو کریں اسی پانی کو پیئں، دس یا چالیس دن میں مریض کو آرام ہوگا، انشاء اللہ۔ قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے

وینزل علیکم من السماء ماءً	اور تمہارے اوپر آسمان سے پانی
لیطہرکم بہٖ ویذہب عنکم رجز	اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تم
الشیطان	سے شیطانی گندگی کو دور کر دے

ظاہر ہے اور فرمان الٰہی ہے، اس لئے شیطانی اور جناتی اثرات دور ہو جائینگے، انشاء اللہ۔

اس قسم کے اثرات جب جسم پر مسلسل وارد ہوتے ہیں تو مرض کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس لئے گرم پانی میں شہد ملا کر پلانا چاہیئے، اور دماغی قوت کے لئے کوئی خمیرہ استعمال کرنا چاہیئے، معدہ کے فتور میں کاسر ریاح ادویات دی جائیں انشاء اللہ مریض کو آرام ہوگا۔ اور اس طرح ان غیر شرعی اور ناجائز دھندوں اور پیشہ ور لوگوں سے نجات مل جائیگی۔

ساتواں باب

وساوس شیطان الرجیم

اس عالم ظاہر میں انسانی اعضاء کی حرکت سے جسقدر اور جس قسم کے بھی
افعال اور اعمال ظاہر ہو رہے ہیں۔ مثلاً زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا یا گالیاں جھوٹ
وغیرہ۔ آنکھوں سے حسینوں کا تعاقب یا تلاوت قرآن زیارت بیت اللہ زیارت بزرگان دین
کانوں سے قرأت کی آواز سننا۔ ذکر سننا۔ وعظ سننا یا گندے اور اوباشی گانے سننا
وغیرہ وعلیٰ ھذا ان سب کی ابتدائی تحریک قلب انسانی میں پیدا ہوتی ہے جسکو عربی میں
خواطر یا خطرات بولتے ہیں۔ اگر اچھا خطرہ پیدا ہو تو الہام کہلاتا ہے اور برا خطرہ
پیدا ہو تو وسوسہ کہلاتا ہے۔ الہام منجانب اللہ اور بذریعہ فرشتہ ہوتا ہے اور وسوسہ
بجانب ابلیس بذریعہ خنزیب یا خناس ہوتا ہے حدیث شریف میں ارشاد ہے

ان للشیطان لمۃ بابن آدم
وللملک لمۃ فاما لمۃ الشیطان
فایعاد بالشر وتکذیب بالحق
واما لمۃ الملک فایعاد بالخیر
وتصدیق بالحق فمن وجد ذلک
فلیعلم انہ من اللہ فلیحمد اللہ
ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم ثم قرأ الشیطان
یعدکم الفقر ویأمرکم بالفحشاء

ابن آدم کے ساتھ تو شیطان کا بھی
لمہ ہوتا ہے اور فرشتوں کا بھی شیطان
کا لمہ شر کیساتھ وعدہ حق کی تکذیب اور
فرشتہ کا لمہ خیر کیساتھ وعدہ کی تصدیق کا
پس جو آدمی پائے اسکو اللہ کی جانب سے
جانے اور اسکی حمد کرے جو پائے دوسرا
اللہ کی پناہ پکڑ لے شیطان رجیم سے
بچنے کیلئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔
(مشکوٰۃ از ترمذی)

یہ وساوس جن مذمومات کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ ان وساوس کے ابواب یا دروازے ہیں مثلاً قوت غضب۔ قوت شہوت حسد۔ کبر حرص۔ ریا۔ حب جاہ ہوائے نفس وغیرہ۔ ان مذمومات میں کسی کا بھی جب انسان میں غلبہ ہوتا ہے تو شیطان صحن قلب میں داخل ہو جاتا ہے اور اسی نوعیت کے وساوس پیدا کرنے شروع کر دیتا ہے۔

ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم	اور اللہ تعالیٰ آزمائیگا جو تمہارے سینوں
ولیمحص ما فی قلوبکم	میں ہے اور خالص کردیگا جو تمہارے دلوں میں ہے

یعنی صحنِ قلب میں جو وساوس شیطان پیدا کر دیتا ہے اس سے آزمائش ضروری ہے آخر کار اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ان وساوس سے پاک کر دیگا اور تم ان سے گریز کروگے۔ پس وساوس کا پیدا کرنا ناگزیر ہے اور ان سے چھٹکارا بھی ضروری ہے کہ قلب تک وساوس کی رسائی نہ ہو اور اس سے پہلے ہی ختم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کا قول نقل فرمایا ہے

لاقعدن لهم صراطك المستقيم	میں انکے لیے آپکے سیدھے راستہ پر ضرور بیٹھونگا

اور وہ سیدھا راستہ یہی قلب انسان ہے کہ جسکے صحن پر آکر شیطان وساوس کے کے ذریعہ قبضہ کر لیتا ہے۔

اِستحوذ علیهم الشیطان	انپر شیطان گھیرا ڈال دیتا ہے
فَاَنسٰهُم ذِکرَ اللهِ	پس ان سے اللہ کی یاد بھلا دیتا ہے

قرآن شریف میں شیطان کے بارے میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے

فَبِعِزَّتِكَ لاغوینهم	آپکی عزت کی قسم میں انکو ضرور گمراہ کرونگا

گمراہ کرنے کی ابتدا وساوس سے ہوتی ہے۔ اگر یہیں پر وساوس کو پامال کر دیا جائے تو پھر گمراہی سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ	جو لوگ متقی ہوں جب ان کو
طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا	شیطان کی کوئی جماعت پہونچتی ہے
فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ۔	تو اللہ کو یاد کرتے ہیں تو اچانک بیدار ہو جاتے ہیں

اندھیرے سے نکل کر اچانک نور میں آجاتے ہیں اور وہ قول ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔

ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ مذموات وساوس شیطان کے دروازے ہیں۔ ان دروازوں سے پہلے صحن قلب میں اور پھر قلب میں داخل ہوتا ہے جو معوذات قرآن اور احادیث میں مذکور ہے ان کے پڑھنے سے ان دروازوں کو بند کرنے میں مدد ملتی ہے یا آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کو ہم آئندہ ذکر کریں گے۔

پہلا وسوسہ شیطانی

وساوس کی تاریخ کی ابتدا اس شیطانی وسوسے ہوتی ہے جو شیطان نے آدم و حوا کو دیا تھا حالانکہ وہ دونوں جنت میں رہتے تھے اور ابلیس لعین کو مردود قرار دیکر باہر کر دیا گیا تھا۔

فاخرج منها انك رجيم	جنت سے نکل جا تو مردود ہے تجھ پر
عليك اللعنة الى يوم الدين	قیامت تک لعنت ہے بولا اے
قال رب فانظرني الى يوم	رب مجھے اٹھنے کے دن تک مہلت
يبعثون قال انك من	دیجئے فرمایا تجھے وقت معلوم
المنظرين الى يوم الوقت المعلوم (الحجر)	تک مہلت ہے۔

اس سے ثابت ہے کہ ابلیس نے جنت میں داخل ہو کر وسوسہ اندازی نہیں کی تھی

فوسوس لهما الشيطان ليبدي	پس وسوسہ دیا شیطان نے
لهما ما وري عنهما من سو	ان دونوں کو تاکہ ظاہر کر دے ان
اٰتهما وقال مانهاكما ربكما	ناقابل ذکر بری چیز کو اور بولا تمہارے
عن هذه الشجرة الا ان	رب نے تم کو اس پیڑ سے صرف اس وجہ سے
تكونا ملكين او تكونا من	روکا ہے کہ تاکہ تم فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہمیشہ
الخالدين (اعراف)	نہ رہنے لگو۔

شرمگاہوں کے ظاہر ہونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ صرف انکو دکھلائی نہ دیتا تھا بلکہ اب وہ شرمگاہوں کی حقیقت سے آگاہ ہوئے۔

شیطانی وسوسہ بہت خفیف دیر رہا ہوگا کہ دونوں کو ہلکا سا ذہول یا خفیف سی چوک یا غفلت ہوئی اور وسوسہ کا کام غفلت ہی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر آیت میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ کی یاد آتے ہی سوآنکھے اور بیدار ہو جاتے ہیں۔ وسوسہ کی غفلت نے یہ بھی ذہول کر دیا کہ فرشتہ ہو جانا کوئی بڑی بات ستھا خیال نہ رہا کہ مجھے تو فرشتوں نے سجدہ کیا ہے اور جنت میں تو تھے ہی۔ ایسے ہی موہوم سی امید یا موہوم سی حب جاہ نے کہیں کا نہ رکھا۔ معلوم ہوا ایسی امیدیں بھی وساوس میں مبتلا کر دیتی ہے اور گمراہ کر دیتی ہیں متعدد جگہ قرآن میں اسکو بیان فرمایا ہے۔

وقاسمهما انی لکما من الناصحین (اعراف) — ان دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

وسوسہ دیا اور قسم کھا کر فریب دیا ہے۔ امام رازی نے بیان فرمایا ہے۔ شیطانی وسوسہ میں بڑی قوت ہوتی ہے اسی لئے جنت میں آدم علیہ السلام کے قریب ہونیکا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

کان یوسوس من الارض الی السماء (کبیر) — شیطان زمین سے آسمان تک وسوسہ ڈال سکتا ہے۔

وہی کام کیا اور اپنا کام پورا کرنے کیلئے امید۔ حرص۔ حب جاہ کی طرف رغبت قسم کھا کر دلائی جسکی شروعات کشف عورت سے کی ہے جسکی طرف اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ امام رازی نے لکھا ہے۔

کشف العورة قبیح من لدن آدم (کبیر) — جسم کے پوشیدہ اعضاء کا ظاہر ہونا حضرت آدم علیہ السلام ہی کیوقت سے برا مانا جاتا ہے

سو اتفاق ہے کہ آج یہ فن ہے۔ آرٹ ہے۔ حسن ہے۔ بلکہ سب کچھ ہے۔ یہاں سے وساوس بھی پیدا ہوتے ہیں اور بالآخر انسان حرام یعنی زنا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ نے اپنے بارے میں ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ ایک راستے جارہا تھا کہ اتفاق سے ایک عورت ادھر سے گذری میری نظر اس پر پڑ گئی اور میں نے اس کے محاسن کے بارے میں قدرے تامل کیا اور پھر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا

یدخل علیّ احدکم واثر	تم میں سے کوئی میرے پاس آتا ہے
الزنا ظاھر علی عینیہ	کہ زنا کا اثر اسکی دونوں آنکھوں سے
(احیاء)	ظاہر ہوتا ہے۔

مرد حق کی گویا پیشانی کا نور — کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

نیکی اور معصیت دونوں اثرات آدمی کی پیشانی سے ظاہر ہوتے ہیں بشرطیکہ مومن صاحب فراست اور صاحب بصیرت ہو۔

ایک تمثیلی واقعہ

سورۃ اعراف میں ارشاد فرمایا ہے۔

ھو الذی خلقکم من نفس	اسی اللہ نے تم کو نفس واحد سے
واحدۃ وجعل منھا زوجھا	پیدا کیا اور اسی سے اسکا جوڑا پیدا
لیسکن الیھا فلما تغشاھا	کیا تاکہ اس سے سکون حاصل کرے
حملت حملا خفیفا فمرت	پس جب اس نے اسکو ڈھانپ لیا
بہ فلما اثقلت دعوا اللہ	تو ہلکا سا حمل ہوا جسکو لیے پھرتی رہی
ربھما لئن آتیتنا صالحا	پس جب وہ بھاری ہوا تو دونوں نے
لنکونن من الشاکرین	اللہ اپنے رب سے دعا کی اگر اس نے صالح
فلما آتاھما صالحا	عطا کیا تو شکر گذار ہوں گے پس جب
جعلا لہ شرکاء فیما	اللہ نے ان دونوں کو صالح عطا کیا
آتاھما	دونوں نے اللہ کا شریک بنا لیا اسمیں جو ان
(اعراف)	دونوں کو عطا ہوا تھا۔

ان آیات میں نوع انسان کی پیدائش کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ اسکی پیدائش نفس واحد سے ہے اور اسکا جوڑا اسی کے لیے باعث سکون بنایا۔ یہ انسانی جوڑا اسکی مادہ جب حاملہ ہوتی ہے تو بڑی دعائیں کرتے ہیں اے اللہ ایسا کیجیو اور فرزند عطا ہو جاتا ہے تو اس سلسلہ میں بھی مشرکانہ کردار ادا کرتے ہیں۔

اور آیات میں کہیں بھی حضرت آدمؑ کا ذکر نہیں ہے لیکن جعلا کی ضمیر تثنیہ کا مرجع آدمؑ اور ان کی بیوی حواؑ کو قرار دیدیا اور پھر اس بارے میں ایک عجیب قصہ بھی بیان کردیا اور اتفاق سے اسکو امام ترمذی نے بھی روایت کردیا اور حاکم نے اسکو صحیح قرار دیدیا۔ قصہ یہ بیان کیا کہ آدم اور حواؑ کے اولاد نہ جیتی تھی تیسرے بچہ کی ولادت کے موقعہ پر شیطان نے بی بی حوا کو اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ اس بچہ کا نام عبدالحارث رکھ لے۔ الحارث آسمان میں ابلیس کو کہا جاتا ہے۔ چنانچہ آدم و حوا نے عبدالحارث نام رکھدیا وہ کب تو دعا کرتے تھے اور جب بچہ پیدا ہو گیا تو شرک میں مبتلا ہو گئے۔

حضرت ابن عباسؓ کے اس اثر کو جو انہوں نے کعب احبار سے روایت کیا ہے۔ مجاہد۔ سعید بن جبیر عکرمہ اور قتادہ، سدی وغیرہ جیسے اکابر نے روایت کیا ہے اور ایک سند سے اسکو مرفوع بھی قرار دیدیا ہے۔ اور علامہ ابن کثیر نے صاف کہدیا کہ یہ روایت اہل کتاب کی ہے اور ابو بکر جصاص۔ علامہ آلوسی امام رازی نے بیان کیا ہے کہ آیت میں جعلا کی ضمیر کا مرجع آدم اور حوا کو قرار دینا بالکل غلط ہے۔ ان آیات میں انسان کی عادت قدیمہ کی ترجمانی کی گئی کہ وہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں کیسے کیسے عہد و پیمان کرتا ہے اور جب اولاد مل جاتی ہے تو شرک اور نافرمان بن جاتا ہے حالی نے اپنی مسدس میں اسی کی شکایت کی ہے۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پہ کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ جا جا کے نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے۔

آٹھواں باب

جنّات اور سحر

حقیقت سحر

یہ کتنا عجیب وغریب اتفاق ہے کہ سحر اور جنات میں ہر اعتبار سے مناسبت ہے۔ جن کے معنیٰ بھی چھپے ہوئے کے آتے ہیں، اور سحر کے اندر بھی چُھپا ہونے کا مفہوم ہے۔ امام ابوبکر جصاص نے احکام القرآن میں فرمایا ہے۔

"اہل لغت نے ذکر کیا ہے کہ سحر کی اصل لغت میں اس شیٔ کیلئے ہے جو لطیف ہو اور جس کا سبب مخفی ہو، اور سَحَر فتح کے ساتھ غذا کے معنیٰ میں بھی آتا ہے کیونکہ وہ مخفی ہوتی ہے اور اس کے مجازی معنیٰ لطیف ہونیکے ہیں جیسا کہ لبید شاعر نے کہا ہے"

ارانا موضعین لامر غیب
ونسحر بالطعام وبالشراب

یہاں سَحر میں دو وجہ بیان کی گئی ہیں۔ ہم سحر زدہ کی طرح مشغول اور فریفتہ تھے، دوسرے یہ کہ ہم غذا حاصل کر رہے تھے۔ جو بھی وجہ ہو اس کے معنیٰ خفا اور پوشیدہ کے ہیں، اور سَحر پھیپھڑے کا وہ حصہ جو حلق سے متصل ہوتا ہے اس کو بھی کہتے ہیں۔ (احکام القران)

حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین سحری ونحری	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پھیپھڑے اور گلے کے درمیان وفات پائی۔

یہ حصہ سینہ کے اوپر اور گلے سے نیچے ہوتا ہے، یہاں سے کھانا بطن (پیٹ) میں داخل ہونے کے قریب ہو جاتا ہے جبکہ حلق سے چھپ جاتا ہے۔ رات کے آخری حصہ کو بھی سحر کہتے ہیں۔ جبکہ صبح اور فجر کے آثار نمودار ہونیکا وقت قریب ہوتا ہے اور رات کے جانے کا وقت ہوتا ہے۔ آیت شریفہ ہے۔

۱۔ انما انت من المسحرین — تو وہ مخلوق ہے جو کھاتی اور پیتی ہے۔

یعنی محتاجِ غذا اور خوراک ہے۔

۲۔ وما انت الا بشر مثلنا — اور آپ بھی ہم ہی جیسے آدمی ہیں

۳۔ مالھٰذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق — یہ رسول کیسا ہے جو کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔

ترجمہ میں لغت کے اصل مفہوم یعنی چھپنے کو اختیار کیا ہے، غذا بھی چھپی ہوتی ہے۔ ظاہری معنی وہی ہیں کہ آپ سحر زدہ معلوم دیتے ہیں۔ آپ پر سحر ہو گیا ہے۔ جنون میں بھی عقل چھپ جاتی ہے۔ اس لئے جنون اور سحر دونوں قریب ایک ہی جیسے مرض ہوتے ہیں، سحر میں بھی عقل ٹھپ ہو کر رہجاتی ہے، سحر مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ دھوکہ دینا اور بے حقیقت خیالات پیدا کرنا، جیسے کہ شعبدہ باز جو بھی کرتا ہے ہاتھ کی صفائی کی پر اور نظر بچا کرتا ہے۔ جیسا کہ چغلخور باتیں بنا کر اور دوسری طرف سے غافل کر کے باتیں کیا کرتا ہے اور آدمی اس کو سچ جانتا ہے جبکہ دوسری جانب اس پر پوشیدہ ہوتی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

۱۔ سحروا اَعینَ النّاسِ واسترھبوھم — انہوں نے لوگوں کی آنکھوں کو باندھ دیا اور انکو ڈرایا۔

۲۔ یخیل الیہ من سحرھم — ان کے جادو سے ان کو خیال ہونے لگا۔

اسی نسبت سے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ساحر کہا تھا۔

وقالوا یایھا الساحر ادع لنا ربک — اور بولے اے جادوگر تو اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کر۔

۲۔ سحر کے دوسرے معنی شیطان سے کسی طرح کے تقرب کے ذریعہ اس کی معانت حاصل کرنا بھی ہے۔

۱۔ ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کل افاک اثیم — میں بتلاؤں کس پر اترتے ہیں شیاطین، وہ اترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر۔

۲۔ ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر۔ — اور لیکن شیاطین نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو سحر سکھلاتے تھے۔

مطلب یہ ہیکہ سحر عملِ شیطان ہے اور شیطان بُرے اور حرام کاموں میں ساتھ ہو جاتا ہے اس لئے اس قسم لوگ قرین اشیطان اور اس کے دوست ہوتے ہیں۔

۳۔ سحر کا تیسرا استعمال ایسے معنی کے لئے بھی ہوتا ہے کہ ایسے عمل اور کام کرنا جس سے اشیاء کی حقیقت بدل جاتی ہے، مثلاً آدمی سے گدھا یا بندر وغیرہ بنا دینا۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے۔ اہل علم اس کے قائل نہیں ہیں کبھی کسی چیز کی خوبی بیان کرنے کو بھی سحر سے تعبیر کرتے ہیں۔

علامہ دمیری نے حیات الحیوان میں تحریر کیا ہے کہ سحر کی حقیقت ہے اور اس میں تاثیر بھی ہے بعض لوگ اس عقیدے کے خلاف ہیں مگر صحیح قول اول ہی ہے۔ کیونکہ قرآن پاک ظاہری معنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی صحت پر دلالت کرتی ہیں، اور بقول ماذری علماء کا اس بارے میں اختلاف اور اضطراب ہے کہ جادو کس حد تک مؤثر ہو سکتا ہے چنانچہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اسکی تاثیر تفریق زوجین تک ہے

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ — پس وہ سیکھ لیتے ہیں وہ جو تفریق کردے خاوند اور اس کی بیوی کے درمیان

لہذا اس کی تاثیر اس سے زیادہ ہوتی تو قرآن پاک میں ضرور مذکور ہوتا۔ لیکن حضرات اشعریئین کہتے ہیں کہ سحر میں اس سے زیادہ تاثیر ہے کیونکہ قرآن میں جو مذکور ہے اس سے عدم زیادتی سے انکار نہیں ہے یہی قول صحیح ہے۔ اور یہی ماذری نے اختیار کیا ہے

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اشعریئین نزدیک جب ساحر کے ہاتھوں خرق عادت جائز ہے تو پھر نبی اور ساحر میں کیا فرق رہا ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو خرق علامت ساحر کے ہاتھ صادر ہوتاہے اور جو نبی کے ہاتھ پر بھی صادر ہوتا ہے اس میں بہت بڑا فرق ہے اولاً فرق تو یہی ہے کہ معجزہ وہ ہے جو اپنے مثل پر عاجز کردے۔ جبکہ کرامت کا بھی مثل ہوسکتاہے اور جادو کا بھی مثل ہوسکتاہے۔ جادوگر فساق وفجار اور انسانیت سے کورے ہوتے ہیں۔ جبکہ نبی، ولی، اتقیار مقربین الہٰی ہوتے ہیں۔ جادوگر کو قرب شیطان ہوجاصل ہوتا ہے اور وہ حواس باختہ ہوتا ہے اس کا جادو اس کے لئے استدراج ہوتاہے۔ قرآن شریف میں جادو اور معجزہ کا فرق بہت نمایاں طور پر مذکور ہے۔

فلما القوا سحروا اعین	پس جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی
الناس واسترهبوهم وجاؤا	آنکھوں کو دھوکا دیا۔ اوران کو ڈرایا
بسحر عظیم	اور وہ بھاری جادو لائے تھے۔

ان جادوگروں نے یہ کھٹ رنت کی تھی کہ ان کی لاٹھیاں اور رسیاں سانپوں کی طرح لہرا رہی تھیں۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کو جب حکم ہوا۔

ان الق عصاك فاذا هی	آپ اپنی لاٹھی ڈالدیں پس وہ
تلقف ما یافکون	سب کو چٹ کرگئی جو وہ گھڑ کر
(اعراف)	لائے تھے۔

یعنی صرف جادو کا توڑ ہی نہیں بلکہ سارا دھندہ ہی غائب ہوگیا رسیوں اور لاٹھیوں کا وجود ہی نہ رہا۔ جادوگر ماہر تھے وہ جان گئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں جو صادر ہوا ہے وہ جادو سے بالاتر ہے۔ جب ہی تو انہوں نے اعتراف کرلیا تھا۔

وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ — اور گر پڑے جادوگر سجدہ میں اور
قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ — بولے ہم ایمان لائے رب العالمین
رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ (اعراف) — پر جو رب موسیٰ اور ہارون ہے۔

تاریخ جادو

جادو کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے ہے۔ چونکہ زمین پر پہلے جنات آباد تھے۔ ان کی شریر قسم جادوگر ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں گذر چکا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو دعوت دی تو انہوں نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ "یہ جادوگر ہے یا پاگل ہے" یعنی ساحر او مجنون اس سے ظاہر ہے کہ جادو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بھی تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا بہت عروج پر تھا۔ سبع سیارہ (سات ستاروں یعنی زہرہ، مشتری، مریخ وغیرہ) کی پوجا ہوتی تھی۔ علامہ جوہری نے اور ابو بکر جصاص نے لکھا ہے کہ لوگ ان کی پوجا کرتے تو اسی طرح کا لباس پہنتے۔ کھانوں میں پرہیز کرتے اور بھوکے رہتے، بخور جلاتے اس طرح کچھ تاثیرات پیدا کر لیتے تھے، ہمارے زمانہ میں بھی عاملین، ترک حیوانات، و پیاز لہسن وغیرہ کرتے ہیں۔ چلہ کرتے روزہ رکھتے اور زمین پر سوتے کمبل اوڑھتے ہیں اس طرح ان کو ارواح خبیثہ کا قرب حاصل ہوجاتا ہے اور ان کی مدد سے وہ طرح طرح کے کرتب دکھاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ان کے قبضہ میں مؤکل (جن) ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ خود جنات اور شیاطین کے قبضہ میں ہوتے ہیں اور جنات ان کے ہاتھوں سے کاموں کا ظاہر ہونا دکھلاتے ہیں۔

سحر کی جو سب سے بڑی قسم ہے وہ کلدانیوں اور بابل کا سحر ہے اسی کو باطل کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ اس سحر کے علم کی اصل ہاروت و ماروت سے چلی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ بابل کے لوگ ہاروت و ماروت سے اس سحر کا علم اور طریقہ سیکھتے تھے، اور پھر اس کے ذریعہ اپنے مقاصد حاصل کیا کرتے تھے نیز اس میں انہوں نے مختلف تحقیق و تجربے کئے تھے اور اس

کے علم کو بہت زیادہ وسیع اور ہمہ گیر بنا دیا تھا

تاریخ کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ بابل کے اس فن کے ماہرین نے نمرود کے زمانہ میں اپنے شہر بابل میں جو کہ نمرود کا دارالسلطنت تھا، اس سحر کے ذریعہ ایسے چھ ہوش ربا اور محیرالعقول طلسمات بنا رکھے تھے جن کی حقیقت و کیفیات جان کر انسان کی عقل حیران اور دنگ رہجاتی تھی۔ اول یہ کہ انہوں نے تانبے کی ایک ایسی بطخ بنا رکھی کہ جو شہر میں کسی دشمن یا جاسوس کے داخل ہونے پر ایک مخصوص قسم کی آواز نکالنے لگتی تھی جس سے وہ شخص پکڑ لیا جاتا تھا۔

دوسرے یہ کہ انہوں نے ایک ایسا نقارہ بنایا تھا کہ اس پر چوٹ مارنے سے گم شدہ اشیاء کا پتہ ملتا تھا اس میں سے ایک آواز نکلتی تھی جو یہ اطلاع دیتی تھی کہ تمہاری چیز فلاں جگہ ہے اس طرح سے وہ چیز اسکو اسی جگہ سے مل جاتی تھی۔ تیسرے اسی طرح سے اسی قسم کا ایک ایسا آئینہ بنا رکھا تھا کہ جب کسی کے گھر کا کوئی فرد غائب ہو جاتا تو وہ اس آئینہ کے پاس آتا اور گم شدہ شخص کا حال دیکھ لیتا۔ اور وہ شخص جس جگہ بھی اور جس حالت میں بھی ہوتا اس آئینہ میں نمودار ہو جاتا۔

چوتھا طلسم یہ تھا کہ انہوں نے ایک ایسا حوض بنایا تھا کہ سال میں ایک دفعہ مخصوص دن کو شہر کے امراء اور معززین اس کے کنارہ پر جمع ہوتے اور جشن مناتے اور اپنے ساتھ اپنی اپنی پسند کا مشروب لاتے تھے جس کو وہ اس حوض میں ڈال دیتے تھے۔ اور بعد کو خدام اس کے کنارے کھڑے ہو کر لوگوں کو پلانا شروع کرتے تو ہر ایک کو اس حوض سے وہی پسندیدہ مشروب حاصل ہوتا جو اس نے اس میں ڈالا تھا۔

پانچواں طلسم یہ تھا کہ انہوں نے ایک ایسا تالاب بنایا تھا کہ جسکے ذریعہ۔۔ لوگوں کے تنازعات نمٹایا جاتا۔ جب کبھی دو آدمیوں میں کوئی جھگڑا ہوتا تو دونوں اس تالاب کے کنارے آتے اور پھر اس میں اتر جاتے، چنانچہ جو شخص حق پر ہوتا تو تالاب کا پانی اس کی ناف سے نیچے رہتا اور غرق نہ ہوتا۔ اور دوسرا جو ناحق وہ ڈوب جاتا تھا۔

اور اگر وہ فریق مخالف کے حق کو تسلیم اور اپنے جھوٹے دعوے سے دستبردار ہو جاتا تو پھر غرقابی سے نجات پا جاتا۔

چھٹا طلسم۔ نمرود کے محل میں ایک وسیع میدان تھا جس میں ایک درخت تھا جس کے سایہ میں درباری لوگ بیٹھتے تھے، لوگوں کی تعداد جس قدر بڑھتی جاتی اسی قدر اس کا سایہ بھی بڑھتا جاتا یہاں تک یہ تعداد ایک لاکھ افراد تک پہونچ جاتی مگر اس عدد سے ایک آدمی بھی زیادہ ہو جاتا تو سایہ سب پر سے ختم ہو جاتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ اس فن میں صرف بابل کے لوگ ہی دلچسپی اور مہارت بلکہ نمرود بذات خود اس فن میں مہارت رکھتا تھا۔ اور اس علم کی سرپرستی کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سحر کی یہ قسم اپنی جملہ اقسام میں سخت ترین اور مشکل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مستقل جانفشانی محنت اور ریاضت و استقامت کے بعد اگر اس علم کو حاصل کرلے تو پھر اس کو زبردست طاقت و قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ نمرود جو کہ اس فن میں کافی مہارت رکھتا تھا جس کی وجہ سے نہایت مغرور اور سرپھرا ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے اس اپنی خدائی کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اور رعایا پر ظلم و استبداد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس علم کو باطل کرنے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اجسام وارواح کی ساری حقیقتیں منکشف فرمادی تھیں، اور انہوں نے ہر جسم اور ہر روح کو قادر مطلق کے دست قدرت کے تحت مجبور اور بیکس دیکھا تو سب سے منہ پھیر کر ذات واحد کی طرف متوجہ ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود و اسکی رعایا پر حجت قائم کی جس پر ان کو آگ میں ڈالدیا گیا اسکے بعد انہوں نے بابل سے ہجرت کی اور ملک شام سے ہوتے ہوئے مصر تشریف لیگئے جہاں جادو اور ستارہ پرستی دوروں پر تھی۔ چنانچہ فرعون نے موسیٰؑ کے مقابلہ میں جادوگروں کو ہی جمع کیا تھا۔

بنی اسرائیل خود فن جادوگری میں طاق تھے۔ چنانچہ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں بچھڑے کی پوجا کرادی۔ جب حضرت سلیمان کا زمانہ آیا تھا تو اس زمانہ میں بھی جادوگری پورے شباب پر تھی، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہ معجزے عطا فرمائے کہ جس سے جادوگری کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد، ان کی حکومت دو حصوں میں دو بیٹوں میں تقسیم ہوگئی غرض کہ جب جب بھی بنی اسرائیل تنزلی پیدا ہوئی تو ان کے علماء نے جادوگری شروع کر دی۔ تعویذات۔ جادو ٹونے جھاڑ پھونک وغیرہ کرتے، مدینہ منورہ میں یہودیوں کا پڑھا لکھا طبقہ اس کام کو کیا کرتا تھا۔

آدمی کی عادت ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس کو ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔ منجملہ تدابیر کے یہ بھی ہے کہ تعویذوں اور جھاڑ پھونک کا سہارا لیتا ہے۔ اور اس کے لئے پہلے ہی سے دوکانیں سجی ہوئی ہیں، سہولت پسندی، بدعملی بے عملی۔ بدعقیدگی اس فن کی پیداوار ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱۔ مَنْ اَتٰی کَاهِنًا اَوْ عَرَّافًا اَوْ سَاحِرًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ علیہ السلام۔

جو بھی کاہن، عراف اور ساحر کے پاس آیا اور اس کے کہے کی تصدیق کی اس نے اس کا انکار کیا جو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

۲۔ اَلْمُنَجِّمُ کَاهِنٌ وَالْکَاهِنُ سَاحِرٌ وَالسَّاحِرُ کَافِرٌ (مشکوٰۃ)

نجومی کاہن ہوتا ہے اور کاہن جادوگر ہوتا ہے اور جادوگر کافر ہوتا ہے

۳۔ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُقْبَلْ صَلٰوۃُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً (مسلم)

جو عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں معلوم کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہ ہوگی۔

بعض روایات میں صرف چالیس نماز مذکور ہے اور اس کی شرح گذر چکی ہے۔

حضرت، حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

هَل رَاى فيكم المغَرّبون	کیا تم میں مُغربون دکھلائی دیتے ہیں
قلت ما المغَرّبون قال الذين	بولیں مُغربون کون ہیں؟ فرمایا وہ
يشترك فيهم الجن (مشکوۃ)	لوگ جن میں جن شریک ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دور اور جنات سے قریب ہوتے ہیں اور جنات کے فریب میں خود بھی مبتلا ہوتے ہیں اور دوسروں کو مبتلا کرتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابن مسعود رضؓ نے میری گردن میں ایک دھاگا لٹکا دیکھا۔ فرمایا یہ کیا ہے؟ بولیں اس میں منتر پڑھ کر میرے لئے گنڈا بنایا گیا ہے حضرت ابن مسعود رضؓ اسکو نکالا اور توڑ کر پھینکدیا اور فرمایا

انتم آل عبد الله لاَغنياءُ	تم اے آل عبداللہ شرک سے مستغنی ہو
عَنِ الشِّرْكِ	

اس سے ظاہر ہے کہ یہ چیزیں امور شرکیہ میں سے ہیں اس کے بعد حضرت ابن مسعود رضؓ کی اہلیہ نے فرمایا کہ آپکی کیا رائے ہے کہ میری آنکھ میں درد تھا میں فلاں یہودی کے پاس گئی اس نے دم کیا تو آرام ہوگیا، اس پر ابن مسعود رضؓ نے فرمایا۔

اِنماذٰلك عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ	یہ شیطانی کام ہے وہ اپنے ہاتھ
ينخسهابيدهٖ فاذارُقِىَ كَفَّ	سے چونکا لگاتا ہے جب دم کیا جاتا
عَنْهَا۔	ہے تو آرام ہو جاتا ہے۔

پہلے حدیث کی شرح میں گذر چکا ہے کہ یہ شیطان کی جانب سے ایک رشوت ہے تاکہ لوگ گمراہ ہو جائیں۔ اس کے بعد حضرت ابن مسعود رضؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ پڑھ کر دم کرتے تھے۔

اِذْهَبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِىْ لَاشِفَاءَ اِلَّاشِفَاءُكَ (مشکوۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہیکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

یدخل الجنۃ من امتی سبعون	میری امت میں ستر ہزار (لوگ) ایسے
الفا بغیر حساب ہم الذین	ہونگے جو جنت میں بلا حساب داخل
لا یسترقون ولا یتطیرون	ہونگے یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے نہ
وعلی ربہم یتوکلون	جھاڑ پھونک کرائی ہوگی اور نہ شگون
	(بد) لیا ہوگا بلکہ صرف اللہ پر بھروسہ کیا،

اور حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من اکتوی او استرقی فقد بری	جس شخص نے داغ دلوایا، یا منتر
من التوکل (مشکوٰۃ)	پڑھوایا، تو وہ توکل سے بری ہوا۔

ساحر کی سزا

امام ابوبکر جصاصؒ نے ساحر کی سزا کے بارے میں طویل بحث کی ہے۔ جس سے سزا کیساتھ دوسرے امور پر بھی روشنی پڑتی ہے اور متعدد امور نمایاں ہوتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

نافع نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حفصہؓ کی باندی نے ان پر سحر کیا تھا۔ اس کو پکڑ لیا گیا اور اس نے اعتراف کیا تو اس کو قتل کر دیا گیا۔

جزبن معاویہؓ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا تھا۔

اقتلوا کل ساحر وساحرۃ	ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کردو
فقتلنا ثلاث سواحرا	چنانچہ ہم نے تین جادوگرنیوں کو قتل کر دیا

اور حضرت حسن بصریؒ نے ارشاد فرمایا۔

یقتل الساحر ولا یستتاب	جادوگر کو قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہیں۔

حضرت عمرو بن شعیب عن جدہ روایت کیا ہے کہ ایک جادوگر پکڑا گیا حضرت عمرؓ نے اس کو سینے تک گاڑ دیا اور چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

امام ابوبکر جصاصؒ نے کہا ہے کہ اسلاف کا قتل ساحر پر اتفاق ہے۔ اور ابن شجاع نے حسن بن زیاد کے واسطے سے امام ابو حنیفہؒ کا قول نقل کیا ہے کہ۔

یقتل اذا علم انہ ساحر ولا یستتاب ولا یقبل قولہ انی اترک السحر واتوب منہ	قتل کر دیا جائے جب معلوم ہو جائے کہ وہ ساحر ہے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

اور اگر یہ اقرار کرے کہ میں پہلے سحر کرتا تھا اور اتنے عرصے سے ترک کر دیا ہے اور اس پر گواہ بھی ہوں تو قتل نہ کیا جائے۔ ابن شجاع نے کہا ہے کہ ساحر اور ساحرہ کا حکم مرتد والا حکم ہے (مرتد کے احکام نافذ ہونگے یعنی مرنے کے بعد اس کی تجہیز و تکفین ہو گی اور نہ ہی اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جائیگا اور نہ اس کے لئے ایصال ثواب کیا جائیگا (کاتب)) اور امام ابو یوسفؒ سے جب امام اعظم ابو حنیفہؒ کے قول کی تشریح چاہی تو انہوں نے فرمایا۔

انّ الساحر قد جمع مع کفرہ السعی فی الارض بالفساد۔	ساحر کفر کے ساتھ ساتھ فساد فی الارض کا مرتکب ہوتا ہے۔

اور اس بات پر دلیل کے ساحر کافر ہوتا ہے یہ آیت ہے۔

۱۔ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علٰی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولٰکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر۔	اور پیچھے ہوئے اس کے جو پڑھتے تھے شیطان سلیمان کی حکومت کے زمانہ میں اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا جو لوگوں کو سحر سکھایا کرتے تھے۔
۲۔ وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت وما یعلمان من احد حتی یقولا انما نحن	اور نہیں نازل کیا گیا دونوں فرشتوں بابل میں ہاروت و ماروت پر اور نہیں سکھاتے تھے وہ کسی کو حتی کہ کہہ دیتے

فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ۔ ہم تو فتنہ ہیں تم کفر میں مت پڑو۔

اور ساحر کا کفر ثابت ہو گیا۔ اگر وہ مسلمان تھا اور پھر ساحر بنا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من بدل دینہ فاقتلوہ جو دین بدل دے اسکو قتل کر دو

اور حسن بن جندب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدُ السّاحر ضربہ بالسیف جادوگر کی حد تلوار سے قتل کرنا (احکام القرآن)

مذکورہ بالا تصریحات سے ظاہر ہے کہ ساحر کافر ہوتا ہے۔ اگر وہ مُرتد کے حکم میں بھی نہ ہو تو فساد فی الارض کا مرتکب تو ہے ہی اور اس جرم کی سزا بھی قتل ہی ہے علامہ دُمیری نے کہا ہے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ ایمان اور سحر دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

چونکہ کہانت، نجومی اور عَرّافی یہ ان سب کو سحر ہی کے ضمن میں شمار کیا جاتا ہے اور ایک درخت کی شاخیں ہیں جن سے ایمان کو خطرہ پیدا ہوتا ہے اس لیے ان سب کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ عاملین حضرات حاضرات کرنے میں وہ سب کرتب کرتے ہیں جو عرّاف اور کاہن کرتے ہیں۔ اس لیئے ان کی حاضرات بھی حرام ہے اور ان کے بیان کردہ امور سے ایمان کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اور فساد فی الارض کا باعث بھی ہے۔ اس لیے عاملین کا یہ عمل بھی ناجائز اور حرام ہے اور اس پر اجرت لینا بھی ناجائز ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِنّ ھٰؤلاء العَرّافین کہّانُ — یہ عَرّاف لوگ عجمیوں کے کاہن ہیں

العجم فمن اتٰی کاھنا یومن لہ بما — لہٰذا جو کاہن کے پاس گیا اور اس

یقول فھو بَرِیٌٔ مما اُنزِلَ — کی تصدیق کی وہ اس سے بَری ہے

علٰی محمدٍ عَلیہِ الصلوٰۃ — جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام — پر نازل ہوا (احکام القرآن)

عرّاف سے مراد یہ ہیکہ ہاتھوں کی لکیریں اور بدن کے نشانات دیکھکر حالات بتلانا۔ اسی کے ہم معنیٰ حاضرات کے ذریعہ غیب کی چیزوں یا نا معلوم واقعات کو بتلانا بھی ہے اور اس پر یقین رکھنے کا وہی حکم ہے جو بیان ہوا ہے اور یہی حال فالناموں کا ہے۔
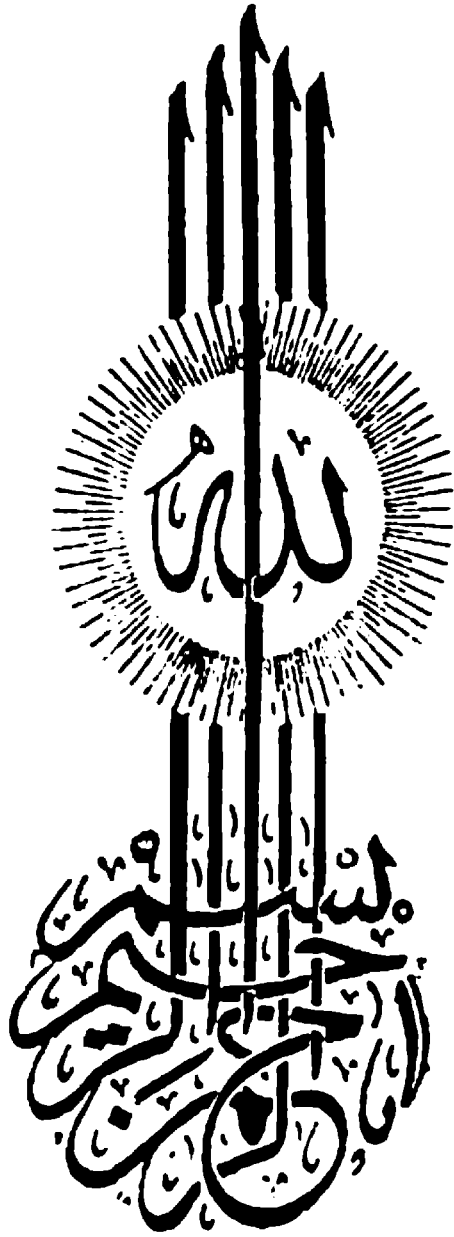
نواں باب

طِب اور جھاڑ پھونک

از۔ ناہدالرحمٰن بی۔اے مظاہری۔

"طِب" طا، کے زیر کے ساتھ رائج ہے، لیکن علامہ سیوطیؒ کے نزدیک زبر، زیر، پیش، تینوں اعراب کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ طب کے معنیٰ ہیں علاج کرنا، دوا کرنا۔ بعض مواقع پر اسکو طا، کے زبر کے ساتھ بمعنیٰ سحر بھی پڑھتے ہیں اسی مناسبت سے مَطبوب سحر زدہ شخص کو کہتے ہیں۔

طب کا تعلق جسم ظاہر اور جسم باطن دونوں سے ہے۔ دفع امراض اور حفظان صحت کے لئے بدن کے علاج معالجہ کو "طب جسمانی" اور جن تدابیر کے ذریعہ نفس انسانی کو غلط افکار و اعمال کی مضرتوں سے محفوظ کیا جائے اس کو "طب نفسانی" (طب روحانی) کہتے ہیں۔ دونوں طرح کی طب کا علاج بھی جداگانہ ہے۔ ایک میں دواؤں کے ذریعہ علاج کیا جاتا ہے تو دوسری میں دعاؤں اور آیات قرآنیہ اور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے دیگر طرق سے (تفصیل آئندہ ملاحظہ فرمائیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طریقۂ علاج (روحانی و جسمانی) کو اختیار فرمایا ہے اور اس کی اجازت دی ہے۔

فن طب بقول امام ابو اللیث سمرقندیؒ فن طب کا اس قدر حاصل کرنا مستحب ہے کہ مضر چیزوں سے بچا جا سکے اور بعض حکماء نے کہا ہے

العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان   علم دو ہیں دین کا علم اور بدن کا علم۔

لہٰذا جس قدر دینی امور کے لیے علم دین کا حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح اسی قدر علم طب کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ تاکہ مضرات جسم سے بچا جا سکے۔ تمام اطباء

کا اس پر اتفاق ہے کہ پرہیز سے زیادہ کوئی چیز نفع بخش نہیں۔ اور بعض صحابہ کرامؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "کیا میں ایسی طب تعلیم نہ کردوں کہ جس میں اطباء کو اختلاف نہ ہو، اور کیا ایسا علم تعلیم نہ کروں کہ جس میں علماء کو اختلاف نہ ہو، اور ایسی حکمت تعلیم نہ کروں جس میں حکماء کو اختلاف نہ ہو؟

عرض کیا جی فرمایئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

۱۔ 'طب' تو یہ ہے کہ دسترخوان پر بھوک کی حالت میں بیٹھو، اور جب کچھ خواہش رہ جائے تو اُٹھ جاؤ۔

۲۔ 'علم' یہ ہےکہ جب کوئی بات دریافت کیجائے اور وہ تمہیں معلوم نہ ہو تو 'واللہ اعلم' کہدو۔

۳۔ 'حکمت' یہ ہےکہ جب تم لوگوں کے درمیان بیٹھے ہو، اگر وہ کسی خیر میں لگے ہوئے ہوں تو تم بھی اس میں شریک ہو جاؤ، اور اگر کسی شر میں لگ جائیں تو تم یکسو ہو جاؤ۔

فقیہہ ابوالليث فرماتے ہیں کہ آدمی کو زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھانا چاہیئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کو بھی ناپسند ہے اور لوگوں کو بھی ناپسند ہے، اور بدن کے لیے بھی مضر ہے بعض طبیبوں سے معلوم کیا گیا، کیا کتاب اللہ میں 'طب' ہے؟ فرمایا ہاں اور پوری 'طب' ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں جمع کر دیا ہے۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا — کھاؤ پیو اور فضول خرچی نہ کرو

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ بھی فضول خرچی ہے کہ جو جی میں آئے کھائے

فقیہہ فرماتے ہیں کہ صحت اور درازی عمر کا راز کھانا خوب پکانے اور خوب چبانے میں ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ آدمی کے لیے سب سے نفع کی چیز دن کے کھانے کے بعد آرام کرنا، اور شام کے کھانے کے بعد کچھ چلنا اور حرکت کرنا مفید ہے چنانچہ مشہور ہے

اذا تغدّیٰ تمدّیٰ واذا تعشّیٰ تمشّیٰ — جب صبح کو کھاؤ تو آرام کرلو اور شام کو کھاؤ تو چلو۔

کہا گیا ہے کہ زیادہ کھانے میں چھ برائیاں ہیں ۱۔ اللہ کا خوف جاتا رہتا ہے۔

۲۔ دل سے خلق خدا کی محبت نکل جاتی ہے، کیونکہ ہر ایک کو پیٹ بھرا خیال کرتا ہے
۳۔ عبادت میں سستی کرتا ہے۔ ۴۔ کلام حکمت آمیز سننے کے باوجود قلب میں رقت پیدا نہیں ہوتی، ۵۔ جب خود وعظ و حکمت کی باتیں کرتا ہے تو لوگوں پر اثر نہیں کرتی۔
۶۔ ہمیشہ مریض رہتا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَلمِعدَۃُ حَوضُ البَدَنِ وَ العُرُوقُ اِلَیھَا وَارِدَۃٌ فَاِذَا صَحَّتِ المِعدَۃُ صَدَرَتِ العُرُوقُ بِالصِّحَّۃِ وَاِذَا فَسَدَتِ المِعدَۃُ صَدَرَتِ العُرُوقُ بِالسَّقَمِ۔
(مشکوٰۃ فصل الثالث)

(آدمی کا) معدہ بدن کا حوض ہے اور (پیٹ) کی رگیں (جو اعضاء جسم سے پیوستہ ہیں) معدہ کی طرف (پانی پینے والے کی طرح) آتی ہیں جب معدہ درست ہوتا ہے تو یہ رگیں معدہ سے صحت بخش رطوبات کے ساتھ اعضاء جسم کی طرف جاتی ہیں۔ اور جب معدہ خراب ہوتا ہے۔ تو یہ رگیں۔ فاسد رطوبات کے ساتھ اعضاء کی طرف جاتی ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ معدہ انسانی جسم میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ جب معدہ درست ہوتا ہے تو ایک عام اور سادی غذا صحت بخش بن جاتی ہے۔ اور اگر معدہ خراب ہے تو نفیس غذا بھی کوئی فائدہ نہیں پہونچاتی۔ اور کبھی کبھی بجائے فائدہ کے نقصان پہونچاتی ہیں۔

مسواک اور خلال

جس طرح سے کہ صحت جسمانی کا تعلق معدہ کی صحت پر ہے۔ اگر معدہ صحیح ہے تو تمام اعضاء بھی صحیح اور تندرست رہتے ہیں، اسی طرح سے معدہ کی صحت کا مدار دانتوں

کی صحت پر ہے، اگر دانت خراب ہیں تو اس سے نہ صرف قوت ہاضمہ اور معدہ متاثر ہوتے ہیں بلکہ اور متعدی امراض لاحق ہو جاتے ہیں، مثلاً بدہضمی پیچش، اسہال، دیدان الانف، پیٹ کے کیڑے، دل، کان، اور اکثر امراض چشم ود ماغ دانتوں کی خرابی ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کے تمام اطبار کا اس پر اتفاق ہے کہ جسمانی تندرستی کے لیے دانتوں کی صحت نہایت ضروری ہے۔ دیکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام طب کو کم کھانے اور مسواک میں محصور کر دیا ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لولا ان اشق علی امتی	اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ
لامرتھم بالسواک	سمجھتا تو میں انکو مسواک کا حکم دیتا۔

تمام علمار کا اتفاق ہے کہ مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے، مسواک کرنا تمام انبیار کی سنت ہے، مسواک کی فضیلت میں کم وبیش چالیس احادیث ہیں علمار نے لکھا ہے کہ مسواک کرنے میں ستر فوائد ہیں، اور ان میں سے کم درجہ کا فائدہ یہ ہیکہ مسواک کرنے کی عادت رکھنے والا موت کے وقت کلمہ شہادت کو یاد رکھے گا، اس کے برعکس افیون کھانے کے ستر نقصان ہیں اور سب سے کم درجہ کا نقصان یہ ہیکہ موت کے وقت کلمہ شہادت کو بھول جائیگا۔ مسواک کے فوائد میں مختلف احادیث منقول ہیں۔ صاحب ردالمحتار نے ... مسواک کے بارےمیں تیس سے زائد فوائد گنوائے ہیں۔ اسی طرح کی ایک روایت ضحاک نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسواک کرنے میں دس فائدے ہیں، منہ صاف کرتی ہے، اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے، فرشتہ خوش ہوتے ہیں، آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے، دانت سفید ہوتے ہیں، جباڑہ مضبوط ہوتا ہے، بدبو جاتی رہتی ہے، کھانا ہضم ہوتا ہے، بلغم قطع ہوتا ہے، فرشتہ موجود رہتے ہیں، نماز کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔

مسواک کسی کڑوے درخت (مثلاً نیم وغیرہ) کی ہونی چاہیئے اگر

پیلو کے درخت کی ہو تو اور بھی افضل ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر پیلو ہی کی مسواک استعمال فرمایا کرتے تھے، اور اس کی رغبت بھی دیا کرتے تھے، اطبار نے بھی 'نیم' کے مقابلہ میں 'پیلو' کی مسواک کو زیادہ مفید بتایا ہے۔ چنانچہ یورپ کے سائنس دانوں نے ثابت کیا ہے کہ 'نیم' کی مسواک میں کاربالک ایسڈ اور ٹینک ایسڈ پایا جاتا ہے۔ اور 'پیلو' کی مسواک میں کسی قدر 'گندھک' اور کافی مقدار میں 'ٹینک ایسڈ' پایا جاتا ہے، اسی وجہ سے دونوں قسم کی مسواکیں دافع تعفن، دافع امراض دنداں، اور مقوی و محافظ دنداں ہیں۔

یہی حال 'خلال' کا ہے فقیہہ ابو اللیث سمرقندیؒ نے فرمایا ہے کہ ابن عوف نے ابن سیرین سے روایت کیا کہ حضرت عمرؓ خلال کا حکم فرمایا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اس کے ترک کرنے سے دانت کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت جابرؓ نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے۔

"دھوپ میں گرم ہوئے پانی سے غسل نہ کرو کہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے اور لکڑی سے خلال نہ کرو کہ اس سے زخم ہوتا ہے"

اور امام اوزاعیؒ نے کہا ہے کہ آس کی لکڑی سے خلال کرنے سے عرق النسار کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"میں نو چیزوں سے خلال کو منع کرتا ہوں، بانس، قنت، ریحان، انار، آس، ورد، کزبرہ، جھاڑو، اور طرفا"

ان میں سے ہر ایک میں بیماری ہے، بانس کی لکڑی سے ناسور ہو جاتا ہے، اگر ناسور ہو گیا تو یہ قتل نفس کے مترادف ہے۔ اور قنت کی لکڑی سے خارش پیدا ہو جاتی ہے، ریحان کی لکڑی سے منہ میں بدبو آتی ہے، طرفا کی لکڑی سے ذہن کند ہو جاتا ہے، انار کی لکڑی سے درد ہوتا ہے۔ آس کی لکڑی سے رنگ زرد ہو جاتا ہے، جھاڑو کی لکڑی سے آنکھ کی روشنی کم ہو جاتی ہے۔ سینہ اور پیٹ میں درد ہو جاتا ہے۔ 'واللہ اعلم بالصواب'

غرض کہ دنیا بھر کے تمام دانشور، اطبار اور حکمار اس بات پر متفق ہیں کہ۔۔ معتدل غذا کو اعتدال کے ساتھ استعمال کرنے سے نہ صرف کہ معدہ تندرست بلکہ جسم بھی تندرست اور امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے برعکس غیر معتدل غذا اور بسیار خوری سے معدہ اور قوت ہاضمہ متاثر ہوتے ہیں ان کے ضعف کی وجہ سے جسم ناتواں ہی نہیں بلکہ مختلف امراض کا مرکز بن جاتا ہے مثلاً نسیان۔ مالی خولیا اختلاج قلب، بواسیر، ذیابیطس، مرگی، اور عورتوں کی مخصوص بیماریاں، وغیرہ دیگر وبائی اور مہلک بیماریاں، جو کبھی کبھی ہلاکت کا باعث بھی بن جاتی ہیں۔

علاج کرنا کرانا نہ صرف سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ واجب ہے سفیان نے زیاد بن علاقہ سے اور انہوں نے اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے کہ میں جناب رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ چند اعراب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر رہے تھے۔ کہ علاج کرانے میں ہم کو کوئی گناہ تو نہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے بندو علاج کرایا کرو اس لیے کہ کوئی مرض ایسا نہیں کہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے شفا نہ پیدا کی ہو"۔ اور ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ کوئی مرض موت اور بڑھاپے کے علاوہ ایسا نہیں کہ اللہ نے اس کی دوا نازل نہ کی ہو۔ تم گائے (بعض روایات میں بقرہ کے ساتھ لفظ ابل یعنی اونٹ آیا ہے) کا دودھ پیا کرو اس لیے کہ وہ ہر پیڑ سے پیدا ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ علاج معالجہ کے جتنے بھی مروجہ طریقے ہیں (بشرطیکہ شرکیہ اور حرام نہ ہوں) جائز ہیں۔ جھاڑ پھونک بھی ایک طریقہ علاج ہے اور بہت سے امراض میں مفید ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے رُقیہ یا جھاڑ پھونک جائز ہے بشرطیکہ عربی زبان میں ہوں اور انکے معنیٰ معلوم ہوں اور مشرکانہ نہ ہوں۔ (تفصیل آئندہ ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طریقہ علاج سے دواؤں کے بغیر علاج کیسے ممکن ہے۔ تو اس کے دو جواب ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس وقت دنیا میں جتنی

بھی بیتھی (طریقہ علاج) رائج ہیں ان میں سے بہت سی بیتھی (طریقہ علاج) ایسے ہیں کہ جن میں بڑے سے بڑے مرض کا علاج بڑی کامیابی سے بغیر دواؤں کے کیا جاتا ہے۔ مثلاً "ایکو پریشر" جسم کی مختلف رگوں کو دبا کر مختلف بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے، اسی طرح سے "علم التنفس" میں سانس کے ذریعہ علاج کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سے فن "یوگا" ہے، "سن باتھ" یا "اسٹیم باتھ" ہے "مسمریزم"، "ہپناٹزم"، اور "ٹیلی بیتھی" وغیرہ ایسے طریقہ علاج ہیں کہ جن میں دواؤں کو استعمال نہیں کیا جاتا اور بعض امراض میں جہاں دوائیں فیل ہو جاتی ہیں، مذکورہ طریقہ علاج کامیاب ہوتے ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ طبیعت مُدبّر (تدبیر) بدن ہے۔ طبیعت کو جب تقویت حاصل ہوتی ہے تو مرض دور ہونے لگتے ہیں۔ آیات قرآنی، یا ادعیہ ماثورہ یا کلمات روحانی کہ ان کو فرشتوں کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ افسوں مشرکانہ کہ جن کو شیاطین کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ آرام ہر دو طرح ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم ان امور کے مکلف ہیں جو غیر شیاطنی اور مشرکانہ نہ ہوں۔

جھاڑ پھونک

انسان کو وجود میں آنے کے بعد متضاد حالات سے واسطہ پڑتا ہے اور یہ ناگذیر ہے۔ راحت بھی ہے اور مصیبت بھی صحت بھی ہے اور مرض بھی۔ تونگری بھی ہے، اور غربت بھی ہے۔ افلاس اور غربت، سودی لین دین اور قرض بھی ہے تو ادائیگی صدقات اور زکوٰۃ بھی غرض کہ ان گنت حالات پیش آتے ہیں۔ اور ان حالات کا حل اسی نوعیت کا ہوتا ہے، حضرات صحابہؓ غربت میں مدینہ منورہ پہونچے تو اس کا حل مواخاۃ اور مواسات سے فرمایا۔ اسی طرح بیماری ہوتی ہے تو اسی نوعیت کی دوا بھی ہوتی ہے۔ مقدمہ بازی کا علاج اسی نوعیت اور قانونی تحفظ سے ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ بخار میں بھی جھاڑ پھونک اور تعویذ غرض کہ ہر معاملہ میں تعویذ اور جھاڑ پھونک۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ مصائب اور حالات سے نمٹنے کے لیے آدمی

وسائل اختیار کرتا ہے اور ان کے ذریعہ حالات کا حل نکالتا ہے۔ لیکن پس ماندہ قوم کے لوگ سہولت پسندی کی طرف چلتے ہیں، اسی سہولت پسندی اور نکمے لوگوں کی نذر دوکانداری جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کو جنم دیا۔

زمانہ جاہلیت میں مشرکوں اور یہودیوں میں یہی پس ماندگی تھی۔ جاہلیت کے سرغنوں نے جھاڑ پھونک، رقیہ، تولہ، اور تمیمہ کے ذریعہ بتوں سے وابستہ کرکے خوب نذرانے وصول کیے۔ اور یہودیوں نے بھی یہی کیا، اور فرسودہ روایات سے وابستہ کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کے شر در سے پناہ کی تعلیم دی ہے۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ — اور شر سے تھتکارنے والیوں کی گرہ

یعنی جادوگر اور جادوگرنیاں تاگوں میں گرہ لگاکر یہی کیا کرتی تھیں جسکو ہمارے عرف میں گنڈہ کہا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے واقعہ میں گذر چکا ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کے گلے سے گنڈہ توڑ کر پھینک دیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ شرکیہ بات ہے۔ اسی حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الرقی والتمائم والتولۃ شرک — جھاڑ پھونک تمیمہ اور تِوَلہ شرک ہیں

تمائم، تمیمہ کی جمع ہے، اور تمیمہ اس تعویذ کو کہتے ہیں جو گلے میں لٹکایا جاتا ہے، اور یہاں وہ تعویذ مراد ہیں جس میں اسماء الٰہی، قرآنی آیات، اور منقول دعائیں نہ ہوں اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں، کہ تمیمہ منکے کو کہتے ہیں، عرب میں زمانہ جاہلیت میں عورتیں چتکبرے مہروں کو جوڑ کر بچوں کے گلے میں ڈالدیتی تھیں، اور یہ عقیدہ رکھتی تھیں کہ اس کی وجہ سے بچوں کو نظر نہیں لگتی۔

تِوَلَۃ۔ ایک قسم کے ٹوٹکے کو کہتے ہیں۔ جو مرد عورت کے درمیان دھاگے یا تعویذ کے ذریعہ محبت قائم کرے۔

• جھاڑ پھونک تمیمہ اور تِوَلہ شرک ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب کام اور عملیات وہ ہیں جو اہل شرک کرتے ہیں، اور یہ سب چیزیں شرک جلی یا شرک خفی کے حکم میں آتی

ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ میں ابن ملک نے تمائم اور تولہ (تعویذ اور گنڈے) کو حرام قرار دیا ہے۔ اور ملا علی قاریؒ نے تمیمہ اور تولہ کو اور ان تعویذات کو جو بچوں کے گلے میں ڈالے جاتے ہیں (جیسے ناد علی وغیرہ) کو کہا ہے کہ یہ زمانہ جاہلیت کی چیزیں ہیں اور شرک ہیں، اور بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ عمل بیماری اور دفع مضرت کا ایک قوی سبب ہے اور خود اس میں تاثیر اور طاقت ہے، اس صورت میں یہ شرک خفی ہے اور مؤثر حقیقی سمجھنا یہ تو شرک جلی ہے۔

جس منتر کو شرک کہا گیا ہے کہ جس میں بتوں، دیوی دیوتاؤں اور شیاطین کے نام لیے جاتے ہوں، یا کفریہ اور شرکیہ کلمات پر مشتمل ہوں۔ نیز ایسے کلمات اور تعویذات جو غیر عربی زبان میں ہوں یا جنکے معنیٰ معلوم نہ ہوں جیسے (اعداد) یا معنیٰ معلوم ہوں لیکن غیر منقول اور غیر ماثور ہوں۔ (جس کا احادیث و روایات سے ثبوت نہ ہو)۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔۔

عن ابن مسعودٍ قال کان النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یکرہ عَشْرَ خِلالٍ الصفرۃُ یعنی الخلوقَ وَتغیِیْرِ الشَّیبِ وَجرِّ الإزارِ وَالتَّختُّمِ بِالذھبِ وَالتَّبرجِ بالزِّینۃِ لغیرِ مَحلِّھا وَالضَّربُ بِالکَعْبِ وَالرُّقیٰ اِلّا بِالمعوّذاتِ وَعقدُ التَّمائمِ الخ

حضرت بن مسعودؓ نے فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس چیزیں بری سمجھتے تھے۔ زرد رنگ مردوں کیلیے، سفیدی کو بدلنا، (خضاب لگانا) تہبند لٹکا کر چلنا، سونے کی انگوٹھی (مردوں کیلیے) زینت کی دکھاوٹ (غیر مردوں کیلیے) سینہ کوبی، جھاڑ پھونک مگر معوذات کے ذریعہ اور گلوں میں۔۔ تعویذوں کا لٹکانا۔

معوذات کا مطلب یہ ہیکہ جن آیات و احادیث میں تعوذ کا صیغہ آیا ہے یعنی قل اعوذ برب الناس وغیرہ اور اعوذ بکلمات اللہ التامات وغیرہ۔ یعنی قرآنی اور احادیثی دعائیں ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يدخلون الجنة من امتي سبعون الفًا (مسلم جمع الفوائد) — میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہونگے۔

حضرت عکاشہ رضؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا حضور! میرے لیے بھی دعا فرما دیجئے کہ میں بھی ان میں سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرما دی، اس کے بعد ایک صحابی اور کھڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور جیسا کہ عکاشہ ؓ" اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہوگئے۔ اور لوگوں میں اس بارے میں تذکرہ ہونے لگا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ بعض نے کہا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمان پیدا ہوئے اور مسلمان ہی مرے اور ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) باہر تشریف لائے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دریافت کیا گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ وہ حضرات ہیں، "جنہوں نے نہ تو داغ لگایا، اور نہ علاج کیا، اور نہ جھاڑ پھونک کرایا۔ اور نہ جنہوں نے شگون لیا بلکہ اللہ پر بھروسہ کیا" (رواہ مسلم)

عمران بن حصین فرماتے ہیں۔ میں ایک نور دیکھتا تھا اور فرشتوں کی آواز بھی سن لیتا تھا، اتفاقاً میں نے داغ لگوالیا تو یہ کیفیت ختم ہوگئی۔ اور اعمش نے ابی ظبیان سے اور انہوں نے حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک آدمی کی عیادت کیلئے داخل ہوئے اور اس کے بازو پر ہاتھ رکھا تو ایک تاگا بندھا دیکھا، دریافت کیا یہ کیا ہے؟ فرمایا اس میں میرے لئے ایک تعویذ ہے، انہوں اسکو پکڑ کر توڑ دیا اور فرمایا

لَوْ مِتَّ مَا صَلَّيْتُ عَلَيْكَ — اگر تیرا انتقال ہو جاتا تو میں تیرے جنازہ کی نماز نہ پڑھتا۔

لیکن متعدد احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

لہ مسلم کی روایت میں صرف اس قدر ہے کہ عکاشہ کے بعد دوسرے صحابی کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارے میں عکاشہ نے سبقت کرلی۔

رُقیہ اور جھاڑ پھونک کی مشروط اجازت فرمائی ہے۔ چنانچہ فقیہہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ کردہ احادیث واخبار کہ جن میں ممانعت مذکور ہے وہ سب منسوخ ہیں جیساکہ حضرت جابرؓ کی روایت کردہ اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا

نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الرقی فجاء آل عمرو بن حزم فقالوا یا رسول اللّٰہ انہ کانت عندنا رقیۃ نرقی بھا من العقرب و انت نھیت عن الرقی فعرضوھا علیہ فقال ما اری بھا باسًا من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ (مسلم)	رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے منتر پڑھنے اور پھونکنے سے منع فرمادیا تو عمرو ابن حزم کے خاندان کے لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا "یارسول اللّٰہ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) ہمارے پاس ایک منتر ہے جس کو ہم بچھو کے کاٹے پر پڑھا کرتے تھے، اب آپ نے منتروں کے پڑھنے سے منع فرمادیا ہے اس کے بعد انھوں نے منتر کو پڑھ کر سنایا آنحضرت (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) کو سنایا آنحضرت (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں اس منتر میں کوئی حرج نہیں دیکھتا، تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہونچا سکے تو ضرور نفع پہونچائے"

اور حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں (جھاڑ پھونک کے ذریعہ) منتر پڑھا کرتے تھے پھر (جب اسلام کا زمانہ آیا) (تو) ہم نے عرض کیا۔

یارسول اللّٰہ کیف تری فی ذٰلک فقال اعرضوا رقاکم لاباس بالرقی مالم یکن فیہ شرک۔	یارسول اللّٰہ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) آپ ان منتروں کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں ؟ آپ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم ان منتروں کو پڑھ کر مجھ کو سناؤ جب تک ان میں

شرک نہ ہو، میں کوئی حرج نہیں دیکھتا"

نیز بخاریؒ و مسلمؒ کی روایت میں منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تشریف لائے اور کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ یُؤْذِیْکَ۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) معوذتین کے ساتھ رقیہ فرمایا کرتے تھے (جیسا کہ مذکور ہوا) اور اس بارے میں آثار شمار سے زیادہ ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس جگہ تکلیف ہو اس جگہ کو پکڑ کر یہ پڑھنا چاہیے۔

اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ — ۷ بار

بعض روایات میں پڑھنا اور لکھ کر دینا بھی ثابت ہے، اور اسلاف و متقدمین کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔ اب بالکل آخری زمانہ میں اعداد کے ذریعہ نقش دینا رائج ہوا اور لوگوں نے اس کے ذریعہ اپنی بزرگی اور پیری کی دوکانیں سجانی شروع کر دیں، یہ سراسر یہودیوں کا طریقہ رہا ہے اسلام میں اس کیلئے کوئی گنجائش اور جواز نہیں ہے یہ نقش والے زیادہ سے زیادہ اس حدیث سے استدلال کر سکتے ہیں۔ جو صرف ہماری تحقیق ہے ان کو خبر تک نہیں ہے۔ حضرت معاویہ بن حکمؓ کی روایت ہے۔

قَالَ قلت مِنَّا یَخُطُّوْنَ خَطًّا	راوی نے کہا میں نے عرض کیا ہم میں سے
قَالَ کَانَ نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ	بعض لوگ خط کھینچا کرتے ہیں فرمایا
یَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خط فذالك	انبیاء میں سے ایک نبی تھے جو خط کھینچا کرتے
(مشکوٰۃ از مسلم)	پس جسکا خط ان کے موافق ہو جائے"

حضرات انبیاء علیہم السلام جو عمل کرتے ہیں وہ وحی کے ذریعہ کرتے ہیں، وہ وحی کے ذریعہ خط کھینچا کرتے تھے اور بتلایا کرتے تھے۔ لہٰذا کس کا خط ان کے خط کے مطابق ہو سکتا ہے۔ کجا وحی کے ذریعہ عمل اور کجا بلا وحی کے عمل دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مرقاۃ میں تحریر فرمایا ہے۔

دسواں باب

معوذات اور دعائیں

شیطان اور اسکی نسل کی دشمنی انسان سے منصوص ہے اور قرآن شریف میں اسکا بہت جگہ ذکر ہے۔

۱۔ لا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین انما یامرکم بالسوء والفحشاء — نہ پیچھے چلو شیطان کے نشان قدم پر وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تم کو برائی اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے۔

۲۔ الشیطان یعدکم الفقر — شیطان تم کو فقر کا وعدہ کرتا ہے۔

۳۔ ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوًا — شیطان تمہارا دشمن ہے اسکو دشمن ہی سمجھو۔

۴۔ انہ عدو مضل مبین — وہ تمہارا کھلا ہوا گمراہ دشمن ہے

۵۔ یرید الشیطان ان یضلہم — شیطان تم کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔

۶۔ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء — شیطان چاہتا ہے کہ تم میں عداوت اور بغض...... ڈالدے۔

شیطان دشمن قوی ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی قوت دی ہے کہ اپنی وسوسہ اندازی سے ہی سب کچھ کر گذرتا ہے۔ اسی کے ساتھ اسکو اتنی بڑی قوت حاصل ہے کہ جس کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم — شیطان انسان میں خون کی گردش کے ساتھ دوڑتا ہے۔

یعنی انسان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے رہتا ہے اسی کے ساتھ اس کے بارے میں فرمایا ہے۔

انہ یراکم ھو وقبیلہ من	شیطان اور اسکی قوم تمکو وہاں سے
حیث لا ترونھم	دیکھتے ہیں کہ تم انکو نہیں دیکھتے

جنات کی تعداد انسانوں سے زیادہ ہے (جیسا کہ گذر چکا ہے) اور اتنی بڑی قوت بھی اسکو حاصل ہے وسوسہ اندازی کے تیر بھی مارتا ہے۔ بدترین دشمن ہے لیکن بزدل بھی بہت ہے کہ آذان کی آواز سے بھاگ جاتا ہے۔ لاحول پڑھنے سے بھاگ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

۱۔ واما ینزغنک من الشیطان	جب شیطان تمہارے چوکہ مارے
نزغ فاستعذ باللہ انہ ھو	تو اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہو وہ
السمیع العلیم	سمیع و علیم ہے۔
۲۔ فاذا قرأت القرآن فاستعذ	جب تو قرأت قرآن کرے تو اللہ کی
باللہ من الشیطان الرجیم	پناہ شیطان سے بچنے کیلئے مانگ

یعنی جب شیطان وساوس پیدا ہوں یا پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا کافی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اتنے سخت دشمن کے مقابلہ میں اتنا آسان علاج۔ محمد بن واسع کہتے ہیں کہ میں ہر صبح کی نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ سَلَّطْتَ عَلَیْنَا	اے اللہ تو نے ہم پر دیکھنے والا دشمن
عدوًا بصیرًا بِعُیُوبِنَا	مسلط کر دیا جو ہمارے عیوب کو دیکھتا ہے
یَرَانَا ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ	وہ اور اسکی قوم ہمکو دیکھتی ہے اور ہم انکو
لَا نَرَاھُمْ اَللّٰھُمَّ فَاٰیِسْہُ	نہیں دیکھتے اے اللہ تو اسکو ہم سے مایوس
مِنَّا کَمَا اٰیَسْتَہٗ مِنْ رَحْمَتِکَ	کر دے جیسا کہ اپنی رحمت سے مایوس کیا ہے
وَقَنِّطْہُ مِنَّا کَمَا قَنَّطْتَہٗ مِنْ	اور اسکو ناامید کر دے جیسا کہ اسکو اپنی
عَفْوِکَ وَبَاعِدْ بَیْنَنَا	معافی سے ناامید کر دیا ہے ہمارے اور اسکے

وبینہ کما باعدت بینہ ... درمیان اتنی دوری کر دے جتنی
وبین رحمتک انک علی کل ... اسکے اور اپنی رحمت کے درمیان کر دی
شیئی قدیر (احیاء العلوم) ہے۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد کو جا رہا تھا راستہ میں ابلیس آدمی کی صورت میں ملا میں نے کہا کون؟ بولا میں ابلیس ہوں اور مجھے آپ سے ایک کام ہے وہ یہ کہ یہ کلمات آپ کسی کو نہ بتلائیں میں آپ کے آڑے نہ آؤنگا۔ میں نے کہا ضرور بتلاؤں گا تو جو چاہے کر۔

یہ کوئی فرضی واقعہ نہیں بلکہ بعض دفعہ خواب کی حالت میں اور کبھی جاگتے ہوئے اور کبھی کسی جانور کتے بلی کی صورت میں اس قسم کے حادثات پیش آجاتے ہیں کہ صاحب معاملہ کے قلب میں خود اس قسم کے جوابات پیدا ہو جاتے ہیں بعض دفعہ ہمکو بھی ڈراؤنی خوابوں میں اس قسم کے حالات پیش آئے ہیں اور ہم نے اپنے ارادہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق کے مطابق اس قسم کے متمثلات کو سزا دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی ڈر والا خواب دیکھے تو تین مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ...... پڑھ کر بائیں طرف کو تھتکار دے اور کروٹ بدل کر سو جائے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ یہ بہت ہلکے اثرات ہوتے ہیں۔ اب ہم چند معوذات تحریر کرتے ہیں۔

معوذات

یاد رکھنا چاہیئے شر شیاطین، جن، انس اور اثرات سحر وغیرہ سے تحفظ کیلئے سوائے حق تعالیٰ سے پناہ حاصل کئے بات نہیں بنتی ہے ہمیشہ اسی کی پناہ تلاش کرنا چاہیئے اور اسی کی پناہ میں رہنا چاہیئے۔ آدمی جب کبھی وساوس کا شکار اور معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی پناہ سے نکل کر خبات اور شیاطین کا شکار ہو جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے۔

الوضوء سلاح المومن — وضو مومن کا ہتھیار ہے۔

وضو کرنے کے بعد وضو کا بقیہ پانی کھڑے ہو کر پینا چاہیئے۔ نماز کی پابندی رہنا چاہیئے جب کبھی کوئی بیماری اثر و آسیب وغیرہ کا اندیشہ ہو جائے فوراً دو رکعت نفل پڑھے ہر

رکعت میں معوذتین اور آیۃ الکرسی پڑھے اسی طرح چند دن کرتا رہے۔ (انشاءاللہ از جنات دوسرے نجات حاصل ہوگی اسی کو بارش کے پانی پر دم کرکے پی لیا کرے۔

شروع ابواب میں ہم کہیں کچھ پڑھنے کے لئے لکھ آئے ہیں انکا اہتمام رکھنا چاہیے اگر پڑھا جاتا ہے تو تلاوت قرآن شریف پابندی سے ہونا چاہیئے اور قرآن شریف کے بعد اوراد فتحیہ یا حزب البحر۔ حزب النصر۔ حزب النووی۔ حزب الاعظم۔ دلائل الخیرات میں سے کسی کو پڑھنا چاہیئے۔ ضرورت کے وقت انہیں سے کسی سے بھی استعاذہ کرلینا چاہیئے۔ بصورت تعویذ قرآنی آیات میں سے مثلاً سورۃ فاتحہ۔ آیۃ الکرسی۔ معوذتین کو لکھ کر گلے میں ڈال لینا بھی مفید ہے احادیث کی کتابوں میں معوذات پر مشتمل بہت دعائیں ہیں۔ انہیں سے کسی کو پڑھ لینا یا معمول بنا لینا چاہیئے یا وقت ضرورت پڑھ لینا چاہیئے۔ کم از کم تین دن تو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اور جتنا زیادہ پڑھے ثواب ہے اور بہتر ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں نواسوں حضرات حسنینؓ پر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام پر یہ پڑھ کر دم کردیا کرتے تھے۔

۱۔ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔

۲۔ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ۔

۳۔ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ يَا رَحْمَانُ

یہ دعا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی تھی شیاطین اور جنات کے شر سے بچنے کے لئے۔ احادیث کی سب کتابوں میں ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔ اسی پر میں اپنے رسالہ کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے پناہ وحفاظت اور عافیت چاہتا ہوں۔

والصلوٰۃ علی النبی الامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۲۰ مئی ۹۵ء / ۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ قبل جمعہ

جس کی تقریباً آٹھ جلدیں ہو جائیں گی اردو زبان میں اپنی نوعیت کی تنہا وہ تفسیر ہے کہ جسکی زبان سادہ اور سلیس ہونیکے باوجود معیاری تحقیقات اس میں موجود ہیں۔ مثلاً

۱۔ ہر سورت کے شروع میں اس کی وجہ تسمیہ، زمانہ نزول دلائل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں

۲۔ ہر سورت میں مذکور تمام مباحث کا شروع میں تعارف کرایا گیا ہے۔

۳۔ ہر سورت کا مقصدی اور مرکزی مضمون شروع میں بیان کر دیا ہے اور اسپر دلائل بھی قائم کئے گئے ہیں

۴۔ ہر سورت کا ماقبل والی سورت سے ربط اور تعلق اور اس کے مضامین کا تسلسل بیان کیا گیا ہے۔

۵۔ تفسیر کرتے وقت شروع میں ماقبل والی آیات سے ربط اور بعد کے مضامین کا تسلسل بیان کیا گیا ہے

۶۔ تفسیر میں لغات کی تحقیق، شان نزول اور احادیث کو بیان کیا گیا ہے۔

۷۔ قرآن پاک کے دعوتی اسلوب کو نمایاں کیا گیا اور ہر قرآنی مضامین کا موجودہ حالات سے انطباق کیا گیا ہے۔

اسکے باوجود نہایت آسان قسطوں اور مناسب ہدیہ پر خرید فرما کر قرآن پاک کی اشاعت میں تعاون فرمائیں، طباعت، بائنڈنگ، نہایت عمدہ اور دلکش ہے۔

سیرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن پاک کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ ہمارے لیے اسوۂ حسنہ اور لائحہ عمل ہے اردو میں بہت سی سیرت کی کتابیں ہیں لیکن پڑھنے والوں کا اس پر اتفاق ہے کہ شبلی کی سیرت النبی اور سلیمان منصور پوری کی "سیرت رحمۃ للعالمین" اور سیرت پاک کی دیگر تمام کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ تفسیر کے بعد اس کا مطالعہ بھی نہایت ضروری ہے۔ مناسب ہدیہ۔ کتابت طباعت وغیرہ معیاری۔

ملنے کا پتہ مدنی دار التالیف۔ محلہ مردھگان بجنور یوپی۔ پن ۲۴۶۷۰۱

تالیفات مفتی عزیز الرحمن صاحب
تاریخ الاحکام
آخری رسول
تقصیرات تفہیم
سیر خیر العباد
تذکرہ مولانا یوسف
تذکرہ شیخ عبد القادر
ملنے کا پتہ مدنی دار التالیف مردہگان بجنور۔ یوپی۔